ایران، لبنان و خلیجی ممالک میں سرگرم تنظیم

حزب اللہ کون ہے؟



علی الصادق

نام کتاب — حزب اللہ کون ہے؟

مؤلف — علی الصادق

ترجمہ — ابو محمد

تعداد — گیارہ سو (۱۱۰۰)

سال اشاعت — ۲۰۰۸ء (اردو*)

شائع کردہ: — مکتبۃ الامام البخاری

٤٦، شارع الجمهورية الثلاثيني
الاسماعيلية - مصر

* یہ کتاب دیگر زبانوں میں بھی شائع ہو چکی ہے

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	حزب اللہ کون ہے؟	1
۲	حزب اللہ، لبنانی شیعہ تنظیم کا قیام	4
۳	حرکۃ أمل الشیعہ کا بانی کون ہے؟	5
۴	لبنان میں حزب اللہ قائم کرنے والے لیڈر کون ہیں؟	11
۵	حزب اللہ کے بانیان اور اس کے پیروکاروں کے عقائد	16
۶	حزب اللہ کن کے مفادات کی نگران ہے اور سرمایہ کہاں سے آتا ہے؟	22
۷	حجازی حزب اللہ	31
۸	کویتی حزب اللہ	38
۹	یمنی حزب اللہ	42
۱۰	لبنانی حزب اللہ کے اعلانیہ اور خفیہ مقاصد	47
۱۱	حزب اللہ کا خمینی سے تعلق اور خمینی کے عقائد	48
۱۲	لبنانی حزب اللہ کا ایران سے کیا تعلق ہے؟	53
۱۳	کیا لبنانی حزب اللہ ایران عراق جنگ میں شریک تھی؟	57
۱۴	حزب اللہ کا اپنے خطابات اور خارجی سیاست میں تقیہ پر عمل	59
۱۵	کیا حزب اللہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہی ہے؟	63
۱۶	کیا حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان خفیہ معاہدہ ہوا؟	65
۱۷	حزب اللہ کی دوستی کن سے ہے؟	68

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۸	لبنانی اور دیگر اسلامی حکومتوں کے بارے میں حزب اللہ کا موقف	69
۱۹	اہل سنت اور حزب اللہ کے فریب	75
۲۰	کیا شیعہ نے کبھی بھی مسلمانوں کا دفاع کیا؟	77
۲۱	افغانستان اور عراقی حکومتوں کا خاتمہ۔ ایران کا کردار اور امریکہ سے تعلقات	82
۲۲	رافضی شیعی عقائد کی نشر و اشاعت	83
۲۳	صلیبی فوجوں کے خلاف جنگ میں حزب اللہ کا کردار	87
۲۴	دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا کے اغراض و مقاصد	89
۲۵	کچھ سوالات	92
۲۶	ضمیمہ جات	94
۲۷	حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے بچو	100
۲۸	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والے اور بیت المقدس کی آزادی	114
۲۹	تصویری دستاویزات	123

۱۸	لبنانی اور دیگر اسلامی حکومتوں کے بارے میں حزب اللہ کا موقف	69
۱۹	اہل سنت اور حزب اللہ کے فریب	75
۲۰	کیا شیعہ نے کبھی بھی مسلمانوں کا دفاع کیا؟	77
۲۱	افغانستان اور عراقی حکومتوں کا خاتمہ۔ ایران کا کردار اور امریکہ سے تعلقات	82
۲۲	رافضی شیعی عقائد کی نشر و اشاعت	83
۲۳	صلیبی فوجوں کے خلاف جنگ میں حزب اللہ کا کردار	87
۲۴	دوسرے ملکی فوجیوں کے [illegible]	89
۲۵	کچھ سوالات	92
۲۶	[illegible]	94
۲۷	حسن نصر اللہ [illegible]	100
۲۸	حضرت عمر [illegible] بیت المقدس کی آزادی	114
۲۹	[illegible]	123

حزب اللہ کون ہے؟

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہمارے نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تمام انبیائے کرام اور رسولوں کے سردار ہیں، آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرامؓ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ آمین

بعد ازاں: اہلِ بیت کی محبت میں غلو کرنے والے شیعہ جو کہ قرآنِ مجید میں تحریف کے مرتکب ہیں، صحابہ کرامؓ پر لعن طعن کرنے اور امہات المومنین پر جھوٹی تہمتیں لگانے کے مجرم ہیں، وہ کھوکھلے نام نہاد شعارات اور جھوٹے تنظیمی ناموں کے در پردہ ہم سنی مسلمانوں پر زبان درازی کر رہے ہیں۔ ان کی تنظیمیں یہ کام اس لئے کر رہی ہیں تاکہ وہ دنیا کو یہ باور کرا سکیں کہ امت اسلامیہ کے صحیح لیڈر اور اصلی راہنما وہی ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ امت اسلامیہ کے سلف صالحین پر دن رات لعن طعن کرتے ہیں اور ان سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ لبنان کی شیعہ تنظیم حزب اللہ کی حقیقت حال سے ناواقفیت کی بنا پر بہت سارے مسلمان دھوکہ کھا گئے ہیں۔ حتیٰ کہ کچھ جاہل سنی مسلمان اس تنظیم کے سربراہ حسن نصر اللہ کو مسلمانوں کا ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ اور اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اس کے سر کو بوسہ دینے کی دعوت دے رہے ہیں۔ یقیناً یہ بہت بڑی جہالت کی بات ہے جس کا سبب اس تنظیم کی اصلیت، ان کے عقائد، مقاصد اور ان کی تاریخی حیثیت سے ناواقفیت ہے جو کہ بے گناہ سنی مسلمانوں کے خون سے آلودہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے۔ انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے: إِنَّمَا تَنْقُضُ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً إِذَا دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْ لَا يَعْرِفُ الْجَاهِلِيَّةَ (مسند احمد: 323/4)

''یقیناً اسلام کی گرہیں ایک ایک کر کے کھلتی جائیں گی جب اسلام میں ایسے لوگ داخل ہو جائیں گے جو جاہلیت سے ناواقف ہوں گے۔''

آج کل جب کہ ہم حزب اللہ کے لیڈر حسن نصر اللہ کی بڑی بھرپور تعریف سن رہے ہیں اور لوگ

اسے خراج تحسین پیش کر رہے ہیں تو اس نے ہم کو ان دنوں کی یاد دلا دی ہے۔ جب خمینی نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور "اسلامی" جمہوریہ ایران کی تاسیس کا اعلان کیا تھا۔ اس کے اس نعرے سے بے شمار سنی مسلمان دھوکہ کھا گئے حتیٰ کہ کچھ لوگ ایران پہنچ گئے۔ تاکہ خمینی کو اس "اسلامی مملکت" کے قیام پر مبارک باد پیش کر سکیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں عنقریب ایک حقیقی اسلامی مملکت قائم ہونے والی تھی۔ لیکن ان کے یہ سارے خواب چکنا چور ہو گئے اور ان کی امیدیں خاک آلود ہو گئیں جب انہیں پتہ چلا کہ خمینی کا مقصد تو صرف شیعی حکومت قائم کرنا اور عالم اسلام میں شیعہ مذہب کا زہر گھولنا ہے۔

اس موقع پر ایک اہم مسئلہ پر تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اسرائیل خالص یہودی ریاست ہے جو امت اسلامیہ کے جسم میں ایک خبیث پھوڑے کی مانند ہے۔ لہذا ہمیں یہودیوں کے قتل وغارت اور ان کی تباہی و بربادی پر فطری خوشی اور مسرت ملتی ہے۔ خواہ ان کی تباہی اور بربادی کا سبب کوئی بھی ہو۔ کیونکہ یہودی انبیائے کرام علیہم السلام کے قاتل اور رسولوں کے جانی دشمن ہیں۔ جو شخص بھی ان کی ظالمانہ تاریخ کی ورق گردانی کرے گا وہ ان کی تاریخی ذلت و رسوائی اور امت مسلمہ کے خلاف ان کے سیاہ کارناموں کو ضرور جان لے گا۔ لیکن ان مسلمہ حقائق کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس علاقے میں ایرانی شیعہ کی امداد کے اصل اہداف سے غافل ہو جائیں اور ان کے مقاصد خبیثہ سے چشم پوشی کر لیں۔ وہ ایرانی مالی اور فوجی امداد جو جنگی زخموں سے چور چور عراق سے ہوتی ہوئی اب لبنان پہنچ گئی ہے۔ وہ یہ کام نام نہاد مقابلے اور آزادی فلسطین کے نام پر کر رہے ہیں۔

اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ایک ایسی کتاب لکھنے کا عزم کیا۔ جس میں چند ایسے بنیادی سوالوں کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کروں جو حزب اللہ کی اصلیت کو واضح کر دے اور اس کے مخفی گھناؤنے چہرے کو سنی مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کر دے۔ لہذا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کام میں آسانی کے لئے خصوصی مدد مانگی اور لبنان کا دورہ کیا۔ پھر اس دورے میں حاصل ہونے والے حقائق اور دستاویزات کی مدد سے یہ کتاب لکھ دی ہے۔

میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی معذرت پیش کرنے، اپنی دینی ذمہ داری ادا کرنے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے سے کیا ہے کیونکہ امت اسلامیہ کے بے شمار لوگ اس جماعت کی اصلیت

سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس کے فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اس کی تعریف و توصیف کر رہے ہیں۔ (حالانکہ یہ ایک گمراہ اور سنی مسلمانوں کی دشمن جماعت ہے)۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کی حالت سنوار دے، اور انہیں دینی سمجھ بوجھ عطا فرمائے تاکہ انہیں مجرموں کے طریقۂ واردات کی سمجھ آ سکے، اور مسلمانوں کے قائدین اور علمائے کرام کو ہر خیر و بھلائی کی توفیق نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سنتِ نبوی ﷺ اور اس کے پیروکاروں کی مدد فرمائے اور بدعت اور بدعتی گروہوں کو ملیا میٹ کرے۔ ہمیں حق کی پہچان عطا کر کے اس کی اتباع کی توفیق دے اور باطل کو پہچان کر اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

یقیناً میرا ہر کام اللہ ہی کی توفیق کے ساتھ ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے نبی مکرم اور ہمارے راہنما، رحمت عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی آل اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر بے شمار رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔ آمین!

علی صادق

ali_alssadiq @ hotmail. com.

☆☆☆

حزب اللہ، لبنانی شیعہ تنظیم کا قیام

لبنانی شیعہ تنظیم ''حزب اللہ'' لبنان میں 1982ء میں قائم ہوئی۔ اور 1985ء میں سیاست کے میدان کارزار میں باقاعدہ شامل ہوگئی۔ یہ تنظیم ایرانی کمک پر پلنے والی تنظیم ''حرکۃ أمل الشیعہ'' کے بطن سے پیدا ہوئی۔ شروع میں اس کا نام اس کی مادر کے نام پر ''أمل الاسلامیہ'' رکھا گیا تاکہ یہ پوری امت اسلامیہ میں مقبول جماعت بن سکے۔ کیونکہ اس کی مادر ''حرکۃ أمل الشیعہ'' لبنان کی سیاست میں صرف شیعہ افراد تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور نئی تنظیم ''أمل الاسلامیہ'' کا مقصد لبنان کے ساتھ ساتھ پورے عالم اسلام میں شیعہ مذہب کی نشر واشاعت تھا۔ اس لئے اس تنظیم نے جنگجو مجاہدوں کا روپ دھار لیا۔ جس کا مقصد امت کا دفاع اور امت اسلامیہ کے مقدس مقامات کا تحفظ ہو۔ لیکن ''حرکۃ أمل الشیعہ'' کی وحشیانہ معاشرتی بدکرداری اور گھناؤنے جرائم کی وجہ سے اس کی نومولود تنظیم ''أمل الاسلامیہ'' کو امت اسلامیہ کے دفاع جیسا اہم فریضہ سونپنا ممکن نہ تھا۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس کی ناکامی یقینی ہوتی۔ اس خدشے کے پیش نظر ایک اور نئی جماعت ترتیب دی گئی۔ جسے آج ''حزب اللہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ [دیکھئے کتاب: أمل و المخیمات الفلسطینیۃ صفحہ 181] تنظیم کے نام کی تبدیلی کے بعد ذرائع ابلاغ نے لوگوں کو کچھ نئے ہیرو تراش کر دیئے اور ان کی شخصیت کو بھرپور ملمع سازی کے ذریعے قومی ہیرو بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کل تک یہی لوگ سنی مسلمانوں کے قاتل تھے۔ صبرا، شاتیلا اور براجنہ نادر میں قتل وغارت کا بازار انہیں ظالموں نے سجایا تھا۔ جہاں بے گناہ لوگوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ لہٰذا آج وہی ظالم، مسلمان مجاہدین اور فاتحین ہیرو کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہ ایک پتلی تماشہ اور سٹیج ڈرامہ ہے جسے امت اسلامیہ اور ایسے نادان حکمرانوں میں فروغ دیا جا رہا ہے جو دینی سوجھ بوجھ سے کورے اور صحیح عقیدہ سے بے بہرہ ہیں۔ وہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ بھی نہیں کرتے۔ بلکہ گمراہ کن ذراغ ابلاغ کے ذریعے سے عوام پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور یہ ذرائع ابلاغ کبھی بھی اپنے اہداف ومقاصد کی بنیاد صحیح علمی اصولوں یا تاریخی حقیقی واقعات پر نہیں رکھتے۔ اس طرح حزب اللہ امت اسلامیہ میں ''أمل الشیعہ'' سے بڑھ کر خطرناک کردار ادا کرنے کے لئے میدان عمل میں اتری ہے۔ حالانکہ ''أمل الشیعہ''

کا کردار صرف سیاست کی حد تک محدود تھا جو اس نے سیکولرازم کے داعی بن کر ادا کیا۔ [''حزب اللہ'' کا خطرناک کردار بالکل واضح ہو چکا ہے۔ کیونکہ گزشتہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ حزب اللہ ایک نہایت متعصب شیعہ تنظیم ہے۔ جن کے سینوں میں سنی مسلمانوں کے خلاف حسد ونفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ''أمل الشیعہ'' اور ''حزب اللہ'' ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ اور ان کا مشترک وصف اہل سنت کے خلاف رافضی شیعی تعصب وحسد ہے۔

''حرکۃ أمل الشیعہ'' کا بانی کون ہے اور اس کا عمل و کردار کیا ہے؟

''حرکۃ أمل الشیعہ'' کا بانی موسیٰ الصدر ہے جو ایرانی باشندہ ہے۔ وہ 1928ء میں ایران میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی تعلیم تہران یونیورسٹی میں مکمل کی۔ پھر 1958ء میں لبنان پہنچا۔ وہاں پہنچتے پر اسے فواد شہاب نے ایک سرکاری حکم نامے کے ذریعے لبنانی شہریت بھی دے دی حالانکہ وہ نسلی اعتبار سے ایرانی ہے۔ [دیکھئے: أمل و المخیمات الفلسطینیۃ صفحہ 31]

موسیٰ الصدر، خمینی کا شاگرد خاص ہے اور موسیٰ کے خمینی کے ساتھ گہرے خاندانی روابط ہیں۔ خمینی کے بیٹے احمد کی شادی موسیٰ الصدر کی بھانجی سے ہوئی ہے اور موسیٰ کے بھانجے مرتضی الطباطبائی کی شادی خمینی کی پوتی سے ہوئی ہے۔

موسیٰ الصدر نے ''أمل الشیعہ'' کے نام سے ایک مسلح تنظیم کی بنیاد الجنوب، بیروت اور البقاع کے علاقوں میں رکھی۔ اور یہ تنظیم نیشنل افواج کے ساتھ گہرے تعاون میں منسلک تھی۔ جبکہ موسیٰ الصدر لبنان میں آنے والے ہر نصیری مسئول کا معتمد خاص بنا رہا ہے۔ جب شام کا نصیری شیعی لشکر لبنان میں داخل ہوا تو موسیٰ الصدر نے فوراً پینترا بدلا اور قومی اسلامی لیڈر کی بجائے خود کو استعماری قوت کا خفیہ ایجنٹ بنا دیا اور درج ذیل کارروائیاں کر کے خود کو استعمار کا مخلص ایجنٹ ثابت کیا۔

(1) موسیٰ الصدر نے ایک فوجی افسر ابراہیم شاہین کو حکم دیا تو وہ عربی فوج سے علیحدہ ہو گیا اور اس نے شام کے دستوں سے تعاون کرنے والے ہر اول لبنانی دستے تشکیل دیئے۔ اسی طرح شمال کے

علاقے میں ایک فوجی میجر احمد معماری بھی نیشنل افواج سے الگ ہو کر شام کے نصیری شیعی لشکر سے مل گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے لبنان کا عربی لشکر موارنہ کو خوفزدہ کرنے والا سب سے بڑا اور اہم لشکر تھا۔ لیکن موسیٰ الصدر کی غداری اور سازشوں کی وجہ سے یہ لشکر تباہ ہو گیا۔ کیونکہ انہیں اندرونی غداروں سے ایسی تباہی کی اُمید ہی نہ تھی۔

موسیٰ الصدر نے ''أمل الشيعه'' کو حکم دیا تو اس کے تمام ارکان نیشنل آرمی سے الگ ہو کر شامی لشکر میں شامل ہو گئے۔ اور موسیٰ الصدر آزادی کی تحریک کے خلاف حملہ آور ہو گئے۔

(2) 5 اگست 1976ء کو فرانس کی خبر رساں ایجنسی نے خبر دی کہ موسیٰ الصدر نے رومی آرتھوڈکس اور کیتھولک پادریوں اور موارنہ کا ایک اجتماع منعقد کیا ہے جس میں البقاع کے رؤوسا اور اسمبلی ممبرز بھی شریک ہوئے۔ اس اجتماع کا مقصد ایک ایسی حکومت کا قیام تھا جس پر شام کے نصیری شیعہ کا غلبہ ہو۔ یہ اجتماع ایئر فورس کے ریاق اڈے پر منعقد ہوا۔

(3) 12 اگست 1976ء کو فرانسیسی خبر رساں ایجنسی نے پھر خبر دی کہ موسیٰ الصدر نے تحریک آزادی کے خلاف مسلح کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور تحریکِ آزادی نے الزام لگایا ہے کہ موسیٰ الصدر کی تنظیم حکمران عربی نظام کو ختم کرنے کے لئے کارروائیاں کر رہی ہے۔ ان کے اہداف میں سرفہرست لبنان کا حکومتی نظام ہے۔ اور ان کی تنظیم فلسطینی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے دیگر تنظیموں کا تعاون حاصل کر رہی ہے۔

(4) موسیٰ الصدر نے فلسطینیوں پر بڑی سخت اور کاری ضرب لگائی۔ حتیٰ کہ تحریکِ آزادیٔ فلسطین کے قائد نے مصر میں ایک بیان جاری کیا جس میں موسیٰ الصدر کے فلسطینیوں پر ظلم و ستم کی سخت مذمت کی اور موسیٰ کی موارنہ اور شامی حکومت کے ساتھ تعلقات پر تشویش کا اظہار کیا۔

موسیٰ الصدر اور اس کی جماعت نے شامی حکام کے ساتھ تعاون ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے تحریکِ آزادی کے مجاہدوں کے فدائی حملے روکنے اور فلسطینیوں کو جنوب سے نکالنے کا مطالبہ بھی کیا۔ ان کے اس مطالبے کی وجہ سے کئی خون ریز تصادم ہوئے اور پھر شیعہ نے صیدا میں مکمل بائیکاٹ کیا اور جنوب سے مسلح تنظیموں کو نکالنے کا مطالبہ کر دیا۔

ان خونی تصادموں کے بعد سب سے پہلے موسیٰ الصدر نے جنوب میں ملکی ایمرجنسی افواج متعین کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ لبنان نے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔ اور

فلسطینیوں کو اس معاہدے کو ہرگز توڑنا نہیں چاہئے۔ [دیکھئے: امل والمخیمات الفلسطینیة از عبد الله محمد الغریب، صفحہ: 34-31]

ایک اسرائیلی انٹیلی جنس افسر کا کہنا ہے: ''اسرائیل اور لبنانی شیعہ کے درمیان معاہدے میں پُرامن علاقوں کی شرط نہیں رکھی گئی۔ اسی لئے اسرائیل لبنانی شیعہ کے ساتھ خصوصی تعاون کرتا ہے اور ان کے درمیان ایک طرح کی مفاہمت ہو گئی ہے تاکہ فلسطینی تحریکِ آزادی کو کچلا جا سکے۔ جسے حماس اور تحریکِ جہاد اندرونی امداد کے ساتھ چلا رہے ہیں۔

موسیٰ الصدر کا سب سے زیادہ تعاون شام کے نصیری شیعہ نظام حکومت کے ساتھ وابستہ تھا۔ ایک سرکاری حکم نامے کے مطابق شمالی لبنان کے نصیری لوگوں کو شیعہ قرار دے دیا گیا اور ان کے لئے جعفری فقہ کا مفتی بھی مقرر کر دیا گیا۔ جب حافظ الاسد کے والد کی موت کا وقت آیا تو اس نے خصوصی طور پر موسیٰ الصدر کو بلایا اور اس نے آکر ان مخصوص کلمات کی اسے تلقین کی جن کی شیعہ اپنے قریب المرگ لوگوں کو تلقین کرتے ہیں۔

چنانچہ جب بھی لبنانی عربی لشکر اور لبنان کی فلسطینی افواج کسی معرکے میں داخل ہوئیں۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی پشتوں کو شیعہ کے سامنے غیر محفوظ پایا۔ مثال کے طور پر فلسطینی افواج، بعلبک اور الھرمل کے نزدیک معرکہ میں مشغول ہوئے تو شیعہ جعفری مفتی سلیمان الیحفوفی فوراً نصیری شیعہ لشکر سے جا ملا اور پھر اس لشکر کی قیادت کرتا ہوا معذور اور نہتے سنی مسلمانوں پر فاتح بن کر بعلبک میں داخل ہوا۔

موسیٰ الصدر نے اپنے انہی پلید کارناموں پر ہی بس نہیں کی بلکہ اس نے ''أمل الشيعه'' کے قائدین کو نصیحت کی کہ وہ النبعة اور شیاح کے علاقوں میں موارنہ کا مقابلہ نہ کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ الصدر نے بیروت کے شیعی علاقے موارنہ کے سپرد کر دیئے۔ اور انہیں کھلی چھٹی دے دی کہ وہ جیسے چاہیں قتل و غارت کریں اور جسے چاہیں اپنا قیدی بنا لیں۔

یہ موسیٰ الصدر ہی ہے جس نے کہا تھا: ''اسلحہ مردوں کی زینت ہے'' اور بے شک ہم انقلابی فوج ہیں اور ہمارا انقلاب کربلاء کی ریت میں دفن نہیں ہوا۔ بلکہ ابھی تک زندہ اور جاری ہے۔'' [دیکھئے کتاب: حزب الله من الحلم الأيديولوجي إلى الواقعية السياسية، صفحہ 155]

1405ھ میں رمضان المبارک میں ''أمل الشيعه'' تنظیم نے بیروت کے فلسطینی کیمپوں پر حملہ

کر دیا۔ اور اس جنگ میں ہر قسم کا مہلک اسلحہ استعمال کیا۔ ان کا یہ خوفناک حملہ پورا مہینہ جاری رہا۔ یہ جنگ اس وقت تک ختم نہ ہوئی جب تک کہ فلسطینیوں نے دمشق کے حافظ الأسد اور اس کے وکیل نبیہ بری کی تمام شروط قبول نہ کرلیں۔

20 مئی 1985ء کو رمضان المبارک کی پہلی رات اس جنگ کی ابتدا ہوئی۔ جب ''أمل الشیعہ'' کی ملیشیا صبرا اور شاتیلا کے فلسطینی کیمپوں میں حملہ آور ہوئی۔ انہوں نے غزہ کے ہسپتال کے تمام ڈاکٹروں، نرسوں اور عملے کے افراد کو رسیوں میں جکڑ دیا۔ اور انہیں اپنے علاقائی آفس جلول میں لے گئے۔ جبکہ قیدیوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ شیعہ افواج نے ہلال احمر، صلیب احمر اور دیگر طبی امداد کی تنظیموں کی ایمولینس کو اس کیمپ میں داخل ہونے سے روک دیا، اور فلسطینی ہسپتالوں کو پانی اور بجلی کی سپلائی بھی منقطع کر دی، جس سے بھاری جانی نقصان ہوا۔

20 مئی 1985ء پیر کی صبح پانچ بجے صبرا کے کیمپ پر مارٹر گنوں اور 106 ملی میٹر کے دھانوں کی توپوں سے گولہ باری شروع ہوگئی۔ اسی دن براجنہ تاور پر بھی مارٹر گنوں سے شدید گولہ باری کی گئی۔ جس سے بے شمار مرد و خواتین اور معصوم بچے ہلاک ہوگئے۔

بیروت میں حافظ الأسد کے نمائندے نبیہ بری نے چھٹے بریگیڈ کے افسروں کو حکم دیا کہ وہ اس جنگ میں شیعہ تنظیم " **أمل الشیعہ** " کا تعاون کریں اور لبنان میں سنی مسلمانوں کی قتل وغارت میں بھرپور شرکت کریں۔ اس حکم نامے کے چند گھنٹوں کے بعد ہی چھٹے بریگیڈ کے فوجی دستے اس جنگ میں شریک ہوگئے اور انہوں نے براجنہ تاور کے کیمپ کو چاروں طرف سے ہر قسم کے مہلک ہتھیاروں سے نشانہ بنایا۔

اس موقع پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ چھٹے بریگیڈ کے تمام فوجی شیعہ ہیں۔ مختلف بٹالین کے فوجی دستوں نے فلسطینی کیمپوں پر مارٹر گنوں سے بم برسائے اور ان پر راکٹوں سے ہولناک حملے کئے۔ جبکہ لبنانی لشکر میشیل عون کی قیادت میں اس جنگ میں شریک ہوا۔ یہ لشکر فروری 1984ء میں پہلی دفعہ جنگ میں شریک ہوا۔ اور چھٹے بریگیڈ کی فوجی اور افرادی مدد تک شریک رہا۔

18 جون 1985ء کو فلسطینی مظلوم، شیعہ کی بھڑکائی ہوئی اس ہولناک جنگ سے باہر نکلے، خفیہ پناہ گاہوں میں ایک ماہ تک مسلسل خوف و ہراس اور بھوک پیاس کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد انہیں اس

آزمائش سے نجات ملی۔ اس دوران غذائی قلت کے باعث یہ مظلوم بلیوں اور کتوں کا گوشت کھانے پر مجبور ہوتے رہے۔ وہ پناہ گاہوں سے نکلے تو ان کے گھر کھنڈرات بن چکے تھے اور 90% مکانات برباد ہو چکے تھے۔ تقریباً 3100 افراد مقتول اور زخمی ہوگئے تھے اور 15 ہزار افراد ان کیمپوں کو چھوڑ کر محفوظ پناہ گاہوں کی تلاش میں نکل چکے تھے۔ یہ تعداد ان کیمپوں میں پناہ گزین کا 40 فیصد ہے۔

''أمل الشیعہ'' کے ان شرمناک جنگی جرائم پر ہر حق شناس شخص مغموم ہے اور ان کے رُسوا کن کارناموں کی تفصیل لکھتے ہوئے قلم جواب دے جاتے ہیں۔ [اس گھناؤنے قتل وغارت پر خمینی بالکل خاموش رہا اور اس نے اس شنیع غارت گری اور خونریزی کو روکنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ بلکہ 1986ء میں شیخ أسعد بیوض التمیمی رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی غازی عبدالقادر حسینی ایران گئے تاکہ وہ خمینی سے ملاقات کرکے فلسطینی مسلمانوں کے خلاف اس قتل وغارت کو روکنے کی درخواست کریں۔ لیکن خمینی نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر یہ حضرات خمینی کے نائب منتظری کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی تو اس نے فلسطینیوں کی اس تباہی و بربادی کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا۔ اس پر خمینی شدید غضبناک ہوا۔ اور اس نے منتظری کو اپنے نائب کے عہدے سے معزول کر دیا]۔

[دیکھئے محمد أسعد بیوض کی گفتگو: ''ماذا جری فی لبنان، موقع مفکرۃ الاسلام، 1427/8/27ھ۔ 9/20 /2006م] لیکن ان کے شرمناک جرائم کی کچھ داستان درج ذیل ہے:

(1) اٹلی کا ریپبلیکا اخبار معذور و لاچار فلسطینیوں کے قتلِ عام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''یہ نہایت شرمناک اور رُسوا کن کام ہے جو ''أمل الشیعہ'' نے انجام دیا۔''

جبکہ استاذ فہمی ہویدی فرماتے ہیں: ''فلسطینی کیمپوں میں ''أمل الشیعہ'' کے قتل وغارت پر امام خمینی نے مکمل خاموشی اختیار کی۔ اور جب اس نے 20 جون 1985ء نماز عید کے بعد خطبہ دیا تو ان کیمپوں میں مظلوم فلسطینیوں کا تذکرہ تک نہ کیا۔ جب ان کے ایک مقرب ساتھی سے میں نے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا: ''امام صاحب مساوات اور توازن کے قائل ہیں اور اس معاملے میں بھی ان کا اپنا ایک مخصوص مساوات کا معیار ہے! اس لئے وہ اس معاملے میں خاموش ہیں۔ [دیکھئے: فہمی ہویدی کی کتاب: ''ایران من الداخل، صفحہ 404]

(2) 26 مئی 1985ء کو شیعوں نے نہتے فلسطینیوں کا ایک پناہ گزینی کیمپ تباہ کر دیا۔ اس

بربریت میں سینکڑوں بوڑھے، مرد و خواتین، اور بچے ہلاک ہوئے۔

(3) بیروت کے ہسپتالوں میں متعدد فلسطینی قتل کر دیئے گئے۔ اخبار سنڈے ٹیلی گراف 27 مئی 1985 کی اشاعت میں لکھتا ہے "فلسطینیوں کی ایک جماعت کو ذبح کر کے ان کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔"

(4) ان وحشیوں نے غزہ کے ہسپتال میں ایک نرس کو بھی ذبح کر دیا۔ جس نے اپنے سامنے زخمی فلسطینی کو قتل کرنے پر احتجاج کیا تھا۔

(5) اسوشیٹڈ پرس ایجنسی نے دو عینی گواہوں کے حوالے سے لکھا کہ "أمل الشیعہ" کے سپاہیوں نے ایک ہفتے کے دوران ان تین کیمپوں سے بیسیوں زخمی افراد اور شہریوں کو جمع کر کے قتل کر دیا۔

(6) دو اور عینی گواہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے "أمل الشیعہ" اور چھٹے بریگیڈ کے فوجیوں کو دیکھا کہ انہوں نے غزہ کے ہسپتال اور نواحی علاقے سے 45 فلسطینیوں کو قتل کر دیا۔

(7) ایک فلسطینی مظلوم عورت لاشوں میں سے اپنے پیاروں کی لاشیں تلاش کرتے ہوئے کہہ رہی تھی: "یہودی ان بدبختوں سے افضل ہیں۔" اس نے زوردار چیخ ماری۔ اسے اپنا بھائی مل گیا تھا۔ مگر اس وقت تک اس کی لاش گل سڑ چکی تھی اور کیڑے مکوڑے اور مکھیاں اس کے جسم پر رینگ رہے تھے۔

(8) 2 جون 1985ء کو "أمل الشیعہ" کے قاتلوں نے مغربی بیروت کی شاہراہوں پر فتح کا جشن منایا اور جلوس نکالے۔ صبرا، شاتیلا اور براجنہ ٹاور کے کیمپوں کو برباد کرنے کے بعد ان فاتحانہ جلوسوں میں وہ یہ نعرے لگا رہے تھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اَلْعَرَبُ أَعْدَاءُ اللّٰه" (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور عرب فلسطینی اللہ کے دشمن ہیں) "أمل الشیعہ" کے ایک کمانڈر نے بیان دیا کہ وہ لبنان سے فلسطینیوں کے مکمل خاتمے تک جنگ جاری رکھنے کی بھرپور تیاری میں ہیں۔ اگرچہ یہ جنگ کئی سالوں پر محیط ہو جائے۔

[دیکھئے: جريدة الوطن الكويتية۔ 1985/6/3 بحوالہ: أمل و المخيمات الفلسطينية۔ صفحہ 99]

(9) کویت کی خبر رساں ایجنسی اور الوطن اخبار نے 4 جون 1985ء اور 3 جون 1985ء کے اخبارات میں یہ خبر دی کہ "أمل الشیعہ" کے غاصبوں نے نہایت مجرمانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے صبرا کے کیمپ سے کیمپ والوں کے سامنے 25 دوشیزاؤں کو اٹھا لیا اور ان کے ساتھ بدفعلی کرنے کے

لئے انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔

اوپر بیان شدہ نکات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "أمل الشیعہ" کا سب سے اہم فریضہ سنی فلسطینی مسلمانوں کا خاتمہ کرنا ہے جو کہ یہودیوں سے مقبوضہ فلسطین کو آزاد کرانے کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ہمیں شیعہ کی اس تحریک اور فلسطینی مسلمانوں کے خلاف ان کی سرگرمیوں کے بارے اور کسی چیز کا علم نہیں، سوائے اس کے کہ شیعہ کا عقیدہ ہی انہیں سنی مسلمانوں کی دشمنی اور نفرت پر ابھارتا ہے۔ شیعہ، سنی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور انہیں یہود و نصاریٰ کے برابر بلکہ ان سے بڑے کافر قرار دیتے ہیں۔

اسی لئے توفیق المذہبی بیان کرتے ہیں: "أمل الشیعہ" کا ضمنی پروگرام فلسطینیوں کی مسلح جدوجہد کا خاتمہ کرنا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک فلسطینی مجاہدین شیعہ معاشرے کے امن و امان کے لئے مرکزی خطرہ ہیں۔ ان کا یہی مؤقف اسرائیل کو جنوبی لبنان میں مسلح کارروائیاں کرنے کا جواز فراہم کرتا ہے۔"

[دیکھئے: "أمل و حزب الله فى حلبة المجابهات" صفحہ 81]

اسی لئے جب اسرائیلی فوج شیعہ کی مدد و تعاون سے فلسطینی قبائل کو تہس نہس کرنے کے بعد لبنان میں داخل ہوئی تو جنوبی لبنان کے شیعوں نے اسرائیلی یہودی لشکروں کا استقبال پھولوں کے ہاروں اور گلدستوں کے ساتھ کیا۔ [اس استقبال کی روداد صبحی الطفیلی نے اخبار الشرق الاوسط کو اپنے 29 رجب 1424ھ بمطابق 25 ستمبر 2003ء کے انٹرویو میں بیان کی ہے۔ اخبار کا خصوصی نمبر 9067 ہے]

اس بات کی توثیق حزب اللہ کے ناظم "حسن نصر اللہ نے کتاب "سجل النور" کے صفحہ 227 پر بھی کی ہے۔ بحوالہ: عراق بلا قیادۃ از عادل رؤوف، صفحہ 226]

"أمل الشیعہ" کا ایک لیڈر حیدر الداخ کہتا ہے: "ہم اسرائیل کے خلاف اسلحہ اٹھائے ہوئے تھے مگر اسرائیل نے ہماری مدد کے لئے اپنے تمام ذرائع کھول دیئے اور اسرائیل نے فلسطینی وہابی دہشت گردی کو جنوبی لبنان سے ختم کرنے میں ہماری زبردست مدد کی۔" [دیکھئے مجلة الأسبوع العربي میں حیدر الداخ کا انٹرویو، تاریخ 1983/10/24ء]

ملک لبنان میں شیعہ کی تنظیم "حزب اللہ"

قائم کرنے والے لیڈر کون ہیں؟

(1) ''أمل الشیعہ'' کے لیڈر ہی ''حزب اللہ'' کے لیڈر ہیں:

ایران نے درج ذیل قائدین کے ذریعے سے ایک نئی تحریک ''حزب اللہ'' کے نام سے قائم کرنے میں بھرپور تعاون کیا۔

۱۔ محمد حسین فضل اللہ، ان کا لقب ''لبنان کا خمینی'' ہے۔

۲۔ صبحی الطفیلی

۳۔ حسن نصر اللہ

۴۔ ابراہیم الأمین

۵۔ عباس موسوی

۶۔ نعیم قاسم

۷۔ زہیر گنج

۸۔ محمد یزبک

۹۔ راغب حرب

[دیکھئے کتاب: حزب اللہ من الحلم الأید یولوجی إلی الواقعیة السیاسیة لبنان العزی، صفحہ 32، اور ''أمل و المخیمات الفلسطینیة'' صفحہ 179]

لیکن بہت جلد ہی ان قائدین کے درمیان فسادات پھوٹ پڑے کیونکہ ان میں سے ہر شخص لبنان کے شیعہ علاقوں میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کے لئے کوشش کر رہا تھا۔ ان اختلافات کی وجہ سے شیعہ کی دونوں تنظیموں کے درمیان خونریز لڑائیاں لڑی گئیں۔ بالآخر جنوب کے علاقے میں ''حزب اللہ'' اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ اور شیعہ آبادی میں ان کی عوامی حمایت دن بدن بڑھتی گئی۔ کیونکہ انہوں نے عوام کی فلاح وبہبود کے بہت سارے منصوبے شروع کئے تھے جو ایرانی کی بھاری امداد کے ساتھ مکمل ہوتے رہے۔

حزب اللہ دور حاضر میں سنی مسلمانوں کی سب سے بڑی دشمن جماعت کے روپ میں ابھری ہے۔ جو پورے عالم میں سنیوں کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہے۔ یہ جماعت ظاہراً یہود ونصاریٰ کے خلاف

علم جہاد بلند کرتی دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ حقیقت میں یہ عالم اسلام میں شیعہ مذہب کے فروغ اور خمینی کے شیعی انقلاب کو کامیاب بنانے کی کوششیں کر رہی ہیں۔

(2) ''حزب اللہ'' اور ''أمل الشیعہ'' دونوں تنظیمیں ایرانی ہدایات کے مطابق اپنا ایجنڈا مکمل کرتی ہیں۔

اس بات میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ ''حزب اللہ'' لبنان میں ایک ایرانی تنظیم ہے۔ اس کی دلیل خود اس کی تاسیسی دستاویز میں ان الفاظ میں موجود ہے۔ ''ہم کون ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟''

لہٰذا اس دستاویز میں حزب اللہ کا تعارف ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ ہم ''حزب اللہ'' کے ارکان ہیں جس کے ہراول دستے کو اللہ تعالیٰ نے ایران میں کامیابی عطا کی اور دنیا میں اسلامی حکومت کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ ہم ایک مدبر، عادل حاکم کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں جو بذات خود ولی، فقیہ اور امامت کی شرائط پر پورا اُترتا ہے۔ موجودہ دور میں ہمارا لیڈر وامام آیۃ اللہ العظمیٰ روح اللہ الموسوی خمینی ہے۔ جن کے ذریعے سے مسلمانوں نے ایران میں اسلامی انقلاب برپا کیا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ [دیکھئے: میثاق الحزب فی کتاب: ''حزب اللہ رؤیۃ مغایرۃ، صفحہ 226]

حزب اللہ کے لیڈر ابراہیم الأمین اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا ایک جز ہیں۔ بلکہ ہم تو لبنان میں ایران اور ایران میں لبنان کی حیثیت رکھتے ہیں۔'' [دیکھئے اخبار ''النہار'' مؤرخہ 5 مارچ 1987]

(3) حسن نصر اللہ کون ہے؟ اس کی جماعت ''حزب اللہ'' کون ہے اور ''أمل الشیعہ'' کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

حسن عبدالکریم نصر اللہ جسے عرب کا خمینی کہا جاتا ہے، وہ 21 اگست 1960 میں پیدا ہوا۔ سب سے پہلے اسے ضلع صور سے شہر بازوریہ میں ''أمل الشیعہ'' کا مسئول بنایا گیا۔

1976ء میں یہ عراقی شہر نجف میں شیعی امامی تعلیم کے حصول کے لئے چلا گیا۔

پھر اسے أمل تنظیم کا صوبہ البقاع میں مسئول مقرر کیا گیا اور پھر 1982ء میں سیاسی دفتر میں رکن

بنادیا گیا۔لیکن کچھ ہی عرصے بعد یہ شخص اَمل الشیعہ سے الگ ہوگیا اوراس نے حزب اللہ میں شمولیت اختیار کرلی۔1985ء میں اسے بیروت میں حزب اللہ کا مسئول بنایا گیا۔[جن دنوں حسن نصر اللہ بیروت میں حزب اللہ کا مسئول تھا تو فلسطینی کیمپوں میں اَمل الشیعہ کی غنڈہ گردی اور قتل وغارت پر حسن نصر اللہ نے مجرمانہ خاموشی اختیار کیے رکھی۔حسن نصر اللہ صبرا اور شاتیلا کے کیمپوں میں اَمل الشیعہ کی بدمعاشی اور خون ریزی پر بھی خاموش رہا۔حالانکہ یہ وہی شخص ہے جو فلسطینی لوگوں کی حمایت میں یہودیوں کے خلاف جہاد کا اعلان اپنے خطابات میں کرتا رہتا ہے] پھر 1987ء میں اسے مرکزی قائدین کمیٹی اور حزب اللہ کی مجلس عاملہ کا رکن بنادیا گیا۔1992ء میں تنظیم کے جنرل سیکرٹری عباس الموسوی کے قتل کے بعد اسے تنظیم کا جنرل سیکرٹری چن لیا گیا۔

1993ء اور 1995ء میں اسے دوبارہ اس عہدے کے لئے منتخب کیا گیا۔[حسن نصر اللہ کا یہ تعارف نامہ "مجلہ الشاہد السیاسی" میں 3 جنوری 1999ء کی اشاعت میں چھپا ہے]

(4) حسن نصر اللہ کے شیعی تنظیم "اَمل الشیعہ" کے ساتھ تعلقات:

گزشتہ صفحات میں بیان ہوچکا ہے کہ "اَمل الشیعہ" کی تنظیم سازی موسیٰ الصدر کی تھی اوراس کے تعلقات خمینی کے ساتھ نہایت مضبوط تھے۔جن کا کچھ ذکر پہلے ہوچکا ہے۔

8 اکتوبر 1983ء کو شیعوں کے مفتی عبدالامیر قبلان نے شیعہ مجلس اعلیٰ کا درج ذیل بیان جاری کیا:

"أمل الشیعہ" شیعوں کی بنیادی تنظیم ہے جسے شیعوں کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا جاسکتا ہے۔لہذا اَمل کے اعلانات کو ہم شیعہ کی مجلس اعلیٰ کے احکام کی حیثیت سے قبول کریں گے۔اس لئے شیعہ مجلس اعلیٰ جو حکم صادر کرے۔تنظیم اس کی پابند ہوگی۔[دیکھئے: "مجلہ المستقبل، 8 اکتوبر 1983، بحوالہ: اَمل والمخیمات الفلسطینیۃ، صفحہ 184]

"اَمل" تنظیم کے اراکین نے شیعہ کے لیڈر خمینی کی بیعت بھی کی اور انہیں پوری دنیا میں شیعہ اور مسلمانوں کا امام قرار دیا۔[دیکھئے: اکنامسٹ میگزین، 4 مئی 1982ء کی اشاعت]

اس تائید وحمایت کا اظہار "اَمل الاسلامیہ" کے ساتھ فسادات کے بعد کیا گیا۔جب کہ "اَمل الاِسلامیہ" اپنے نئے نام "حزب اللہ" کے ساتھ میدان کارزار میں اتر چکی تھی۔

"أمل الشیعہ" کے نائب رئیس حسین الموسوی نے اختلاف کے بعد اَمل سے اپنی علیحدگی کا اعلان کرکے ایک نئی تنظیم "اَمل الاِسلامیہ" کا اعلان کردیا جو بعد میں "حزب اللہ" کے نام سے مشہور ہوئی۔

[حزب اللہ اور اَمل الشیعہ کے اختلافات اوراس کے اسباب کے لئے دیکھئے کتاب: "حزب الله رؤیة مغایرة، صفحہ 117-122، یا: حزب الله من الحلم الایدیولوجی إلی الواقعیة السیاسیة، صفحہ 56`53`23]

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اَمل تنظیم کے عسکری اور سیاسی کردار میں کوئی زیادہ فرق نہیں پڑا بلکہ ایرانی سیاست کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہ بھی اپنا کردار تبدیل کرتی رہی اور لبنان میں اپنی کارروائیاں جاری رکھیں۔

یہ ہے وہ حزب اللہ جس کی مدد وحمایت میں بعض جاہل سنی مسلمان بڑے زور وشور سے شریک ہوتے ہیں۔حالانکہ فلسطینی بے گناہ سنی مسلمانوں کے قتل میں حسن نصر اللہ کے تعلقات شیعہ قاتلوں کے ساتھ نہایت مضبوط ہیں۔جبکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ سنی مسلمانوں کی خاطر جہاد کررہا ہے۔

حسن نصر اللہ کی حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں بلکہ وہ جعفری شیعہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا اوران پر لعنتیں بھیجنا اپنا دین سمجھتے ہیں اور تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ مانتے ہیں۔

مصر کے نامور عالم دین الشیخ یوسف القرضاوی حفظہ اللہ نے حسن نصر اللہ کے متعلق ایک انٹرویو میں بیان کیا ہے کہ وہ نہایت متشدد غالی شیعہ ہے۔[الشیخ یوسف القرضاوی نے یہ انٹرویو 3 ستمبر 2006ء کو "الوطن" اخبار کو دیا تھا۔اسی انٹرویو میں شیخ محترم نے علاقے میں شیعہ اثر ورسوخ میں اضافے کے خطرے سے خبردار کیا تھا۔خصوصاً مصر میں شیعہ حمایت میں اضافے کو خطرناک قرار دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ عراق میں سنی مسلمانوں کے قتل وغارت کی ذمہ دار شیعہ تنظیمیں ہیں۔جو بے گناہ مسلمانوں کا خون بہارہی ہیں] لہذا ایسے سنی مسلمانوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے جو اس شخص کی مدد وحمایت کرتے ہیں حالانکہ وہ صحابہ کرامؓ اور مومنوں کا بدترین دشمن ہے۔

اگر یہ شخص واقعی سنی مسلمانوں کا ہیرو اور مجاہد ہو اور اسرائیلی یہودیوں کا حقیقی دشمن ہو تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ٹیلی وژن اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ میں اسرائیل کو کھلم کھلا دھمکیاں دے، عوامی جلسوں میں انہیں للکارے اور پھر بغیر کسی خوف وخطر پورے ملک میں ٹہلتا پھرے اور کوئی اسرائیلی میزائل اس کی گاڑی، گھر یا جلسہ گاہ کو نشانہ نہ بنائے؟

لہذا اے سنی مسلمانو! کھوکھلے نعروں اور خلاف حقیقت سیاسی شعبدہ بازیوں کے دھوکے میں آکر اس خبیث شیعی تنظیم کے دام میں مت پھنسو۔کیونکہ "اَمل الشیعہ" کی سیاہ تاریخ سنی مسلمانوں کے خلاف جرائم

سے بھری پڑی ہے۔

''اهل الشيعه'' کے اس رسوا کن کردار اور مجرمانہ کارروائیوں کے معلوم ہونے کے بعد، کہ جن کا انکار کرنا کسی شخص کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔ کیا کوئی ذی ہوش شخص اس جماعت پر اعتماد کر سکتا ہے۔؟

اسی مجرم جماعت سے ''حزب اللہ'' کی تشکیل ہوئی ہے۔ کیا سنی مسلمانوں کے لئے اس بد کردار شیعہ تنظیم پر بھروسہ کرنا ممکن ہے؟

اگر ان دونوں تنظیموں کے درمیان چند سال قبل خونی جھڑپیں ہوئیں ہیں تو یہ کوئی انہونی بات نہیں۔ بلکہ ازل سے باطل قوتوں کا حال اسی طرح رہا کہ وہ باہم برسرِ پیکار رہتے ہیں اور ان میں حقیقی اتحاد و اتفاق کبھی نہیں ہو پاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہم مشرب یہودیوں کی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ، تَحْسَبُهُمْ جَمِيعاً وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى) سورہ حشر:14

''ان کی آپس کی لڑائی (دشمنی) بہت سخت ہے۔ آپ انہیں اکٹھے سمجھتے ہیں۔ جبکہ ان کے دل جدا جدا ہیں۔ یہ اس لئے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔''

نیز ارشاد فرمایا (وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ) سورۂ مائدہ:64

''اور ہم نے قیامت کے دن تک ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔''

اور ان کے چچیرے بھائی عیسائیوں کے بارے میں فرمایا۔

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَلْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ) سورہ مائدہ:14

''چنانچہ ہم نے روز قیامت تک ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔''

لہذا ان کا ظاہری اتحاد سوائے دھوکے کے کچھ نہیں، ان کے دل باہمی نفرت و حسد میں شعلہ زن ہیں)۔

☆☆☆

لبنانی شیعہ تنظیم ''حزب اللہ'' کے بانیان
اور اس کے پیروکاروں کے عقائد

''حزب اللہ'' اور اس کے پیروکاروں کا عقیدہ شیعیت ہے۔ وہ خود کو شیعہ جعفری اثنا عشری قرار

دیتے ہیں اور اسی فرقے کے عقائد اپناتے ہیں۔ ان کے اہم ترین عقائد درج ذیل ہیں۔

(1) آئمہ کی شان میں غلو:

رافضی شیعہ اہل بیت کی شان میں بے حد غلو کرتے ہیں اور انہیں گناہوں سے معصوم قرار دیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ شیعہ امام غیب کی ہر ہر چیز کو جانتے ہیں اور اثنا عشریہ فرقے کے امام جب چاہیں جو چاہیں غیبی امور کو معلوم کر لیتے ہیں۔ انہیں اپنی موت کا علم ہوتا ہے اور ان کے اپنے اختیار اور مرضی کے بغیر انہیں موت بھی نہیں آتی۔ [دیکھئے: اصول الکافی مولفہ کلینی: 258/1] حتیٰ کہ انہوں نے مبالغہ آمیزی میں انتہا کرتے ہوئے اپنے آئمہ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تمام انبیائے کرام اور رسولوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اس عقیدے کا اظہار ان کے ملا مجلسی نے اپنی کتاب ''مرآۃ العقول میں کیا ہے۔ [دیکھئے: 290/2]

ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے آئمہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ [دیکھئے کتاب: ''مدینہ المعاجز مؤلفہ: ہاشم البحرانی، یہ کتاب اس قسم کے خرافی عقائد سے بھری ہوئی ہے] بلکہ حضرت علیؓ بن اَبی طالب کو تو خود الٰہی صفات کا حامل قرار دے دیا ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی ہی ''الراجفه'' (کانپنے والی) اور ''الصاعقه'' (بجلی) ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ حضرت علی ہی نہروں کو چلانے والے، درختوں کو برگ و بار سے رونق دینے والے ہیں۔ انہیں سینوں میں چھپے ہوئے ہر راز کا علم ہے اور اسمائے حسنیٰ سے مراد بھی آپ ہی ہیں جن کو وسیلہ بنا کر دعا کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے۔ [دیکھئے: رجب البرسی کی کتاب: مشارق انوار الیقین، صفحہ 268]

ہم ایسے پراگندہ عقائد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(2) تحریف قرآن کریم کا عقیدہ:

شیعہ کا بنیادی عقیدہ یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نے قرآن مجید میں تحریف و تبدیلی کی ہے۔ [قرآن مجید میں تحریف کے عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے شیعہ نے متعدد کتب لکھی ہیں۔ ان میں سے مشہور ترین کتاب ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الأرباب'' ہے جو شیعہ محدث مرزا حسین نوری کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ شیعہ کی متعدد معتمد علیہ کتب میں اس عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے۔ عام طور پر شیعہ اس عقیدے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن آج تک کسی شیعہ عالم کی طرف سے مرزا حسین کی

اس کتاب کی تردید نہیں کی گئی۔ ان کی طرف سے اس مؤلف کے خلاف کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوا نہ عوام کو اس کتاب کی خباثت سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ کا اس کتاب کے مندرجات سے متفق ہونا یقینی ہے اور اس عقیدے کا بظاہر رد کرنا صرف اور صرف منافقت ہے۔

مرزا حسین نوری شیعہ کے نزدیک عظیم محدث اور ثقل اکبر ہے۔ لیکن اس کی خرافات پر شیعہ مکمل خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ہر اس شخص کو کافر اور گمراہ قرار دیتے ہیں جو حضرت علیؓ کی ولائت اور آئمہ کی امامت کا انکار کرے۔ ایسے لوگوں کو شیعہ ثقل اصغر قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کے کردار کا تضاد اور خباثت بالکل واضح ہے] اور ان کے شیعہ آئمہ کے سوا کسی شخص کو پورا قرآن مجید یاد نہیں اور نہ کتابی شکل میں اس کے پاس موجود ہے۔ قرآن مجید کو صرف حضرت علیؓ اور ان کے بعد شیعہ کے آئمہ ہی نے حفظ کیا اور جمع کیا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی کے اوصیاء کے سوا کوئی شخص مکمل قرآن مجید یاد کرنے یا کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

شیعہ کا قرآن مجید کے بارے میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو قرآن مجید جبرائیل علیہ السلام نبی مکرم ﷺ کے پاس لے کر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیات تھیں۔ [دیکھئے: کلینی کی کتاب اصول الكافی : 634/2 شیعہ علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے: 525/12] (جبکہ موجودہ قرآن میں تقریباً ساڑھے چھے ہزار آیات ہیں)

ان کے اس تحریفی عقیدے کا اعتراف شیعہ عالم جو کہ صدر الحکماء اور رئیس العلماء کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اس نے بھی کیا ہے۔ ان کے علاوہ نعمت اللہ الجزائری نے اس عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے: ''شیعی روایات میں مروی ہے کہ شیعہ ائمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو حکم دیا ہے کہ وہ موجودہ قرآن کو نمازوں اور دیگر مواقع پر پڑھتے رہیں اور اس کے احکامات پر عمل کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ ہمارا مولا صاحب الزماں امام غائب نمودار ہو جائے تو پھر یہ موجودہ قرآن لوگوں سے چھین کر آسمان کی طرف اٹھا لیا جائے گا اور وہ امیر المومنین علی کا لکھا ہوا قرآن مجید نکالیں گے اور اس کی تلاوت کریں گے اور پھر اس کے احکامات کے مطابق عمل ہوگا۔'' [دیکھئے کتاب: الأنوار النعمانية: 363/2]

(3) آئمہ کی عصمت اور ولائت کا عقیدہ:

شیعہ اپنے بارہ آئمہ کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ [شیعہ عالم محمد رضا المظفر اپنی کتاب ''عقائد الامامیہ'' میں لکھتا ہے: ''عقیدہ امامت وولایت دین کے اصولوں میں سے بنیادی اصول ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا] ان کے نزدیک ان کے آئمہ ہر قسم کی خطا اور گناہ سے معصوم ہیں۔ ان بارہ ائمہ کی یکے بعد دیگرے ولائت کے بھی قائل ہیں اور جو ان کے اس عقیدے کا انکار کرے وہ ان کے نزدیک کافر اور گمراہ ہے۔ ان کے اسی عقیدے کی بنا پر ان کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) کافر ہیں (نعوذ باللہ من ذلک)، کیونکہ ان کی شیعی روایات کے مطابق یہ تین حضرات، حضرت علیؓ سے خلافت چھیننے کے بعد کافر اور مرتد ہو گئے تھے۔ اس لئے ان کے نزدیک عقیدہ ولائت تمام اعمال کے قبول ہونے کی بنیادی شرط ہے۔ اس کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں ہوتا۔ اسی لئے ملا مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الأنوار'' میں ایک عنوان قائم کیا ہے: ''تمام اعمال کی قبولیت عقیدہ ولائت پر منحصر ہے۔ (2) [دیکھئے: 166/27۔ مذکورہ کتاب شیعہ اثنی عشریہ کے حدیث کے آٹھ بنیادی مصادر میں سے ایک اہم کتاب ہے]

(4) صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ کے بارے میں شیعہ عقائد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں رافضی شیعہ کے عقائد بد کی ایک جھلک درج ذیل ہے۔

ا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کو گالیاں دینا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا شیعہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہترین عمل ہے۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو لعن طعن کرنا ان کے ہاں ثواب عظیم کا باعث ہے۔ [دیکھئے: نور اللہ مرعشی کی کتاب: ''احقاق الحق'' 337/1 میں قریش کے دو طاغوتوں کی دعا]۔

۳۔ یہ بدبخت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں۔ [دیکھئے: زین الدین العاملی النباطی البیاضی کی کتاب: ''الصراط المستقيم إلى مستحقي التقديم: 165/3]

۴۔ ام المومنین عائشہؓ اور حفصہؓ پر نبی کریم کو قتل کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔[دیکھئے کتاب: من قتل النبي صلى الله عليه وآله وسلم،مؤلفہ:نجاح الطائی]

۵۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ مرتد وکافر ہوگئے تھے۔سوائے سات یا دس صحابہ کرام کے۔

(5) اثنا عشری شیعہ کے علاوہ لوگوں کے بارے میں ان کا عقیدہ:

رافضی شیعہ بغیر کسی استثناء کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جناب عبداللہ شبیر نے اپنی کتاب ''حق الیقین'' میں شیعہ امامیہ کا اس عقیدے پر اتفاق نقل کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں: الشیخ مفید بیان کرتا ہے کہ امامیہ شیعہ کا اتفاق ہے کہ جو شخص ہمارے آئمہ میں سے کسی امام کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ امام کی پیروی کا انکار کرے تو وہ کافر اور گمراہ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم رسید رہے گا۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''امامیہ شیعہ کا اس عقیدے پر بھی اتفاق ہے کہ تمام بدعتی گروہ کافر ہیں اور امام ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرے گا جبکہ امام کو ان پر غلبہ اور قوت حاصل ہوجائے۔امام انہیں دعوت دے گا۔انہیں دلائل سے قائل کرے گا پھر اگر وہ توبہ کرکے بدعات ترک کردیں اور شیعہ امامیہ مذہب قبول کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کردے۔اور اگر کوئی شخص توبہ کرنے سے پہلے ہی مرگیا تو وہ جہنمی ہوگا۔ [دیکھئے کتاب:حق اليقين في معرفة أصول الدين مؤلفہ:عبداللہ شبیر،189/2]

جبکہ یوسف البحرانی نے یہ نقل کیا ہے کہ اُھل حق کا ہر مخالف بھی کافر ہے۔بیان کرتا ہے: ''اہل حق کا مخالف کافر ہے اور اس پر کافروں جیسے امکانات لاگو کرنا واجب ہے۔'' [دیکھئے: یوسف بحرانی کی کتاب: "الشهاب في بيان معني الناصب، صفحہ85]

ان کے علامہ شیخ محمد الشیرازی نے مزید آگے بڑھتے ہوئے اثنی عشری شیعہ کے سوا تمام گروہوں کو کافر قرار دیا ہے۔اور انہیں عیسائیوں کے مشابہ بتایا ہے۔وہ لکھتا ہے: ''شیعہ اثنی عشریہ کے سوا شیعہ کی تمام اقسام کے بارے شیعی نصوص نے دلالت کی ہے کہ وہ کافر ہیں۔جیسا کہ گزشتہ بے شمار نصوص میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے امام کی امامت کا انکار کیا اس کا حکم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو تین معبودوں میں سے ایک معبود قرار دینے والے عیسائی کا ہے یعنی وہ کافر ہے۔[دیکھئے محمد الشیرازی کی کتاب:موسوعة الفقه 269/4: مزید

تفصیل کے لئے عبداللہ سلفی کی کتاب: ''ال شيعه الاثنا عشرية و تكفير هم لعموم المسلمين ۔'' دوسری طبع میں انہوں نے ایسی بے شمار نصوص بیان کی ہیں۔جن میں مسلمان جماعتوں کو کافر قرار دیا گیا ہے]شیعہ اثنی عشریہ تمام اہل اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔[دیکھئے یوسف بحرانی کی کتاب: "الشهاب الثاقب في بيان معنى الناصب۔"اسی لئے حسن نصر اللہ نے ''الأمان'' میگزین میں 31 مارچ 1995ء کو لکھا کہ ہم سنی، وہابی تحریک کو اسلامی تحریک تسلیم نہیں کرتے اور نہ یہ قبول کرتے ہیں کہ وہ صحیح اسلامی راہ پر ہیں۔'' یہ ان خطابات میں سے ایک ہے جن میں شیعہ اثنا عشریہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں]

تقیہ پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔[دیکھئے: جواد قزوینی کی کتاب: "الأدلة الجلية على جواز التقية"] اور قیامت سے پہلے اپنے آئمہ کی رجعت کا عقیدہ بھی ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔[دیکھئے کتاب: ''الایقاظ من الهجعة بالبرهان على الرجعة'' مؤلفہ: عاملی، صفحہ 64]

الغرض ''حزب اللہ'' ایک شیعہ تنظیم ہے جس کا مقصد عالم اسلام میں خمینی انقلاب برپا کرنا ہے۔وہ اسے ولائت فقیہ کا نام دیتے ہیں۔انہوں نے علاقے میں رونما ہونے والے حادثات وواقعات کو اپنی دعوت پھیلانے کے لئے بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے۔مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے بڑے خوش نما نعرے لگائے ہیں جن سے عالم اسلام کے بہت سارے لوگ ان سے متاثر ہوئے ہیں۔

(6) حزب اللہ کا عقیدہ ''ولائیت فقیہ'' سے کیا مراد ہے:

ولائت فقیہ شیعہ کا دینی عقیدہ اور سیاسی بدعت ہے جس کی بنیاد شیعہ لیڈر خمینی نے رکھی تھی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ملکی ریاست وقیادت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہے جس میں متعین فقہی دینی شروط پائی جائیں۔اور وہ امام منتظر کا نائب شمار ہوگا۔لہذا کوئی بھی حکم نامہ جاری کرنا ہو یا کوئی بھی کام کرنا ہو تو دینی ولی کی طرف رجوع کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے۔جسے امت کے لوگ منتخب کریں گے تا کہ وہ امام مہدی منتظر کا نائب ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی راہنمائی کرسکے۔

حزب اللہ خمینی کی ولائت میں پروان چڑھی۔گزشتہ صفحات میں بھی ذکر ہو چکا ہے اور آگے بھی اس بات کا کچھ تذکرہ ہوگا کہ حزب اللہ اصل میں ایرانی تنظیم ہے اور وہ ولائت دین میں ایرانی انقلابی لیڈر خمینی کی پیروکار ہے۔خمینی کا جانشین علی خامنہ ای ہے۔

ذیل میں خمینی کی کتاب ''الحكومة الاسلامية'' سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جن

میں خمینی نے اپنے عقائد براءاور ولایت فقیہ کی وضاحت کی ہے۔

(1) ''موجودہ دور میں فقہاء ہی لوگوں کے لئے حجت و برہان ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے لئے حجت و دلیل تھے، اس لئے جو شخص بھی فقہاء کی اطاعت سے کنارہ کشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا مؤاخذہ کرے گا اور اس سے نافرمانی کا حساب لے گا'' [دیکھئے: خمینی کی کتاب: ''الحكومة الإسلامية'' طبعه موسسه تنظيم و نشر تراث الإمام الخميني، طبعہ چہارم، صفحہ 109]

(2) ''اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام مومنوں کا ولی بنایا ہے۔ آپؐ کے بعد امام علی علیہ السلام تمام لوگوں کے ولی ہیں۔ اور آپ دونوں کی ولائت کا معنی یہ ہے کہ آپ کے شرعی احکام تمام لوگوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ بعینہ یہی ولائت آج کے فقیہ کے پاس ہے، بس صرف ایک فرق ہے [خمینی نے یہ ذرے برابر جو فرق کیا ہے وہ صرف دھوکہ دہی ہے ورنہ ان کے عقیدے کے مطابق ولائت فقیہ، آئمہ معصومین کی ولایت ہی کا تسلسل ہے۔ یہ فرق صرف دینی تسلط و غلبہ کے حصول کے لئے ایک دھوکے کے سوا کچھ نہیں] کہ ایک فقیہ دوسرے فقہاء کو معزول یا عہدے کا حق دار قرار نہیں دے سکتا [اگر خمینی اپنے اس بیان میں سچا تھا تو اس نے آیت اللہ شریعت داری کو معزول کیوں کیا۔ اس کے علمی اور دینی القابات اور اعزازات سلب کیوں کئے؟ اور اپنے وقت میں اپنے ہی نائب آیت اللہ العظمیٰ علی منتظری کو کیوں معزول کیا اور اسے جبری طور پر عہدے سے ہٹا دیا؟ کیا یہ صرف اس لئے تھا کہ انہوں نے ولائت فقیہ پر اعتراض کیا تھا اور فقیہ کے اختیارات کو متعین کرنے کی ضرورت سے آگاہ کیا تھا؟ جس کی سزا انہیں اپنے اپنے عہدوں سے معزولی کی صورت میں ملی] کیونکہ تمام فقہاء ولائت کی اہلیت میں برابر ہیں۔ [دیکھئے: خمینی کی کتاب: ''الحكومة الإسلامية'' طبعہ چہارم، صفحہ 74-73]

(3) لہذا جب کوئی فقیہ عالم عادل شخص حکومت کی تشکیل کی کوششیں کرے تو اسے معاشرے کے ان تمام امور کی سرپرستی حاصل ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی۔ لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اس فقیہ کی اطاعت بجالائیں اور اس کے احکام کی پیروی کریں۔ [دیکھئے: خمینی کی کتاب ''الحكومة الإسلامية'' طبعہ چہارم، صفحہ 72]

شیعہ کا عالم آیت اللہ العظمیٰ السید محمد حسین فضل اللہ کہتا ہے: ''فقیہ کی رائے تمام اشیاء میں شرعی حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ فقیہ امام معصوم کا نائب ہوتا ہے اور امام معصوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہے۔ لہذا جس طرح نبی مکرم تمام مومنوں کی جانوں کے ان سے بھی زیادہ حق دار ہیں اسی طرح امام بھی لوگوں کی

جانوں کا ان سے زیادہ حق دار ہے۔ اسی طرح عادل فقیہ بھی مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حق دار ہے۔ [دیکھئے محمد حسین فضل اللہ کی کتاب: ''ولائت فقیہ، صفحہ 46، بحوالہ ''حزب اللہ رؤية مغايرة، صفحہ 61]۔

لہذا در حقیقت ہر چیز کا شرعی حکم فقیہ کے حکم ہی سے لاگو ہوتا ہے۔ [دیکھئے: محمد حسین فضل اللہ کی کتاب: ''ولائت فقیہ، صفحہ 24]۔

حزب اللہ کن کے مفادات کی نگران ہے؟
اور اسے مالی امداد کون فراہم کرتا ہے؟

حزب اللہ کے تمام مالی اخراجات ایرانی حکومت ادا کرتی ہے۔ [ایرانی حکومت حزب اللہ کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ ''لشکر بدر'' اور ''جیش المھدی'' نامی عراقی تنظیموں کو بھی ایرانی حکومت ہی اخراجات فراہم کرتی ہے۔ یہ دونوں جماعتیں ایرانی دولت کے ساتھ عراق میں سنی مسلمانوں اور سنی علمائے کرام کے قتل میں مشغول ہیں اور ایرانی شیعہ کی حمائت سے سنی مساجد پر قبضہ جما رہی ہیں] ایک تخمینے کے مطابق 1990ء میں اس کا سالانہ بجٹ ساڑھے تین ملین ڈالر تھا۔ جو 1991ء میں بڑھ کر پچاس ملین ڈالر ہو گیا، 1992ء میں یہ رقم 120 ملین ڈالر ہو گئی جبکہ 1993ء میں اس میں مزید اضافہ ہوا جس سے اس کا بجٹ 160 ملین ڈالر ہو گیا۔ [دیکھئے: ''الشراع'' میگزین میں زین محمود کا مضمون ''حزب الله من الداخل أسرار و خفايا، 14 اگست 1995ء کی اشاعت۔ نیز۔ ڈاکٹر ولید عبدالناصر کی کتاب ''ایران دراسة عن الثورہ والدولة کا صفحہ 83 دیکھیں۔ بحوالہ: حزب اللہ رؤية مغايرة، صفحہ 162] جبکہ کچھ مصادر یہ بھی کہتے ہیں کہ رفسنجانی کے دور میں اس کا بجٹ 280 ملین ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔ [دیکھئے: المجلہ میگزین شمارہ نمبر 1013، 11 جولائی 1999ء کا شمارہ]۔

یہ بھاری بھر کم بجٹ ایرانی حکومت کے احکامات اور اس کے مفادات کی نگرانی کے لئے مختص تھا۔ جبکہ ملکی داخلی مسائل سے حزب اللہ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس بجٹ سے حزب اللہ کو اپنے جنگجو لشکر میں خاطر خواہ اضافہ کرنے میں بڑی مدد دی۔ حزب اللہ نے لوگوں کی حمائت ان کی ضروریات پوری کر کے خرید لیں۔ اس نے لوگوں کے اخلاص اور ولایت کو ڈالروں کے ساتھ خرید لیا۔ لہذا ہر شخص اس کا حصہ بنتا گیا۔ حتیٰ کہ ایک جنگجو کو ماہانہ پانچ ہزار لبنانی لیرہ تنخواہ ملنے لگی۔ اور لبنان میں 1986ء میں کسی جنگجو کی یہ سب سے بھاری تنخواہ تھی۔

[یہ تنخواہ ان دنوں میں تھی جب کہ ابھی لبنانی کرنسی بڑی مضبوط اور مستحکم تھی]

اس بھاری لالچ نے ''أمل الشیعه '' کے جنگجوؤں کو اپنی تحریک چھوڑ کر حزب اللہ میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا۔ لہٰذا وہ دھڑا دھڑ احزب اللہ کے رکن بننے لگے۔[دیکھئے کتاب: ''الحرب السریۃ فی لبنان، صفحہ 271، اور کتاب: ''دولۃ حزب اللہ، صفحہ 136-135] اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ حزب اللہ کی اسرائیل سے آخری جنگ میں ہونے والے تمام نقصانات کو پورا کرنے کی ذمہ داری ایرانی حکومت نے اٹھائی ہے۔ ایرانی حکومت نے تباہ ہونے والے گھر اور عمارات کو نئے سرے سے تعمیر کر کے دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ ایرانی حکومت نے یہ وعدہ پورا کرنا شروع کر دیا ہے اور حزب اللہ شیعہ علاقوں جیسے الجنوب کے نواحی علاقے ہیں، ان میں لوگوں کو مالی امداد دینا شروع کر دی ہے۔[اخبار ''الحیاۃ اللندنیۃ'' کے مطابق حزب اللہ نے ہر اس شخص کو 12 ہزار ڈالر دیے ہیں جس کا گھر اس جنگ میں تباہ ہوا تھا۔ یہ پہلی قسط ہے اور دوسری قسط میں تعمیرات کے لئے امداد دی جائے گی۔ دیکھئے 19 اگست 2006ء کی اشاعت]۔ یہ مدد مکان کرائے پر لینے اور گھریلو اشیاء کی خریداری کے لئے دی جا رہی ہے۔ یہ امداد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک منہدم مکانات دوبارہ تعمیر نہیں ہو جاتے۔

☆☆☆

عالم اسلام میں حزب اللہ کی لوکل برانچیں

حزب اللہ نے خلیجی ممالک اور جزیرہ عرب میں اپنی ذیلی برانچیں قائم کی ہیں۔ جن کا منہج اور عقیدہ بعینہٖ حزب اللہ جیسا ہے۔ ان لوکل برانچوں میں چند کا ذکر درج ذیل ہے:

(1) بحرینی حزب اللہ:

ایران میں شیعہ انقلاب کی کامیابی کے ساتھ ہی بیرونی ممالک میں متعدد شاخیں قائم کی گئیں جو ایرانی نظام کے ماتحت تھیں۔ ان کا مقصد مختلف ممالک میں شیعہ کے ذریعے سے ایرانی اثر و رسوخ میں اضافہ تھا۔ بحرین میں ہادی المدرسی کو "الجبھۃ الإسلامیۃ لتحریر البحرین" کے نام سے تنظیم بنانے کی ہدایات دی گئیں۔ جس کا ہیڈ آفس تہران میں ہوگا۔ اس تنظیم نے ابتدا میں ایک بیان جاری کیا جس میں اپنے اغراض و مقاصد کی وضاحت کی ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ آل خلیفہ کی حکومت کا خاتمہ۔

۲۔ بحرین میں ایرانی خمینی انقلاب کے موافق شیعی نظام حکومت کا قیام۔

۳۔ بحرین کو خلیجی ممالک کے اتحاد سے نکال کر ایران کے ساتھ منسلک کرنا۔[دیکھئے: فلاح المدیرس کی کتاب: الحرکات و الجماعات السیاسیۃ فی البحرین، صفحہ 104-99۔ نیز: الأحزاب و الجماعات الإسلامیۃ، 539/2، اس میں بھی یہ عہد کیا گیا ہے کہ تحریکِ آزادی بحرین پہلے مرحلے میں آل خلیفہ کی حکومت کا خاتمہ کرے گی۔ جیسا کہ اس جماعت نے اپنے منشور میں ذکر کیا ہے۔ اور اسے بحرین میں اسلامی انقلابی تحریک کا نام دیا ہے] یہ تنظیم ایران سے متعدد میگزین شائع کرتی تھی۔ جیسے ''الشعب الثائر'' (انقلابی لشکر)، اور ''الثورۃ الرسالۃ'' وغیرہ ہیں۔

تحریک کا ذرائع ابلاغ کا نمائندہ عیسیٰ مرہون تھا۔ تنظیم کے امدادی فنڈ کے لئے "الصندوق الحسینی الاجتماعی" یعنی مرکزی حسینی فنڈ قائم کیا گیا۔

1979ء کے اواخر میں شیعہ بحرین کی تحریکِ آزادی کے مرتب کردہ مظاہروں اور جلوسوں میں بھرپور شرکت کی اور یہ مظاہرے سعودی عرب کے شیعوں کے قطیف کے مظاہروں کے موقع پر کیے گئے۔ ان مظاہروں کے بعد جب حالات دگرگوں ہو گئے تو اس تحریک کے کارکنوں نے بحرینی انٹیلی جنس کے ایک افسر کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ جس کے جواب میں حکومت بحرین نے تنظیم آزادی پر سخت پابندیاں لگا دیں اور اس کے متعدد ارکان گرفتار کر لئے۔

ان گرفتاریوں کے بعد تنظیم نے وقتی طور پر مظاہرات اور جلوس نکالنے بند کر دیے اور آئندہ کے انقلابی اقدامات کی عملی تیاری شروع کر دی، چنانچہ بحرین میں بھاری مقدار میں اسلحہ بارود سمگل کر کے پہنچایا گیا۔[دیکھئے کتاب: تطور الحرکۃ الوطنیۃ و المعارضۃ فی الجزیرۃ العربیۃ، صفحہ 13] دسمبر 1981ء میں محمد تقی المدرسی کی قیادت میں تنظیم آزادی نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی مگر یہ بغاوت بری طرح ناکام ہو گئی اور حکومت بحرین نے 73 باغی ارکان اور ان کے حمایتی گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیے۔

80 کی دہائی میں بحرین کی تحریکِ آزادی کے قائدین اور ایرانی انٹیلی جنس آفیسروں کا اجتماع ہوا جس میں تحریکِ آزادی کا عسکری ونگ قائم کرنے پر اتفاق رائے کیا گیا۔ اس ونگ کا نام: ''حزب اللہ البحرین'' رکھا گیا۔

اس جماعت کے قیام کی ابتداء ہی میں جبهه اسلامیه کے جنرل سیکرٹری محمد علی محفوظ کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ حزب اللہ کے بحرینی ونگ کو تین ہزار شیعی لشکری فراہم کرے گا۔ جن کی عسکری تربیت ایران اور لبنان میں ہوگی۔ [اس تنظیم کی سرگرمیاں ''الأمام'' اخبار کے 15 جون 1996ء کے شمارے میں دیکھی جاسکتی ہیں] اس تنظیم کا سربراہ عبدالأمیر الجمری کو بنایا گیا اور ان کے بعد علی سلیمان نے اس کی قیادت سنبھالی ہے۔

ہادی المدرسی تحریک آزادی بحرین کا قائد اس نئے ونگ کا مرشد اور امداد کنندہ سربراہ ہے۔ اسی طرح محمد تقی المدرسی نے اس نئے ونگ کو فکری اور اعتقادی راہنمائی دی۔

ان تمام مراحل کے بعد یہ نیا ونگ اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہوگیا اور اس نے ملک میں فتنہ فساد برپا کردیا اور کچھ اہم علاقوں اور ان کے گرد ونواح میں اپنا غلبہ قائم کرلیا۔ اس تنظیم کا پہلا اور بنیادی مقصد موجودہ نظام حکومت کو ختم کرکے ایرانی شیعہ کے زیر اثر حکومتی نظام قائم کرنا تھا۔ اس بات کی تاکید وتصریح آیۃ اللہ روحانی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ ''بحرین، ایران کے تابع ہے اور بحرین اسلامی جمہوریہ ایران کا ایک ٹکڑا ہے۔'' [دیکھئے: ''الحركات و الجماعات السياسية في البحرين، مؤلفہ: فلاح المدیرس، صفحہ 100-99]۔

اس تنظیم کے اہم ترین کارنامے 1994ء میں ہونے والے فسادات، ہنگامہ آرائی اور غنڈہ گردی ہے۔ یہ بدترین ہلڑبازی اور غنڈہ گردی مختلف تنظیمی ناموں سے کی گئی۔ مثلاً کبھی اس کارروائی کو ''منظمة العمل المباشر'' اور کبھی ''حركة أحرار البحرين'' اور کبھی ''منظمة الوطن السليب'' کی کارروائیاں قرار دیا گیا۔ حالانکہ حقیقت میں یہ ساری تنظیمیں اور ان کی کارروائیاں ایک ہی جماعت ''حزب اللہ البحرین'' کی کارستانیاں تھیں۔

بعدازاں یہ تمام نام ایک ہی تنظیم میں مدغم ہوگئے اور نئی تنظیم ''جمعية الوفاق الوطني الإسلامية'' کے نام سے قائم کردی گئی۔ جس کی قیادت علی سلمان کو سونپی گئی۔ اس نئی تنظیم کو سیاسی اور صحافتی میدان میں خدمات کے لئے مختص کردیا گیا۔ جبکہ عسکری اور تنظیمی کارروائیاں عسکری ونگ حزب اللہ البحرین کے سپرد کردی گئیں۔

یہی تنظیم ایک اور فرضی نام سے اپنے ہیڈکوارٹر لندن سے ''صوت البحرین'' کے نام سے ایک ماہنامہ شائع کرتی تھی۔ اس ماہنامہ میں اس نے اپنے اہداف مقاصد اور مطالبات بیان کئے۔ اسی ماہنامے میں اس نے اپنے اہداف مقاصد اور مطالبات بیان کئے۔ اسی ماہنامے میں اپنی کارروائیوں کی تفصیلات بھی بیان

کرتے۔ یہ تنظیم بعض بیرونی تنظیموں سے چندہ بھی وصول کرتی۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس تنظیم نے صرف لندن کے فورم سے 80 ہزار ڈالر سے زیادہ چندہ جمع کیا۔

بحرین کی حزب اللہ تنظیم، حرکۃ أحرار البحرین کے اسلوب پر عمل کرتی ہے جس میں سیاسی اور دفاعی کاموں کی تکمیل شامل ہے تاکہ لوگ ان پر اعتماد کریں اور اس تنظیم کا عسکری ونگ اپنی مطلوبہ کارروائی آسانی سے مکمل کرسکے۔

حرکۃ أحرار البحرین (بحرین کی تحریکِ آزادی) کے اہم ترین مسؤلین درج ذیل ہیں: ۱۔ سعید الشہابی ۲۔ مجید العلوی ۳۔ منصور الجمری، 1996ء میں بحرین میں قتل و غارت، جلاؤ گھیراؤ اور تخریب کاری کے متعدد حادثات ہوئے۔ جن کی منصوبہ بندی ایران میں کی گئی اور ان کی تنفیذ بحرین میں ہوئی 14 مارچ 1996ء میں حزب اللہ البحرینی نے ایک ہوٹل جلا دیا جو ''سترة واديان'' کے علاقے میں واقع تھا۔ اس میں سات ایشیائی باشندے قتل ہوگئے۔ اور یہ قتل وغارت شیعہ کی دشمنی کی بدترین سیاہ واردات تھی۔ 21 مارچ 1996ء کو انہوں نے ''الزيانی'' گیراج کو آگ لگادی اور شوروم میں موجود تمام گاڑیاں جلا کر راکھ کا ڈھیر بنادیں۔

پھر ان کی دشمنی اور کینہ عروج پر پہنچ گیا اور انہوں نے 6 مئی 1996ء کو 9 بڑے بڑے تجارتی مراکز میں آگ لگادی اور انہیں تباہ وبرباد کردیا۔ اسی طرح ان بدکرداروں نے متعدد سکول اور پلازے جلا کر تباہ کردیے، کئی عوامی بجلی گھر، ٹیلی فون کی تنصیبات اور بحرین کے اسلامی بنک کو جلا دیا۔ [ان غنڈوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ ان مدارس، بجلی گھروں اور ٹیلی فون تنصیبات کا کیا جرم ہے؟]

بحرین کے نیشنل بنک اور انٹرنیشنل نمائش سنٹر کو بھی انہوں نے اپنی تخریبی کارروائیوں کا نشانہ بنایا۔ ان کی ان تمام کاروائیوں کا مقصد ملکی معیشت اور اقتصادیات کو برباد کرنا تھا۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔

1996ء کے پہلے چھ مہینوں میں ریڈیو تہران مسلسل فتنوں اور اضطراب انگیزی کو ہوا دیتا رہا۔ حکومت بحرین کے خلاف بغاوت کو اُبھارتا رہا اور اس کے استحکام کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں کرتا رہا۔

چنانچہ 13 فروری 1996ء کو ریڈیو تہران نے اتوار اور سوموار کو دو دن کی تجارتی ہڑتال کا اعلان کر

دیا۔ جبکہ 15 فروری 1996ء کو اعلان کیا گیا کہ اس سال عید الفطر نہیں منائی جائے گی۔

اسی طرح 2 مئی 1996ء کو ریڈیو تہران نے بحرین کے عوام کو اپنی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کرنے اور عید الاضحی کا بائیکاٹ کرنے کی دعوت دی۔ [ایک طرف مسلمانوں کی متفقہ عید، عید الفطر اور عید الاضحی کے بائیکاٹ کا اعلان کیا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف خالص شیعی عید 'عید الغدیر' اور عید نیروز مجوسی کو زور وشور سے منایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولولو مجوسی کا تہوار بھی خاص اہتمام سے منایا جاتا ہے اور حضرت عمرؓ کے قتل والے دن خصوصی جشن منایا جاتا ہے۔ جسے "فرحۃ الزہراء" کا نام دیتے ہیں۔ لیکن یہ ظالم ایسی کسی عید اور جشن کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کرتے!]

یہ ریڈیو حسد ودشمنی سے بھرے لوگوں کو اسی طرح ابھارتا رہا۔ حتی کہ ریڈیو نے 22 مارچ 1996ء کو اعلان کیا کہ حکومت بحرین، بحرینی عوام کے مطالبات کے سامنے بے بس ہوگئی ہے اور عوامی مطالبات پورے کرنے سے عاجز آ گئی ہے۔ [دیکھئے: ریڈیو تہران کی خصوصی نشریات] عوامی مطالبات سے ان کی مراد شیعی مطالبات تھے۔ مثلاً حکومت کا تختہ الٹنا، اور اسے ایرانی حکومت کے طرز پر ایک نئی شیعی حکومت میں تبدیل کرنا وغیرہ۔

اس بات کی دلیل کویت کی خبر رساں ایجنسی کی 15 جون 1996ء کی اشاعت میں بھی ملتی ہے۔

جس میں بتایا گیا ہے کہ کویتی حزب اللہ نے عراقی فوج کا کویت میں چھوڑا ہوا بھاری مقدار میں اسلحہ خریدا ہے اور اسے سمگل کر کے بحرینی حزب اللہ کو فراہم کر دیا ہے۔ چنانچہ اخبار لکھتا ہے کہ ایرانی حکومت کی طرف سے ملنے والے احکامات کے تحت بحرینی حزب اللہ طویل المدت منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ جس کے تحت اسلحہ کی سمگلنگ بحرین میں جاری رہے گی۔ تاکہ سیکورٹی کے ادارے اس سازش کو ایک ہی مرتبہ پکڑنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس طرح اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ یہ اسلحہ مختلف خفیہ ارکان تک مختلف علاقوں میں بروقت تقسیم بھی کیا جائے۔

گزشتہ کارروائی کا اعتراف بحرینی حزب اللہ کے قائد علی احمد کاظم المتقوی نے بھی کیا ہے۔ وہ کہتا ہے: "ہم نے ایرانی انٹیلی جنیس آفیسر احمد شریفی کے ساتھ ایک خفیہ میٹنگ کی ہے جس میں اس نے ہمیں سمندر کے راستے اسلحہ سمگل کر کے بحرین پہنچانے کا پروگرام دیا ہے۔"

ملزم جاسم خیاط نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اسلحے کو سمگل کرنے کا مقصد بحرینی حکومت کا خاتمہ کرنا

ہے۔ عسکری قوت استعمال کر کے اس حکومت کو ختم کر کے اس کی جگہ ایرانی شیعہ حکومت کی ماتحت حکومت قائم کرنا ہمارا مقصد ہے۔ اس نے یہ وضاحت بھی کی کہ پہلی سپلائی گرج چھاؤنی میں پہنچائی گئی جو کہ تہران کے شمال میں واقع ہے۔ یہ کارروائی ایرانی انٹیلی جنیس آفسر محمد رضی آل صادق اور میجر وحیدی نے کی ہے۔

عوام کو حکومت کے خلاف مشتعل کرنے کا کام شیعی خطیب علی احمد جبیل کر رہا ہے۔ وہ اپنے خطابات میں لوگوں کو حکومت کے خلاف پُرتشدد کارروائیاں کرنے اور حکومت مخالف پراپیگنڈہ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اس نے کئی پارٹیاں تشکیل دی ہیں۔ جو بحرینی حزب اللہ میں شامل ہو کر تخریبی کارروائیاں کریں گی۔ [ان ملزمان کے اعترافات ان دنوں بحرینی ٹیلی وژن کے خصوصی بلیٹن میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ نیز ان دنوں کے بحرینی اور عربی اخبارات میں بھی ان کی تفصیل چھپی تھی]

اسی طرح حزب اللہ کے داعی عبدالوہاب حسین کا کردار بھی بڑا اہم ہے۔ وہ حزب اللہ کے اراکین کو سیکورٹی اور انٹیلی جنیس اداروں کے ساتھ نپٹنے کے طریقے سکھاتا ہے۔ وہ اراکین کی خصوصی تربیت کرتا ہے کہ کس طرح خفیہ ادارے والوں کے حساس سوالات کا جواب دینا ہے۔ لوگوں کی ذہن سازی کیسے کرنی ہے اور انہیں حکومت مخالف رویے پر کیسے تیار کرنا ہے۔

شیعہ خطیب عباس جبیل کو محمد الریاش نامی شخص کے ذریعے سے عبدالوہاب حسین اور حزب اللہ کے لیڈر عبدالامیر الجمری کی ہدایات ملتی تھیں۔

ان دنوں بحرین کے وزیر اطلاعات اور قومی اسمبلی کے سپیکر نے وضاحت کی کہ بحرینی حزب اللہ ایران کے عسکری کیمپوں میں جنگی ٹریننگ حاصل کر رہی ہے مثلاً تہران کے شمال میں واقع گرج چھاؤنی میں ایسے لوگوں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ جب ایران پر حزب اللہ بحرینی کی تخریبی کارروائیوں کے سلسلے میں سیاسی دباؤ ڈالا گیا تو یہ دہشت گرد گروپ لبنانی حزب اللہ کے معسکرات میں منتقل ہو گئے۔

ان عسکری کیمپوں میں حزب اللہ کو جدید اسلحہ، بم دھماکوں اور جسمانی دفاع کی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ کس طرح خفیہ معلومات جمع کر کے ہیڈ آفس تک منتقل کی جاتی ہیں۔ خفیہ اداروں کے اہم دستاویزات تک کیسے رسائی حاصل کرنی ہے اور ان میں کس طرح تبدیلی اور تحریف کرنی ہے۔ (92)

[اس بات کی وضاحت وزیر داخلہ شیخ محمد بن خلیفہ آل خلیفہ نے کی ہے۔ اسی طرح ان دنوں کے تمام اخبارات میں بھی یہ بات

دیکھی جاسکتی ہے]۔

1996ء کے فسادات اور ہنگامہ آرائی میں بحرینی حزب اللہ کے درج ذیل راہنماؤں نے بھرپور حصہ لیا۔

۱۔ علی احمد کاظم المتقوی: اس کا تعلق مالی تنظیم اور ایرانی انٹیلی جنس کے ساتھ رابطہ آفیسر کی ہے۔

۲۔ عادل الشعلہ۔ یہ عسکری تربیت کا ممبر ہے۔

۳۔ خلیل سلطان۔ اس کا تعلق ذرائع ابلاغ سے ہے۔

۴۔ جاسم حسن منصور الخیاط۔ انٹیلی جنس اور سیکورٹی ادارے کا ممبر ہے۔

۵۔ محمد حبیب۔ یہ بحرینی شیخ ہے جو کویت میں مقیم ہے۔

۶۔ حسین احمد المدیفع

۷۔ حسین یوسف علی

۸۔ خلیل ابراہیم عیسی الحایکی [اب تک بحرینی حزب اللہ کے 44 اراکین گرفتار ہو چکے ہیں۔

1996ء میں بحرینی حزب اللہ کی تخریبی کارروائیوں میں ہونے والے نقصانات کا ایک ادنیٰ سا اندازہ ایک کروڑ باون لاکھ چوبیس ہزار چھ سو اٹھاون ڈالر لگایا گیا ہے۔($1,52,24,658)

ان فسادات کے بعد حکومت بحرین نے شیعہ افراد اور ان کے لیڈر علی سلمان، عبدالامیر الجمری، آیۃ اللہ محمد سند اور دیگر خطباء اور مشائخ کو بہت سی مراعات دیں اور انہیں خصوصی رعائتیں دیں تاکہ ملکی انتشار و فساد کا خاتمہ کیا جاسکے۔ لیکن اس سب کے باوجود یہ خبیث ابھی تک اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل اور اپنے مجرمانہ اہداف کے حصول میں پوری طرح مستعد ہیں۔ حزب اللہ کا آخری گھناؤنا منصوبہ جو 2006ء میں پکڑا گیا وہ یہ تھا کہ حکومت بحرین کو پتہ چلا کہ ایرانی حکومت حزب اللہ کے ذریعے سے بحرین کے مختلف علاقوں میں زمینیں خرید کر شیعہ لوگوں میں تقسیم کر رہی ہے تاکہ ان علاقوں میں شیعہ آبادی میں اضافہ کیا جاسکے۔ ایران کی حمایتی تنظیموں اور جماعتوں میں بالواسطہ طریقے سے امدادی رقوم تقسیم کی جا رہی ہیں۔ بلکہ سیکورٹی اداروں کی رپورٹ کے مطابق تہران کے قریب امام علی فوجی چھاؤنی میں حزب اللہ بحرین کے اراکین کو تربیت دینے

کے لئے معسکر دوبارہ بنادیا گیا ہے اور اس کی تشکیل نو کی جا رہی ہے۔

حزب اللہ لبنانی کے کئی لیڈروں نے اس معسکر میں ملاقاتیں کی ہیں۔ ان میں ایک ملاقات عکرم برکات اور بحرینی شیعہ جنگجوؤں کی ہوئی جو پہلے دمشق اور پھر بیروت میں منعقد ہوئی۔ ان ملاقاتوں میں بحرین میں شیعہ اثر و رسوخ کو بڑھانے کے لئے شیعہ تحریک کو فعال بنانے اور سیاسی عمل میں تنظیم سازی پر غور و فکر کیا گیا۔ اس ملاقات میں حسن نصر اللہ نے شیعی افرادی قوت مہیا کرنے کا عہد کیا تاکہ ایرانی شیعی پلان کو مکمل کیا جا سکے۔ اسی طرح اس میٹنگ میں اقتصادی اثر و رسوخ میں اضافے کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔ تاکہ شیعہ تاجروں کو بھی سرگرم کیا جاسکے۔ یہ کام شیعہ تاجروں کو بھاری امدادی رقوم دے کر اور ان کے ساتھ کاروباری شراکت کر کے کیا جائے گا۔ تاکہ بحرین کی اقتصادیات پر شیعہ کنٹرول ہو سکے اور بعد میں بعض بنیادی ضروریات زندگی کو مارکیٹ سے غائب کر کے مصنوعی قلت اور بحران پیدا کر کے حکومت کو اپنے مزید مطالبات ماننے پر مجبور کیا جاسکے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایرانی انٹیلی جنس ادارے بحرینی شیعہ کو انتخابات میں بھرپور شرکت کے لئے ہر قسم کی امداد فراہم کریں گے تاکہ قومی اسمبلی میں شیعہ ممبران کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکے۔ تاکہ وہ ممبران شیعہ مفادات کے مطابق قانون سازی کر سکیں اور ایسے قانون اسمبلی سے پاس کرا سکیں جو خلیجی اور عربی ممالک میں ایرانی مفادات کی حمایت اور تحفظ کا کام دے سکیں۔ [دیکھئے: الأحزاب و الحرکات و الجماعات الاسلامیہ: 581/2]

حجازی حزب اللہ

1979ء میں ایران میں خمینی انقلاب کے قیام کے شروع ہونے اور اس کے غلبے کے فوراً بعد ایرانی حکمرانوں نے اپنے سعودی ایجنٹوں کو سعودی حکومت کے خلاف بغاوت کا حکم دے دیا۔ ایرانی حکومت کی اس تحریض و تحریک پر 1400ھ میں ضلع قطیف میں شیعہ آبادی نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت میں کچھ اس طرح کے نعرے لگائے گئے: ''ہم حسینی مذہب کے پیروکار ہیں:'' ''ہمارا قائد خمینی ہے''۔ ''سعودی حکومت کو ختم کر کے دم لیں گے۔''

"شاہ فہد اور خالد کی حکومت کا تختہ اُلٹ کر رہیں گے۔" وغیرہ وغیرہ!! پھر جیسے ہی سعودی شیعہ قیادت اور ایرانی حکومت میں تعلقات مضبوط ہوئے اور خمینی انقلاب کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے تو سعودی شیعہ کو حسن الصفار کی قیادت میں ایک نئی تنظیم بنانے کا حکم دیا گیا۔ لہذا "منظمہ الثورہ الاسلامیہ لتحریر الجزیرۃ العربیہ" کے نام سے ایک تنظیم تشکیل دے دی گئی جس کے لیڈر اور منتظم حسن الصفار تھے۔ اس تنظیم کا معنی ہے "جزیرہ عرب کی آزادی کے لئے اسلامی انقلابی تنظیم"۔ [دیکھئے: الأحزاب و الحرکات و الجماعات الإسلامیہ۔581/2]

بعد میں اس کا نام "منظمة الثورة الإسلاميه فى الجزيرة العربيه" (جزیرہ عرب میں اسلامی انقلابی تنظیم) رکھا گیا۔

اس تنظیم کے اغراض ومقاصد کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ایران میں برپا ہونے والے شیعی انقلاب کی حمایت اور اسے عالم اسلام میں غالب کرنے کی کوششیں کرنا۔

۲۔ جزیرہ عرب یعنی سعودی عرب کی سنی اسلامی حکومت کو ختم کرنا اور ایرانی حکومت کی تابع شیعی حکومت قائم کرنا۔

کیونکہ اس تنظیم کے نزدیک سعودی حکومت اور دیگر خلیجی حکومتیں کافر طاغوتی حکومتیں ہیں۔ جبکہ تنظیم خود کو ایرانی انقلاب کا ایک حصہ شمار کرتی ہے۔ اسی لئے شیخ حسن الصفار جو کہ اس تنظیم کا منتظم اور مرشد ہے: کہتا ہے کہ "ہمیں ایران سے بھاری امداد اور حمایت کی توقع ہے جو انقلابی اہداف کو پورا کرنے کے قابل ہو۔"

[الأحزاب و الحرکات و الجماعات الإسلامیہ،588/2]

تنظیم کا خیال ہے کہ وہ اسلامی انقلاب کے لئے ہی تشکیل دی گئی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے تین شروط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ قائدین کا ہجرت کر جانا اور ملک سے باہر رہ کر مطلوبہ کردار ادا کرنا تا کہ وہ مکمل آزادی سے اپنا کام سرانجام دے سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر ملکی تنظیموں اور موسسات کا ہونا ضروری ہے جو تحریک انقلاب کی فکری، اخلاقی اور نظریاتی حمایت کرے۔

۲۔ اسلحے کے بغیر شیعی انقلاب برپا کرنا ناممکن ہے۔

۳۔ تحریکِ انقلاب کی معاون تنظیموں کی تشکیل تا کہ وہ اہداف کے حصول میں تحریک کی مددگار بن سکیں۔

اس تنظیم کا ہیڈ آفس ایران میں تھا۔ پھر کچھ عرصہ دمشق میں قائم رہا اور آخر میں لندن میں قائم کیا گیا۔

تنظیم اپنا مشہور رسالہ "اسلامی انقلاب" بھی شائع کرتی تھی۔ اور یہ رسالہ 80 کی دہائی میں شائع ہوتا رہا۔ لیکن جب تنظیم کو احساس ہوا کہ ان کی تنظیم اور میگزین کا نام ان کے مفادات کے خلاف اثر دکھا رہا ہے اور بعض عوامی حلقوں میں اسے پذیرائی نہیں مل رہی تو انہوں نے 1990ء کے اواخر اور 1991ء کے شروع میں تنظیم کا نام تبدیل کر دیا اور نیا نام "منظمة الثورة الإسلامية فى الجزيرة العربية" (جزیرہ عرب میں اسلامی انقلابی تنظیم) سے بدل کر "الحركة الاصلاحية الشيعه فى الجزيرة العربية" (جزیرہ عرب میں شیعہ اصلاحی تحریک) رکھ دیا۔

اسی طرح میگزین کا نام "اسلامی انقلاب" کی بجائے "میگزین جزیرہ عرب" رکھ دیا گیا۔ (مجلة الجزيرة العربية)۔

اس کے ساتھ ساتھ تنظیم نے "دار الصفا" کے نام سے پبلشنگ ادارہ بھی بنایا جو سعودی حکومت اور سعودی عوام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے پر مشتمل کتابیں نشر کرتا۔ یہ ادارہ تنظیم کی خصوصی امداد پر ایسی رپورٹیں اور سروے شائع کرتا جو خصوصی طور پر مغربی یہودی تنظیموں کو ارسال کی جاتیں کیونکہ تنظیم کے مغربی پارلیمنٹری کے ساتھ گہرے تعلقات اور روابط تھے۔

اس طرح اس "مجله الجزيره العربية" نے جنوری 1991ء سے 1993ء کے نصف تک تقریباً تیس شمارے نکالے۔ اس میگزین کو بھاری مغربی امداد ملتی تھی یہ غیر ملکی مغربی تنظیمیں بھی سعودی عرب کے اسلامی نظام حکومت کے ساتھ عداوت کی بنا پر اس میگزین کی بھرپور سپورٹ کرتی رہیں تا کہ سعودی عرب میں امن و امان کو درہم برہم کر کے لوگوں میں اضطراب اور بے چینی کی فضا کو ہوا دی جا سکے۔ اس میگزین کا چیف ایڈیٹر حمزہ الحسن تھا اور ایڈیٹر عبدالأمیر موسیٰ تھا۔ چونکہ اس تنظیم نے اپنے اہداف کے حصول کے لئے متعدد تنظیمیں اور جماعتیں تشکیل دی تھیں اس لئے انہوں نے اپنے مطالبات منظور کرانے کے لئے "حقوق انسانی

کی تنظیم بھی بناڈالی۔ مگر اس نے تنظیم سے دور رہنے اور امریکی نظام کے قریب تر رہنے کو ترجیح دی۔ کیونکہ بے شمار امریکی اور یہودی تنظیمیں پہلے ہی تنظیم کے ساتھ منسلک تھیں۔ لہذا انہوں نے "الـجنة الدولة لحقوق الاِنسان فی الخلیج و الجزیرة العربیة" (خلیج اور جزیرہ عرب میں انسانی حقوق کی انٹرنیشنل تنظیم) کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔ اس تنظیم نے انگریزی میں ایک میگزین Arabia Moniter بھی شائع کیا۔ یہ میگزین مبالغہ آرائی اور جھوٹ پر مبنی تفصیلی رپورٹیں اور مضامین شائع کرتا اور انقلابی تنظیم کے افکار ونظریات کی ترجمانی کرتا تھا اس تنظیم کا واشنگٹن میں نمائندہ جعفر الشایب تھا۔ لندن میں بوخمسین جبکہ صادق الجبران اداری کاموں میں اس کا معاون تھا۔ جبکہ توفیق السیف اس تنظیم کا اہم ترین رکن اور حرکۃ اصلاحیہ الشیعہ کا جنرل سیکرٹری تھا۔ جزیرہ عرب میں شیعہ کی اصلاحی تحریک (منظمة الثورته الاِسلامیه فی الجزیرة العربیة) کے مشہور ترین سابق راہنما یہ ہیں:

۱۔ حسن الصفار جو اس تنظیم کا منتظم، مرشد اور موسس تھا۔

۲۔ توفیق السیف، جنرل سیکرٹری۔

۳۔ حمزہ الحسن "الجزیرہ العربیۃ" میگزین کا چیف ایڈیٹر۔

۴۔ مرزا الخویلدی: دار الصفا پبلشنگ ادارے کا مینیجر

ان کے علاوہ دیگر راہنما بھی اس تحریک سے وابستہ رہے ہیں جیسے عادل سلمان حبیب ابراہیم، فواد ابراہیم، محمد الحسین، زکی المیلاد، عیسی المزعل جعفر الشایت، صادق الجبران اور فوزی السیف وغیرہ۔

1993ء، 1994ء میں سعودی حکومت اور شیعہ تحریک کے درمیان ایک صلح نامہ طے پایا۔ جس کی رُو سے شیعہ تنظیم بیرونِ ملک قائم اپنے تمام دفاتر اور ملکی سطح کے میگزین ورسائل بند کردے گی اور بیرونِ ملک سیاسی سرگرمیاں ختم کردے گی۔ یہودی اور مغربی تنظیموں کے ساتھ اپنے روابط اور تعلقات کو ترک کردے گی۔ اور حکومتی اداروں میں خفیہ کارروائیوں اور معاشرتی تخریب کاری سے رُک جائے گی۔

ایران کے خمینی انقلاب کی حقیقت حال کے کھل جانے کے بعد جب لوگوں کو علم ہوگیا کہ یہ ایک خالص شیعی بغاوت تھی جو علاقے میں شیعہ کی سیاسی چودھراہٹ کے قیام کی کوششیں کررہی تھی۔ اور ان لوگوں نے اپنے عقیدے تقیہ کے مطابق دینی اور سیاسی میدان میں لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ تو شیعہ کے کچھ لیڈر واپس

سعودی عرب آگئے تاکہ وہ اندرونِ ملک مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے اپنا اپنا کردار نئے سرے سے ادا کرسکیں۔ جبکہ کچھ لیڈر بیرونِ ملک ہی رک گئے تاکہ اپنے بھائی بندوں کی شروع کی ہوئی تحریک کو اس کے حتمی انجام تک پہنچاسکیں اور مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کرسکیں۔ [ان لیڈروں میں سے کچھ وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے صلح نامے پر دستخط بھی کئے تھے۔ جبکہ دیگر ایسے لیڈر بھی تھے جو اس صلح نامے میں شریک نہیں ہوئے تاکہ اپنا پلان مکمل کرسکیں اور بیرونِ ملک رہ کر مغربی اور یہودی تنظیموں سے فنڈ بٹورتے رہیں۔ ان بیرون ملک رہائش پذیر لیڈروں میں سے ایک علی آل احمد ہے جو کہ سعودی حکومت کے اسلامی نظام کے دشمن ہر گروہ اور تنظیم کے ساتھ قریبی تعلقات استوار رکھتا ہے]

یہ لوگ ابھی تک اپنے خفیہ منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔ حالانکہ صلح نامے میں ہر قسم کے نسلی تعصب پر مبنی سیاسی تحریک اور شیعی اثر ورسوخ کے نفاذ پر مبنی ہر سرگرمی کو بند کرنے پر فریقین کا اتفاق ہوچکا ہے۔

اس گروہ کی آخری کارروائی کی وضاحت حسن الصفار نے ضلع قطیف کے ایک شیعی جشن میں اکتوبر 2006ء میں کی کہ اگر حکومت سعودیہ ان کے مطالبات تسلیم نہیں کرتی تو شیعہ ملک میں دھماکے شروع کردیں گے جیسا کہ 1400ھ میں شیعہ بم دھماکے کرچکے ہیں اور 1407ھ میں مکہ مکرمہ میں فسادات اور قتل وغارت کا بازار گرم کرچکے ہیں۔

حجازی حزب اللہ کا عسکری وِنگ

اسی کی دہائی کے نصف ثانی میں تقریباً 1987ء میں جزیرہ عرب کی اسلامی انقلابی تنظیم نے اپنا عسکری ونگ قائم کیا۔ اور اسے "حزب اللہ الحجاز" کا متفقہ نام دیا گیا۔ [شیعہ نے اس عسکری ونگ کو حجازی اس لئے قرار دیا کیونکہ شیعہ سعودی حکومت کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں اور شیعہ کا امام خمینی سعودی عرب کو حجاز ہی کہتا تھا۔ حالانکہ سعودی عرب کو حجاز کا نام دینا کچھ درست نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ حجازی لوگ سنی مسلمان ہیں اور شیعہ سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں]۔ یہ عسکری ونگ سعودی عرب میں دہشت گردی کی وارداتیں کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ ایامِ حج میں فتنہ وفساد اور دہشت گردی کی کارروائیاں کرنے کے لئے اس کو ایرانی انقلابی گارڈز کے ساتھ وابستہ کردیا گیا۔

اس تنظیم کی تشکیل ایرانی خفیہ ایجنسی کے افسر احمد شریفی کے زیر انتظام ایرانی انقلابی طرز پر کی گئی۔ اس تنظیم میں بعض سعودی شیعہ طالب علموں کو بھی بھرتی کیا گیا جو ایران کے شہر "قم" میں زیر تعلیم تھے۔ لیکن بعد میں حزب اللہ حجازی اور شیعہ تنظیم "منظمة الثورة الاِسلامیه فی جزیرة العرب" کے افراد میں

باہمی اختلاف ہوگئے۔ ہر کوئی سیاسی میدان میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے اور اپنی ہدایات پر عمل پیرا ہونے پر زور دیتا تھا۔ لہذا ایرانی منتظمین کی قیادت نے احمد شریفی کے زیر نگرانی دونوں تنظیموں کی الگ الگ ذمہ داریاں مقرر کردیں۔ اور عسکری کارروائیوں کی ذمہ داری حزب اللہ الحجازی کے سپرد کی گئی۔

1407ھ کے حج کے دنوں میں حزب اللہ حجازی کے شیعہ کارکنان نے ایرانی انقلابی گارڈز کے تعاون سے ایک بہت بڑا جلوس نکالا جس کا مقصد حجاج کرام کو قتل کرنا اور عوامی پراپرٹی کو نقصان پہنچانا اور مسجد حرام اور مقدس مقامات میں فتنہ وفساد برپا کرنا تھا۔ [ان جرائم میں ایرانی انقلابی گارڈز کے ملوث ہونے کا ثبوت دیکھئے کتاب: "الحرس الثوری الإیرانی" مؤلفہ: کینیث کاتزمان، صفحہ 195۔ جبکہ سعودی شیعہ کی کارگزاری کی وضاحت جناب المغربی نے اپنی کتاب "الآثار النبویۃ" کے صفحہ 11 پر کی ہے]۔

اسی طرح یونیورسٹی آف عریبک کنٹریز نے بھی مکہ مکرمہ میں ایرانی سازشوں اور 1407ھ کے حج کے موقع پر ان کے فسادات کی تصریح کی ہے۔ یونیورسٹی نے اپنی رپورٹ میں دیگر خلیجی ممالک میں بھی ایرانی خطرے سے آگاہ کیا ہے۔ دیکھئے: یونیورسٹی کی رپورٹ: ق 4695۔ د۔ غ۔ ع۔ 1987/8/25ء]۔

9 صفر 1417ھ بمطابق 25 جون 1996ء کو حزب اللہ کے کارکنان نے خُبر شہر کے رہائشی پلازے میں ایک گاڑی کی تیل والی ٹینکی میں بم رکھ کر شدید دھماکہ کیا۔ اس گاڑی کو پلازے کے پاس روک کر دہشت گرد خود کاروں میں سوار ہو کر فرار ہوگئے۔ ان کے فرار کے ٹھیک چار منٹ بعد پٹرول والی ٹینکی زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ جس سے بھاری جانی ومالی نقصان ہوا۔

اس مجرمانہ کارروائی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اہم ترین کردار درج ذیل غنڈوں نے ادا کیا:

۱۔ ھانی الصائغ، ۲۔ مصطفی القصاب، ۳۔ جعفر الشویخات، ۴۔ ابراہیم الیعقوب، ۵۔ علی الحوری، ۷۔ احمد المغسل (یہی شخص عسکری ونگ کا منتظم ہے۔ اور خُبر شہر کے بم دھماکے کا مرکزی قائد ہے)۔ ۸۔ حسین آل مغیض، ۹۔ عبدالہ الجراش، ۱۰۔ شیخ سعید البحار، ۱۱۔ الشیخ عبدالجلیل السمین۔

خُبر شہر کے رہائشی پلازے میں بم دھماکے کے بعد ہانی الصائغ کو کینیڈا سے امریکی تعاون سے گرفتار کر لیا گیا۔ جبکہ عبدالکریم الناصر، احمد المغسل اور ابراہیم الیعقوب اور علی الحوری ایران فرار ہوگئے۔ جعفر الشویخات کو شام سے فرار کرادیا گیا جبکہ اس کی گرفتاری کے دوسرے ہی دن اس کی خودکشی کا اعلان کیا جاچکا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا

ہے کہ ایرانی حکومت کے حکم پر اسے شام کی کسی جیل میں شامی انٹیلی جینس نے قتل کردیا تھا تاکہ خُبر شہر کے بم دھماکے کا اصلی مجرم ختم ہوجائے اور اس سے حاصل ہونے والی اہم معلومات کا ذریعہ باقی نہ رہے۔

اس جماعت کے اہم ترین رکن عبدالکریم الناصر حزب اللہ کے اہم لیڈر شمار ہوتے ہیں۔ جبکہ دیگر افراد میں فاضل العلوی، علی المرہون، مصطفی المعلم، صالح رمضان شامل ہیں۔ جنہیں بم دھماکے سے قبل ہی گرفتار کرلیا گیا جبکہ وہ اس دھماکے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ ان کی گرفتاری کے باعث احمد المغسل نے دیگر لوگوں کو بم دھماکے کی ذمہ داری سونپی۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

ان کے اہم ترین راہنما اور قائدین میں الشیخ جعفر علی المبارک، عبدالکریم کاظم الجلیل اور ہاشم الشخص شامل ہیں۔ یہ تینوں افراد اس تنظیم کے منتظمین اور امدادی سپورٹر شمار ہوتے ہیں۔ [یہ تینوں اشخاص "حجۃ الاسلام والمسلمین" کے لقب سے ملقب ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ شخص اجتہاد کے درجے کو پہنچ چکے ہیں اور یہ مقام شیعہ کے ہاں بہت بلند واعلیٰ رتبہ ہے]۔

ان کے علاوہ بہت ساری جماعتیں اور گروہ ہیں جن کے ملنے سے تنظیم کی مکمل ہیئت بنتی ہے۔

اس تنظیم کے افراد ایران اور لبنان میں عسکری اور تخریبی تربیت حاصل کرتے ہیں تاکہ اسلامی حکومتیں الٹنے اور ایرانی انقلاب کے زیر اثر نظام حکومت ان ملکوں میں قائم کرنے کے خفیہ منصوبوں پر عمل کر سکیں۔ [درج بالا معلومات اور خبریں "جریدۃ الریاض" کے 4 ذی القعدہ 1426ھ بمطابق 6 دسمبر 2005ء کے شمارے، کتاب "الأحزاب و الحرکات و الجماعات الإسلامیۃ: 2/581-601" اور انٹرنیٹ سے حاصل کرگئی ہیں۔ جبکہ دیگر مصادر سے استفادہ بھی کیا گیا ہے]۔

اگرچہ اس عسکری ونگ کے متعدد کمانڈر گرفتار ہوچکے ہیں اور کچھ قائد اس تنظیم سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں، تاہم اس تنظیم نے سیاسی اور ابلاغی کوششیں بیرونِ ملک سے جاری رکھی ہوئی ہیں اور یہ تنظیم ابھی تک اپنے شیعی عوام کو اشتعال دلانے اور حکومتی دشمنی اور عداوت پر ابھارنے والے رسائل اور میگزین شائع کر رہی ہے۔ حکومت سعودیہ کے خلاف علم بغاوت تاحال بلند کیے ہوئے ہے اور سعودی حکومت سے آزادی کی کوششوں میں ابھی تک سرگرم ہے۔ [دیکھئے: حزب اللہ الحجاز کا بیان، مؤرخہ 2005/3/9ء] اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے انٹرنیٹ ویب سائٹ کھولی ہوئی ہے جہاں پر اپنی باغیانہ اور تخریبی نشریات جاری رکھے ہوئے ہیں۔

کویتی حزب اللہ

کویتی حزب اللہ اسی کی دہائی میں حزب اللہ لبنانی کی تاسیس کے بعد قائم کی گئی۔ اس تنظیم نے متعدد خیالی تنظیموں اور جعلی ناموں کے ساتھ کام کیا۔ مثلاً "طلاغ تغيير النظام للجمهوريه الكويتية" "صوت الشعيب الكويتي الحر". "منظمة الجهاد الإسلامي" اور "قوات المنظمة الثورية في الكويت"۔ حالانکہ ان تمام تنظیموں کی اصل حزب اللہ الکویت ہی ہے۔ [دیکھئے: الحركة الشيعة في الكويت، مؤلفہ: ڈاکٹر فلاح المدیریس، صفحہ 31-30]۔

حزب اللہ کی اس برانچ کی بنیاد کویتی شیعہ کے ان طلباء نے رکھی جو ایرانی شہر "قم" کے حوزہ دینیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ [خلیجی ممالک میں حزب اللہ کے موسسین اور کارکنان کی بھرتی "قم" شہر ہی سے ہوتی ہے جبکہ یہ لوگ وہاں کے حوزہ علمیہ میں شیعی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں] اس تنظیم کے اکثر ارکان کے ایرانی انقلابی گارڈر کے ساتھ گہرے روابط ہیں کیونکہ انہوں نے تخریبی تربیت انہیں سے حاصل کی تھی۔ [دیکھئے: الحركة الشيعية في الكويت۔ مؤلفہ: ڈاکٹر فلاح المدیریس، صفحہ 31]۔

انہی لوگوں نے "النصر" میگزین بھی نکالا جو حزب اللہ الکویتی کے نظریات وافکار کا پرچار کرتا تھا۔ یہ رسالہ طہران سے "المركز الكويتي للإعلام الإسلامي" (کویتی مرکز برائے اسلامی نشریات) کے تحت شائع ہوتا تھا۔

یہ رسالہ کویتی شیعہ کو اپنے مقاصد واہداف کے لئے استعمال کرتا اور ان کی ذہن سازی کرتا تاکہ کویتی شیعہ حکومت کویت کا تختہ الٹ کر ایرانی شیعی حکومت کے تابع حکومت قائم کریں۔

یہ تنظیم کویت میں فتنہ وفساد اور عوامی اضطراب وبے چینی پیدا کرتی، بم دھماکے اغوا اور قتل وغارت کی خفیہ کارروائیاں کرتی تاکہ کویت میں اپنا تسلط قائم کرکے ایران کی ہم مذہب حکومت قائم کرسکیں۔

کویتی حزب اللہ ایرانی شیعہ تحریک کا ایک اہم جزو شمار ہوتی ہے جس کی قیادت آیۃ اللہ العظمٰی خامنہ ای کرتا ہے اور اس کا نظریہ ہے کہ آل صباح کو کویت میں حکمرانی کا کوئی حق نہیں ہے۔ [دیکھئے: مجلة السياسية الدولية، جسے الاہرام اخبار نے جنوری 1996ء کو شائع کیا۔ شمارہ نمبر 123]۔

اس جماعت نے کویت میں بہت سی تخریبی اور دہشت گردی کی وارداتیں کی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۱۔ شیعہ تنظیم "حزب الدعوۃ" [حزب الدعوۃ کا اس وقت امیر "محمد باقر حکیم" تھا۔ جسے 2003ء کو عراق میں قتل کردیا گیا۔ اس بدبخت نے ان دنوں امیر کویت کو قتل کرنے کے جواز کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ اور اعلان کیا تھا کہ امیر کویت کو قتل کرکے مرنے والا شہید کا درجہ پائے گا اور وہ جنتی ہوگا۔ نیز اس قتل کی کارروائی میں تعاون کرنے والے بھی جنتی ہوں گے]۔ 25 مئی 1985ء کو قتل وغارت کی ایک گھناؤنی کارروائی کی جبکہ امیر کویت کا قافلہ دسمان محل سے روانہ ہوکر السیف محل کی طرف جارہا تھا۔ قافلے کی بلا روک ٹوک ٹریفک کے لئے تمام ٹریفک اشارے بند کردئے گئے۔ اور صرف سڑک کے دائیں بائیں مڑنے والے راستے کھلے رکھے گئے تاکہ جو لوگ قافلے سے الگ ہوکر جانا چاہیں وہ جاسکیں۔ اسی لمحے ایک کار اسی سائیڈ والی سڑک سے اچانک قافلے کے سامنے آگئی۔ جسے سیکورٹی افسر نے روکنے کی کوشش کی تو وہ زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ جس سے سیکورٹی افسر کی گاڑی، افسر محمد الغزری اور ہادی الشمری سمیت جل کر راکھ ہوگئی۔ جبکہ سیکورٹی افسران کی ایک اور گاڑی دھماکے کی شدت کی وجہ سے امیر کویت کی گاڑی سے جاٹکرائی اور بالآخر الٹ بازیاں کھاتی ہوئی دائیں فٹ پاتھ کے ساتھ جالگی۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ بھی آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آگئی۔

۲۔ 12 جولائی 1985ء کو اس تنظیم نے دو قہوہ خانوں میں بم دھماکے کئے جو کہ کویت شہر میں واقع تھے۔ جس سے بہت سارے شہری ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۳۔ 29 اپریل 1986ء کو کویت کے سیکورٹی اداروں نے اعلان کیا کہ انہوں نے ایسے بارہ تخریب کار گرفتار کئے ہیں جو کویت ایئرلائن کا ایک 747 بوئنگ طیارہ اغوا کرکے مشرق ایشیا کے کسی ملک لے جانے کی کوششیں کررہے تھے۔

۴۔ 5 اپریل 1988ء کو علی اکبر محتشمی [علی اکبر محتشمی کے اس حکم کی وضاحت کویت کے روزنامے "القبس" نے ان دنوں اپنے شمارے میں کی تھی۔ دیکھئے شمارہ نمبر: 5717] نے حزب اللہ کے لیڈروں کو حکم دیا کہ وہ کویت ایئرلائین کا "الجابرية" جہاز اغواء کرکے ایران کے شہر "مشھد" پہنچادیں۔ یہ جہاز بنکاک سے آرہا تھا۔ لہذا اسے عماد (ایران کے ڈاکٹر مسعود اسد اللہی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں تحقیق سے ثابت

کیا ہے کہ اس جہاز کو اغوا کرنے والے لبنانی شیعہ تھے اور ان کا تعلق حزب اللہ سے تھا۔ دیکھئے کتاب "الاِسلامیون فی مجتمع تعددی" حزب الله فی لبنان نمود جاً۔ صفحہ 254`252) مغنیہ لبنانی کی قیادت میں اغوا کر کے ایران پہنچا دیا گیا۔ یہ شخص آجکل لبنانی حزب اللہ کا سپریم کمانڈر ہے۔[اخبار "شرق الاوسط" 17 رجب 1427ھ بمطابق 11 اگست 2006ء بروز جمعہ المبارک کے شمارے میں لکھتا ہے کہ 2005 میں عماد مغنیہ کو جنوبی عراق کے مسلح شیعہ گروپوں کو متحد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس طرح جنوبی عراق میں انٹیلی جنس رپورٹیں تیار کرنے کی ذمہ داری بھی اسے ہی دے دی گئی۔ اسی سال 2005 میں عماد شام کے راستے لبنان میں داخل ہوا جبکہ اس کے ساتھ کچھ ایرانی تخریب کار بھی تھے۔ اس بار یہ سید مھدی ہاشمی کے نام سے ایرانی سفارتی پاسپورٹ پر لبنان داخل ہوا]۔

پھر 2006ء کے اوائل میں اسے دوبارہ عراق کے شہر بصرہ میں دیکھا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ "الجیش المھدی" کے جنگجوؤں کو ایران تک بحفاظت پہنچانے کا منتظم بھی ہے۔ تاکہ وہ دہشت گردی کی تربیت حاصل کر سکیں۔

گزشتہ سال اپریل میں عماد مغنیہ دوبارہ لبنان چلا گیا تاکہ حزب اللہ کا انٹیلی جنس نیٹ ورک قائم کر سکے۔ ایرانی حکومت اسے "الثعلب" (لومڑی) کا لقب دیتی ہے جبکہ حزب اللہ لبنانی کا قائد حسن نصر اللہ اسے "الحاج" کے لقب سے یاد کرتا ہے]۔

پھر اس جہاز نے بیروت میں اُترنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا گیا۔ لہذا وہ جہاز کو قبرص کے لارنکا ایئرپورٹ پر لے گئے۔ وہاں پر اغواء کاروں نے دو کویتی شہریوں عبداللہ الخالدی اور خالد ایوب کو ان کے سروں میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور انہیں جہاز سے باہر پھینک دیا۔ بالآخر وہ جہاز کو الجزائر لے گئے۔ جہاں پر اغواء کاروں کو رہا کر دیا گیا۔ (کویت کے "الجابریة" جہاز کے اغواء کی تفصیل کے لئے دیکھئے "الکویت میگزین" شمارہ نمبر 70، جولائی 1988ء۔ نیز: مجلة المستقبل، شمارہ نمبر 582، اپریل 1988ء)۔

۵۔ 1983ء میں حزب اللہ نے اپنی ایک ذیلی تنظیم کے ذریعے سے جسے "الجہاد الاسلامی" کہا جاتا ہے، ایک ہی دن میں مرکزی بجلی گھر، کویت انٹرنیشنل ایئرپورٹ افریقی اور فرانسیسی سفارت خانوں، پٹرول ریفائنری اور ایک رہائشی کمپلیکس میں بم دھماکے کئے، ان دھماکوں میں کم از کم سات افراد ہلاک اور 62 زخمی ہوئے۔ یہ تمام لوگ پٹرول ریفائنری کے انجینیئر اور رہائشی کمپلکس کے بے گناہ شہری تھے۔ ان تخریب کاری کی وارداتوں کے بعد حزب اللہ نے حکومت کویت کو دھمکی دے کر اپنے 19 مجرم رہا کرنے کا مطالبہ کیا جو مختلف دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے جیلوں میں بند تھے۔[کویت میں

حزب اللہ کی دہشت گردی اور ہنگامہ آرائی کی تفصیل دیکھئے: کتاب: حزب الله من الحلم الایدیولوجی إلی الواقعیة السیاسیة، صفحہ 60-58]۔

۶۔ اسی طرح حزب اللہ نے 1983ء کی پہلی ششماہی میں کویت کا ایک جہاز اغواء کر کے ایران کے مشھد ایئرپورٹ پر پہنچا دیا جس میں 500 کے قریب مسافر سوار تھے۔

حزب اللہ الکویت کے خلیجی ممالک میں واقع دیگر برانچوں کے ساتھ بھی گہرے روابط قائم تھے۔ لہذا جب کویتی حزب اللہ نے عراقی فوج کا چھوڑا ہوا اسلحہ بارود جمع کر لیا جو وہ کویت عراق جنگ میں چھوڑ گئے تھے۔ تو کویتی حزب اللہ نے یہ بھاری اسلحہ بارود بحرینی حزب اللہ کو سمگل کر کے پہنچا دیا تاکہ وہ اپنی خونی وارداتوں میں اسے استعمال کر سکے۔ جسے اس نے 1996ء کے فسادات میں استعمال کیا۔

کویت کی خبر رساں ایجنسی نے یہ اعلان کیا تھا کہ کویتی حزب اللہ عراقی فوج کا چھوڑا ہوا اسلحہ بارود خرید کر جمع کر رہی ہے اور اسے بحرینی حزب اللہ کو سمگل کر رہی ہے۔[دیکھئے: 10 جون 1996ء کا شمارہ]۔

نوے کی دھائی میں کویتی حزب اللہ نے ایک نیا روپ دھارا کہ ملکی سیاست میں باضابطہ شریک ہو گئی۔ تاکہ سیاست کے زور پر اپنے مطالبات اور مقاصد حاصل کر سکے اس طرح حزب اللہ نے سیاسی تقیہ سے کام لیتے ہوئے نہایت مکاری اور چاپلوسی کے ذریعے سے ملکی سطح پر اسلامی وطنی اتحاد کی فضا تیار کرنا شروع کی جو ان کی سیاست کے موافق اور ان کے اہداف کے حصول میں معاون ہو۔

اس تنظیم کے اہم ترین لیڈر اور بانیان میں محمد باقر المھدی، عباس بن نخی، عدنان عبدالصمد، ڈاکٹر ناصر صرخوہ اور ڈاکٹر عبدالمحسن جمال شامل ہیں۔

ایرانی شیعی حکومت نے اس برانچ میں دوبارہ کام شروع کر دیا ہے۔[دیکھئے: مجلة الوطن العربي، شمارہ نمبر 1545، 11 اکتوبر 2006ء]۔ سیکورٹی اداروں کی خفیہ رپورٹیں اس بات کا انکشاف کر رہی ہیں کہ جنوبی عراق میں ایرانی غلبہ اس حد تک پختہ ہو چکا ہے کہ یہ ایرانی انقلابی گارڈز اور خفیہ ایجنسیوں کی پناہ گاہ بن چکا ہے جسے حزب اللہ اور ایرانی شیعہ کویت میں دہشت گردی اور فتنہ فساد برپا کرنے کے لئے بیس کیمپ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

ان رپورٹوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ایرانی انٹیلی جنس کویت میں اسلحہ کی سمگل کے لئے خفیہ

روٹ تیار کر رہی ہے۔ اسی طرح کویتی شیعہ کی کچھ جماعتوں کے ایرانی حمایت اور کویت حکومت کے خلاف ابھارنے والے اعمال بھی دیکھے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کویت اور تمام اسلامی ممالک کو شیعی شر اور دہشت گردی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

یمنی حزب اللہ

یمن میں حزب اللہ کی علاقائی برانچ کا نام یمنی حزب اللہ رکھا گیا۔ [دیکھئے: الزہر والحجر، صفحہ 130]۔ لیکن حزب اللہ لبنانی کے گھناؤنے جرائم، قتل و غارت اور دہشت گردی کی وارداتوں کی وجہ سے یمن کے مسلمان معاشرے میں حزب اللہ کو پذیرائی نہ مل سکی جو کہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد و افکار کی پیروکار تھی۔ لہٰذا اس برانچ کا نام تبدیل کر کے ''الشباب المومن'' رکھا گیا تاکہ یہ عوام میں مقبول ہو سکے۔ یہ تنظیم نوے کی دہائی میں قائم کی گئی۔ [اس تنظیم کے قیام کی تفصیل دیکھئے: کتاب: ''الحرب فی صعدۃ، صفحہ 26، الزہر والحجر، صفحہ 129]۔ اس تنظیم میں شیعہ کے زیدی فرقے کے افراد بھی بھرتی کئے گئے جو کہ اپنے زیدی عقائد ترک کر کے اثنا عشریہ عقائد کو قبول کر چکے تھے یا وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے دھوکہ دہی سے اس نئی تنظیم میں شامل ہو گئے تاکہ ایرانی شیعہ کے اثنی عشری عقائد کو یمن میں فروغ دیا جا سکے۔

اس تنظیم میں شامل ہونے والوں میں سرفہرست حسین [یہ شخص 10 ستمبر 2004ء کو چھیالیس سال کی عمر میں قتل ہو گیا]۔ بدرالدین الحوثی اور اس کا والد بدرالدین الحوثی ہے۔ [بدرالدین ابھی تک زندہ ہے اور اس کی عمر 85 سال ہے۔] [قطیف کا رہائشی حسن الصفار شیعہ اس شخص کا شاگرد ہے۔ حسن الصفار نے بدرالدین شیعہ مذہب کی سند اور اجازت لی ہوئی ہے۔ اس بات کی تصدیق حسن الصفار کے انٹرنیٹ پر موجود تعارف سے بھی ہوتی ہے۔ اب اس جماعت کی دہشت گردی کی کارروائیوں کے بعد استاد شاگرد کے اس رشتے کو ویب سائٹ سے حذف کر دیا گیا ہے۔] یہ اصل میں جارودیہ [جارودیہ، شیعہ کے زیدی فرقے کا ایک ذیلی فرقہ ہے جو شیعہ کے اثنا عشری فرقے کے سب سے قریب سمجھا جاتا ہے بلکہ شیعہ کا شیخ المفید صرف فرقہ امامیہ اثنا عشریہ اور جارودیہ ہی کو شیعہ شمار کرتا ہے۔] دیکھئے: اوائل المقالات، صفحہ 39۔

(یہ وہ بدبخت فرقے ہیں جو حضرت ابوبکر الصدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کا

انکار کرتے ہیں اور ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت امامت کا اشارہ کیا تھا اور اسے عام لوگوں میں بیان کیا تھا لیکن امت اسلامیہ نے یہ حق حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو دے کر کفر و ارتداد کا ارتکاب کیا۔ یہ فرقے صحیحین، صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دیگر سنت نبوی پر مشتمل کتب کا انکار کرتے ہیں جن میں صحابہ کرام کی روایات مروی ہیں۔ دیکھئے: القفاری کی کتاب، اصول مذهب الشيعه اثنا عشريه، 51/1۔ محمد عطیہ کا مضمون ''الحوثی و مستقبل الفتنة المجهول، جسے ''الرشد'' اخبار نے 25 اپریل 2005ء کو شائع کیا ہے۔) جارودیہ فرقے کے افراد تھے جو زیدیہ جارودیہ سے جعفریہ اثنا عشریہ میں بہت پہلے ہی شامل ہو گئے تھے اور اپنے عقائد کو مزید پختہ کرنے کے لئے یہ شخص ایران گئے تاکہ وہاں کے شیعہ مذہب مکتب سے مزید تعلیم حاصل کر سکیں۔

کچھ لوگوں نے جو اس کی تبلیغ کے اثر سے اثنی عشریہ فرقے میں شامل ہوئے تھے وہ اس کے مذہب جارودیہ چھوڑ کر اثنا عشری مذہب کی تاریخ 1997ء بیان کرتے ہیں۔ [دیکھئے: الزهر والحجر ''التمرد الشيعي في اليمن'' مؤلفہ: عادل الاحمدی، صفحہ 138۔]

اس کے بعد یمن کے زیدی علماء نے الحوثی سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور اس کی تنظیم سے مکمل بے زاری کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک اعلان جاری کیا جسے ''زیدی علماء کا بیان'' کہا گیا۔ اس میں انہوں نے حوثی کے دعوی کی شدید تردید کی اور اہلِ بیت اور زیدی فرقے کے بارے میں اس کے گمراہ کن عقائد کا زبردست رد کیا۔ [اس بیان کی تفصیل مذکورہ بالا کتاب میں صفحہ 253 تا 349 میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس الحوثی کی ترغیب پر اثنا عشری فرقے میں داخل ہونے والوں میں قاضی احمد الشامی بھی شامل ہے جو ''حزب الحق'' تنظیم کا جنرل سیکرٹری ہے۔ اور حوثی اس شخص کے زیر سایہ اپنا کام کر رہا ہے۔]

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ مہدی منتظر کے خروج سے پہلے کئی تمہیدی انقلاب آئیں گے۔ ایرانی شیعہ محقق علی الکورانی [دیکھئے: علی الکورانی کی کتاب: عصر الظہور، صفحہ 115 تا 120۔ اور دیکھئے: مجلسی کی کتاب بحارالانوار، 380/52] کے مطابق اس انقلاب کا لیڈر زید بن علی کی اولاد سے ہوگا۔ اور روایات شیعی میں اس کا نام حسن یا حسین بتایا گیا ہے۔ وہ انقلابی لیڈر یمن سے نمودار ہوگا اور اس کا ظہور ''کرعہ'' نامی بستی سے ہوگا جو صعدہ کے قریب واقع ہے۔

علی الکورانی کے اس بیان میں الحوثی کے انقلاب کی حمایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی مدد کی ترغیب دلائی گی ہے کیونکہ یہ ان کے عقیدے کے مطابق امام مہدی منتظر کے انقلاب کی تمہید ہے؟

حوثی جن نظریات وافکار کی تبلیغ کرتا ہے اور جنہیں وہ اپنے مقالات اور خطابات میں بیان کرتا ہے وہ امامت، وصیت اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت پر مشتمل ہیں۔ صحابہ کرامؓ سے دشمنی، خصوصاً خلفائے راشدینؓ سے شدید عداوت اس کا ایمان ہے، کیونکہ اس کے عقیدے کے مطابق اصل بگاڑ انہی حضرات کی وجہ سے ہوا تھا۔

حوثی شرعی علوم سے کنارہ کشی کی دعوت بھی دیتا ہے کیونکہ ان علوم کی نشر و اشاعت علمائے اہل سنت والجماعت نے کی ہے۔ [دیکھئے: کتاب ''الحرب فی صعدۃ، مؤلفہ: الصنعانی، صفحہ 16 تا 17]

لہٰذا بدرالدین الحوثی اپنے عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے: ''میں صحابہ کے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہوں، میرا ایمان ہے کہ وہ سب کافر ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی مخالفت کی تھی۔'' [اس عقیدے کا اظہار حوثی نے ابو جعفر المبخوت کے ساتھ ایک انٹرویو میں کیا ہے جسے شیعی ویب سائٹ "المعصومین الاربعة عشر" پر دیکھا جا سکتا ہے۔]

حوثی نے مزید جرأت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خُمس کا مال حکومت سے وصول کر کے اس کے حوالے کرنا واجب ہے۔

حوثی کے یہ پراگندہ نظریات اثناعشریہ شیعہ کے نجس عقائد کی صرف ایک جھلک ہے حوثی اثناعشریہ مذہب میں کس قدر غرق ہو چکا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے کربلا کی مٹی منگوائی ہے اور اس پر سجدہ کرتا ہے تاکہ اپنی مکمل اتباع کا اظہار عوام کے سامنے کر سکے۔ [دیکھئے: الحرب فی الصعدة، صفحہ 39، حوثی کے عقائد اور مقالات کی تفصیل کے لئے مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ 65 سے صفحہ 133 کا مطالعہ کریں۔ نیز: ''السنباء الیقین فی کشف حقیقیة حسین بدر الدین'' دیکھیں جو ''مفکرۃ الاسلام'' کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔]

پہلے پہل حوثی اور اس کے بیٹے ''حزب الحق'' نامی تنظیم کے تحت کام کرتے تھے جو کہ زیدی شیعہ کی سیاسی تنظیم ہے لیکن بعد میں حوثی اس سے الگ ہو گیا اور اس نے ''الشباب المومن'' کے نام سے نئی تنظیم بنالی جو کہ شمالی یمن کے شہر صعدہ میں دہشت گردی، بغاوت اور دنگا فساد کی کارروائیوں میں مشغول ہے بلکہ ایران

حوثی کو مالی، نظریاتی اور عسکری امداد فراہم کرتا ہے اور یہ ساری کوششیں یمن میں خمینی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔

اس سلسلے میں حوثی کچھ عرصہ لبنان میں بھی رہا تاکہ لبنانی حزب اللہ کے کردار اور کارروائی کو نزدیک سے دیکھ سکے اور پھر نوے کی دہائی میں ایران بھی گیا اور وہاں سے مزید ہدایات اور تربیت لے کر 1997ء کے وسط میں واپس یمن آ گیا۔ [دیکھئے: الزهر والحجر "التمر والشيعي في اليمن" مؤلفہ: عادل احمدی، صفحہ 134 تا 135 اور کتاب "الحرب فی الصعدة" صفحہ 10 تا 18]

صنعاء میں ایرانی سفارت خانے کے ذریعے سے حوثی کی تنظیم ''الشباب المؤمن'' کو جو امداد دی گئی وہ ایک رپورٹ کے مطابق 42 ملین یمنی ریال ہیں۔ یہ خطیر رقم حوثی کی تنظیم اور اس کے تابع دیگر شیعی مراکز کو دی گئی جو الصعدۃ شہر میں ایرانی مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ [دیکھئے: مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ 173]

یہ امداد ان رقوم کے سوا ہے جو حوثی کو شیعہ مؤسسات اور ادارے بھیجتے ہیں مثلاً ایرانی شہر ''قم'' کا ادارہ ''مؤسسة انصارین'' لندن کا ''مؤسسة خوئی'' کویت کا ''مؤسسة الثقلین'' اور لبنانی حزب اللہ کے تابع ادارے۔ ان کے علاوہ دیگر کئی شیعہ ادارے اور تنظیمیں بھی حوثی کو امدادی رقوم کی ترسیل جاری رکھتی ہیں۔ [دیکھئے: الزھر والحجر ''التمرد الشیعی فی الیمن'' صفحہ 172]

یمنی حکومت کے قریبی ذرائع نے یہ بات بیان کی کہ الصعدۃ کی لڑائی کے دوران اور اس سے پہلے حوثی کی مدد کے لئے سعودی شیعہ بھی مالی امداد بھیجتے رہے ہیں۔ [دیکھئے: اخبار ''الوطن القطریة'' 17 ستمبر 2004ء کا شمارہ۔]

اسی لئے یمن کے رئیس علی عبداللہ صالح نے بھی ایک خطاب میں شیعہ اور ایرانی حکومت کی طرف سے حوثی کو ملنے والی امداد کی طرف اشارہ کیا کیونکہ حوثی کی تنظیم کو اتنی بھاری مقدار میں مالی اور عسکری امداد اندرون یمن سے ملنا ممکن ہی نہیں۔ عسکری امداد کی صورت یہ تھی کہ عراقی شیعہ اور ایرانی انقلابی گارڈز کے افراد یمن میں قتل و غارت کے مظاہروں اور دہشت گردی کی وارداتوں کے لئے تربیت دینے کے لئے یمن آتے رہے ہیں۔ [دیکھئے: الزهر والحجر "التمرد الشيعي في اليمن" صفحہ 176۔]

چنانچہ ''اخبار الیوم'' روزنامہ اپنے ایک شمارے میں لکھتا ہے کہ حوثی کے کارکنان میں سے گرفتار

ہونے والوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ ایرانی انقلابی گارڈز اور عراقی شیعہ کے معسکرات میں دہشت گردی کی تربیت لیتے رہے ہیں۔ [دیکھئے: انور قاسم الخضری کا مضمون "تمرد الحوثی فی الیمن" صاحب مضمون "مرکز جزیرہ عربیہ برائے تحقیق وبحوث" کا چیئرمین، اور یمنی اخبار "الرشد" کا چیف ایڈیٹر ہے۔ نیز دیکھئے: "مجلۃ البیان"۔ "الاتحادی الاستراتیجی" رپورٹ ملاحظہ فرمائیں جو 1427 ہجری کو نشر کی گئی، صفحہ 319 تا 419۔

یمنی عدالت عالیہ نے جاسوس یحیٰ حسین الدیلمی کو سزائے موت سنائی جبکہ اس نے اپنی گرفتاری کے بعد ایرانی حکومت کے لئے خفیہ رازوں کے حصول کے لئے جاسوسی کرنے کا اعتراف کرلیا تھا۔ اس نے حوثی کی تنظیم اور ایرانی انٹیلی جینس کے روابط کا اقرار بھی کیا تھا [دیکھئے: اخبار "الحیلۃ اللندیۃ"، 30 مئی 2005ء کا شمارہ، اسی طرح سعودی عرب کا اخبار "الوطن" 30 مئی 2005ء کا شمارہ نمبر 1704۔ لیکن فی الحال اس کو معافی دے دی گئی ہے اور اس کی سزائے موت میں تبدیلی کرکے سزا میں تخفیف کردی گئی ہے۔] جو ایرانی شیعی حکومت کی یمن میں سیاسی مداخلت اور شیعہ گروپوں کو حکومت مخالفت کارروائیوں پر اُبھارنے کی سرپرستی کی دلیل ہے۔ عدالت کا یہ فیصلہ یمنی حکومت کی طرف سے ایک طرح کا باقاعدہ اعلان تھا کہ ایران صعدہ شہر کی لڑائی میں حوثی کی ہر طرح کی خفیہ مدد کررہا ہے۔

حوثی نے بھی آہستہ آہستہ اپنا تعلق حزب اللہ کے ساتھ ظاہر کرنا شروع کردیا وہ کبھی حزب اللہ کی تعریف کرتا ہے اور کبھی اسے شاندار، قابل اتباع مثال قرار دیتا ہے حتی کہ اب وہ اپنے بعض مراکز اور مظاہرات میں حزب اللہ لبنانی کے جھنڈے بھی لہرانا شروع ہوگیا ہے۔ [دیکھئے: انور قاسم الخضری کا مضمون: "تمرد الحوثی فی الیمن" اور مجلۃ البیان کی رپورٹ: تیسر الطبعہ 1427ء، صفحہ 391 تا 419 بعنوان "التقرار الارتیادی الاستراتیجی"]

حوثی کی انہی "خدمات" کے صلے میں نجف کے حوزہ علمیہ اور "قم" کے حوزہ علمیہ نے دو بیان جاری کیے ہیں جس میں حوثی کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے اور اس کی تنظیم کا دفاع کیا گیا ہے۔ جبکہ حوثی کی بغاوت اور دہشت گردی میں رکاوٹ بننے والی یمنی حکومت کی پالیسیوں پر سخت تنقید کی گئی ہے۔ اس بیان میں اثنا عشری شیعہ کی تنظیم کو یمن میں مکمل آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دینے کا پُرزور مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

حوزہ علمیہ کا یہ بیان حوثی کی تنظیم کے ساتھ گہرے تعلقات کی واضح دلیل ہے۔ خصوصاً جبکہ ان حوزہ علمیہ کو عراق میں سنی مسلمانوں کے قتل وغارت اور نسلی فسادات کے خلاف بیان دینے کی کبھی توفیق نہیں ہوئی۔

اور انہوں نے جیش المہدی اور لشکر بدر کے ہاتھوں عراقی سنی مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے کے لئے بھی کوئی بیان جاری نہیں کیا۔ [حوزہ علمیہ النجف اور قم کا بیان "الحرب فی الصعدۃ" کتاب کے صفحہ 111-103 پر ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح: الزہر والحجر کے صفحہ 281 کو دیکھیں۔ نیز یمن کے علمائے کرام کا نجف اور قم کے بیانات پر رد بھی اسی کتاب کے صفحہ 305 پر دیکھیں۔ نیز: کتاب "الحرب فی صعدۃ" کے صفحہ 114-111 پر دیکھیں]

لبنانی حزب اللہ کے اعلانیہ اور خفیہ اغراض ومقاصد کیا ہیں؟

حزب اللہ اپنے جن مقاصد کا برملا اظہار کرتی اور اعلان کرتی ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ حزب اللہ، اسرئیل کے لبنان پر قبضے کے خلاف اسلامی مزاحمتی تحریک ہے۔

۲۔ حزب اللہ فلسطین میں واقع اسلامی مقدس مقامات کی آزادی کے لئے برسرپیکار ہے۔ لیکن حزب اللہ کے یہ نمائشی نعرے مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے، مسلمانوں کی اخلاقی اور مالی امداد وصول کرنے اور اپنے خفیہ منصوبوں کی پردہ پوشی کے لئے ہیں۔ حزب اللہ ایرانی مالی وسائل کے ذریعے سے لبنانی عوام کو بہت سارے فلاحی منصوبے دینے میں کامیاب ہوگئی ہے جس سے حزب اللہ کی عوامی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔

جبکہ حزب اللہ کے خفیہ مقاصد واہداف یہ ہیں:

۱۔ لبنان میں شیعہ مذہب کی نشرواشاعت کرنا۔

۲۔ لبنان میں شیعہ کو ہمیشہ کے لئے مضبوط مقام دلانا۔

۳۔ لبنانی اقتدار میں غلبہ حاصل کرنا۔

۴۔ ایرانی مفادات کی تکمیل کے لئے علاقے میں فضا ہموار کرنا تاکہ ایران جب چاہے اپنے قومی شیعی مقاصد کے حصول کے لئے باآسانی کارروائی کرسکے۔ اسی لئے لبنانی حکومتی ڈھانچے کو کاری ضربیں لگائی گئی ہیں اور لبنان کو اسرائیل کے ساتھ جنگ میں دھکیل دیا گیا ہے تاکہ لبنان پر حزب اللہ کا تسلط اور غلبہ یقینی ہوسکے۔ شیعہ کی یہ کارروائی ایرانی شیعی انقلاب کو اسلامی ممالک میں فروغ دینے کی ایک کوشش

ہے تاکہ شیعہ مذہب کے پیروکار ممالک کا قیام عمل میں آسکے جیسا کہ وہ خفیہ منصوبہ سازی کرتے رہتے ہیں اور ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھرپور کوششیں بھی کرتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ ان کافروں کے مکروفریب اور سازشوں کو باطل کرکے چھوڑے گا۔ان شاء اللہ

لبنانی حزب اللہ کا خمینی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟
خمینی کون ہے؟ خمینی کے عقائد کیا ہیں؟

حزب اللہ کا خمینی سے وہی تعلق ہے جو روح کا جسم کے ساتھ ہے۔حزب اللہ نے خمینی ہی سے سیاست کا اسلوب سیکھا ہے۔اور خمینی ہی کے قائم کیے ہوئے منہج کے مطابق عالم اسلام میں شیعہ مذہب کو غالب کرنے کی کوششیں کرتی ہے۔خمینی حزب اللہ اور اس کے اراکین کا روحانی اور سیاسی راہنما ہے۔اس نے ایرانی شیعہ کے متعدد مسؤل متعین کیے تاکہ وہ لبنانی حزب اللہ کی لمحہ بہ لمحہ کارکردگی اپنے روحانی قائد تک پہنچاتے رہیں۔خمینی نے اپنی دفاعی مجلس [خمینی کی دفاعی مجلس اعلیٰ ان افراد پر مشتمل ہے: علی الخامنہ ای، علی اکبر ہاشمی رفسنجانی اور محسن دقائی۔یہ تینوں افراد حزب اللہ کی کارروائیوں اور ان کی امدادی ضروریات کا براہ راست انتظام کرتے ہیں] اعلیٰ کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ براہ راست حزب اللہ کی سرپرستی کرے اور خمینی کی ہدایات واحکامات حزب اللہ تک پہنچائے۔لہذا حزب اللہ کا لیڈر خمینی ہی مقرر کرتا تھا [دیکھئے: ''الشراع'' میگزین کی حزب اللہ کے متعلق فائل 17 مارچ 1986ء صفحہ 19، بحوالہ: أمل و حزب الله، مؤلفہ: توفیق المذہبی، صفحہ 141-140]

ایک ایرانی ویب سائٹ نے انٹرنیٹ پر ایک نادر شرعی ذمہ داری پر مشتمل بیان جاری کیا ہے جو خمینی نے حسن نصر اللہ کو اپنا لبنانی وکیل بنا کر دیا تھا۔کیونکہ خمینی شیعہ کا دینی مذہبی راہنما تھا۔اس بیان کے مطابق خمینی نے حسن نصر اللہ کو یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ وہ شرعی مسائل میں لوگوں کی راہنمائی کرے، زکواۃ اور صدقات وغیرہ جمع کرکے خود لوگوں میں تقسیم کرے کیونکہ لبنانی شیعہ کا دینی اور روحانی راہنما حسن نصر اللہ ہے جو خمینی کا وکیل ہے۔

جبکہ ایک اور سائٹ جسے ایرانی گارڈز کا سابق راہنما محسن رضائی چلاتا ہے نے یہ وضاحت کی ہے کہ 1981ء میں خمینی نے حسن نصر اللہ کا شاندار استقبال کیا۔جبکہ حسن نصر اللہ 21 سال کا جوان رعنا تھا۔اس

کے ساتھ شیعہ تنظیم ''أمل الشیعہ'' کے کچھ دیگر قائدین بھی تھے۔یہ ملاقات تہران کے شمال میں حسینیہ جماران نامی جگہ پر ہوئی تھی۔

سائٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خمینی نے حسن نصر اللہ اور اس کے ساتھیوں کو پیغام دیا کہ وہ عنقریب ایرانی مدد سے لبنانی افواج کو شکست دینے کے قابل ہو جائیں گے۔

اسی ملاقات میں خمینی نے حسن نصر اللہ کو شرعی سرٹیفکیٹ جاری کیا کہ وہ لوگوں سے خمس، زکواۃ، کفارات کی ادائیگی کا مال وصول کرنے اور دیگر شرعی احتسابات اور مسائل کے حل کا ذمہ دار ہے۔وہ اپنی صوابدید پر ان اموال کو شیعہ مذہب کی نشرواشاعت میں خرچ کرسکتا ہے۔خمینی کی طرف سے حسن نصر اللہ کو ملنے والا یہ سرٹیفکیٹ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔جو حسن نصر اللہ کے مقام کی وضاحت بھی کرتا ہے کیونکہ عموماً خمینی شیعہ علماء کو اس قسم کے سرٹیفکیٹ جاری رکنے میں نہایت محتاط تھا۔لیکن حسن نصر اللہ کو ملنے والا سرٹیفکیٹ خمینی کے حسن نصر اللہ پر بے پناہ اعتماد کا اظہار ہے۔

کتاب کے آخر میں ملحق ضمیمہ جات میں آپ وہ عربی عبارت بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

جس میں خمینی کی طرف سے دی جانے والی اجازت اور سرٹیفکیٹ کا تذکرہ ہے۔ایران میں رائج ہجری شمسی کیلنڈر کے مطابق اس کی تاریخ بھی درج ہے۔اس سرٹیفکیٹ میں خمینی نے حسن نصر اللہ کو ''حجۃ الاسلام الحاج سید حسن نصر اللہ'' کا لقب دیا ہے۔یہ لقب شیعہ کے حوزہ علمیہ کے نزدیک بلند ڈگری اور اعلیٰ ترین علمی منصب کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

خمینی کی موت کے بعد ایرانی انقلاب کا مرشد علی خامنہ ای بنا۔اب وہی شیعہ کا ولی اور فقیہ ہے۔ حزب اللہ اسی سے دینی اور سیاسی راہنمائی لیتی ہے۔ایرانی انقلاب کے موجودہ مرشد علی خامنہ ای نے لبنان میں شیعہ کے دینی اور احتسابی امور کے لئے شیخ محمد یزبک اور حسن نصر اللہ کو اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔یہ دونوں افراد علی خامنہ ای کی نیابت کرتے ہوئے شیعہ آبادی سے تمام شرعی حقوق وصول کریں گے اور شیعہ مفادات میں خرچ کریں گے۔یہ دونوں افراد اپنے نائبین بھی مقرر کرسکیں گے۔[دیکھئے: ''السفیر'' اخبار مورخہ: 1995/5/18ء]

خمینی وہ شخص ہے جس نے شیعہ میں ولائت فقیہ کے عقیدے کی بنیاد رکھی اور اس نظریے کی ترویج

میں بھرپور کوشش کی۔[خمینی انقلاب کی ابتدا میں بعض سنی مسلمانوں نے خمینی کے پُر فریب نعروں اور گمراہ کن اعلانات کے دھوکے میں آکر اس کی پُر زور حمایت کی تھی۔ خمینی اپنی جلاوطنی میں اسلامی انقلاب اور اسلامی اتحاد نیز مقدس مقامات کی آزادی جیسے دلکش نعرے لگایا کرتا تھا۔ مگر جب اس کی حکومت ایران میں قائم ہوگئی تو اس کا اصلی خونخوار چہرہ بے نقاب ہوگیا۔ اس نے حکومت سنبھالتے ہی سنی علماء کو قتل کروا دیا اور بے گناہ سنی مسلمانوں کا خون بے دریغ بہایا۔ قتل ہونے والے سنی علماء میں سے جناب احمد مفتی زادہ کا نام نہایت معتبر ہے۔ ان کا گناہ صرف اتنا تھا کہ انہوں نے دارالحکومت تہران میں سنی مسلمانوں کے لئے مسجد کی تعمیر کی اجازت مانگی تھی۔ ان کے اس "جرم عظیم" کی پاداش میں انہیں جیل میں ڈال دیا گیا جہاں وہ ظلم وستم کی چکی میں پستے ہوئے شہید ہوگئے۔

ان کا جرم اس دارالحکومت میں تھا جس میں یہودیوں کے معبد خانے، عیسائیوں کے گرجے، مجوسیوں کے معبد خانے اور زرتشت کے پیروکاروں کے عبادت خانے وافر مقدار میں موجود ہیں۔ اس طرح تہران دنیا کا وہ انوکھا دارالحکومت ہے جہاں ہر مذہب کے عبادت خانے موجود ہیں لیکن سنی مسلمانوں کے لئے مسجد موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسے بنانے کا مطالبہ کرنا بھی جرم عظیم ہے۔

خمینی وہ شخص ہے جو اپنے خطابات میں امریکہ کو "شیطان اکبر" کہہ کر للکارتا رہتا تھا لیکن اندر خانے نہایت بے شرمی کے ساتھ امریکی اسلحہ بارود بھی خریدتا رہا جیسا کہ ایران عراق جنگ کے دوران اس نے کیا۔

امریکی صدر ریگن کے دور میں اس خفیہ تجارت کو "ایران گیٹ" کا نام دیا گیا تھا۔ اسی طرح سنڈے ٹائمز نے 1981/7/26ء کی اشاعت میں ایک نقشے کی مدد سے وضاحت کی کہ کس طرح ارجنٹائن کا طیارہ اسرائیلی اسلحہ ایران کو سپلائی کرتا رہا ہے۔ ایران اور اسرائیل کی اسلحے کی تجارت کی تحقیق جامعۃ الدول العربیہ کے محققین نے بھی کی ہے۔ لہٰذا اس یونیورسٹی سے شائع ہونے والی خصوصی رپورٹ میں اس گہرے تعاون کو واضح کیا گیا ہے۔ نیز خلیجی ممالک کو ایرانی خطرے سے متنبہ کیا گیا ہے۔ ایران کا یہ گھناؤنا کردار، اس کے بیت المقدس کو اسرائیلیوں سے آزاد کرنے کے گمراہ کن نعروں کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہے۔

یونیورسٹی کی رپورٹ دیکھئے بحوالہ: (ق 4715۔ د۔ ع 88۔ ج 3۔ 1987/9/22ء) ایران اسرائیل تعلقات کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے اور ان کی اسلحے کی تجارت کی تفصیل کے لئے دیکھئے: شیخ محمد مال اللہ کی کتاب: "مؤقف الشیعه من أهل السنة"، صفحہ 126 اور اس کے بعد والے صفحات۔

اس کے علاوہ جناب سنی سلامہ اور حافظ عبدالِالٰہ کی مشترکہ کتاب "التعاون التسليحي الايراني الصهيوني عرض و تحليل" کا مطالعہ کریں] شیعہ کے نزدیک خمینی وہ معتبر فقیہ ہے جسے غائب امام کے نائب ہونے کے لحاظ سے امام کے تمام اختیارات حاصل ہیں۔ سوائے جہاد اکبر کے۔ یاد رہے کہ خمینی کے اس نظریے کی شیعی مذہب میں کوئی بنیاد اور دلیل موجود نہیں ہے۔

خمینی مذہب وعقیدے کے لحاظ سے رافضی اثنا عشری شیعہ تھا۔ خمینی کا عقیدہ تھا کہ شیعہ کے آئمہ تمام انبیائے کرام اور رسولوں سے افضل و برتر ہیں۔ وہ کہتا ہے: "امام کو وہ مقام محمود اور بلند درجہ اور ایسی تکوینی خلافت وحکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم واقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے اور ہمارے مذہب شیعہ کی ضروریات اور یقینی امور میں سے ہے کہ ہمارے آئمہ کو جو مقام ومرتبہ حاصل ہے اسے کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پاسکتا۔" [دیکھئے: خمینی کی کتاب: "الحكومة الإسلامية" طبعه موسسة تنظيم و نشر تراث الإمام الخميني، طبعہ رابعہ، صفحہ 75]

خمینی وحدت الوجود کا بھی قائل ہے، لہٰذا وہ بیان کرتا ہے: "اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلقات کے مختلف اطوار ہوتے ہیں۔ کبھی وہ ہم ہو جاتا ہے اور کبھی ہم وہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ وہ ہے اور ہم ہم ہیں۔ [دیکھئے: خمینی کی کتاب: "شرح دعاء السحر" صفحہ 103]

خمینی اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں زبردست گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے منکر ہونے کا برملا اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت ومشیت کے تحت حکمرانی حضرت عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہما اور یزید رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی تھی۔

لہٰذا جس رب نے ان اکابر صحابہ کرامؓ اور تابعی کو حکومت عطا فرمائی، خمینی اس رب سے لاتعلقی اور براءت کا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے: "ہم اس اللہ کی عبادت کرتے ہیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ اس کے تمام کام پختہ عقل پر مبنی ہیں اور وہ عقل کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔ ہم ایسے اللہ کو نہیں مانتے جو الوہیت، عدل وانصاف اور دینداری کی بہت بلند اور شاندار عمارت بنائے اور پھر یزید، معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں کو حکومت دے کر اپنی ہی بنائی عمارت کو برباد کردے۔ وہ اِلٰہ جو نبی کریم کے بعد تا قیامت آنے والے حکمرانوں کی تعیین بھی نہ کرے تاکہ ظلم وجور کی حکومتوں کی تشکیل میں اس کا تعاون نہ ہو۔ ہم ایسے اللہ کو نہ

مانتے ہیں نہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔[دیکھئے: خمینی کتاب: ''کشف الاسرار'' صفحہ 116]۔(نعوذ باللہ)

خمینی کا عقیدہ ہے کہ لوگوں کے اعمال نامے شیعہ مہدی کو پیش کئے جاتے ہیں۔لہذا وہ اپنے عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے: ''شیعی روایت کے مطابق ہمارے اعمال نامے ہر ہفتے دو مرتبہ امام صاحب الزمان سلام اللہ علیہ کو پیش کئے جاتے ہیں۔[دیکھئے کتاب: ''المیعاد فی نظر الامام الخمینی'' صفحہ 368]

خمینی وہ بدبخت شخص ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ آپؐ اپنی دعوت و تبلیغ میں ناکام ہو کر گئے ہیں۔وہ کہتا ہے: ''انبیاء میں سے ہر نبی دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے آیا، اس کی آمد کا مقصد دنیا میں عدل کا نظام قائم کرنا تھا لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکے حتی کہ خاتم الانبیا ﷺ جو کہ انسانوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے آئے تھے وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔صرف امام مہدی منتظر ہی وہ شخص ہے جو دنیا کے کونے کونے میں عدل وانصاف قائم کرے گا اور اس کی دعوت ہر لحاظ سے کامیاب ہوگی۔''[دیکھئے کتاب: ''مختارات من احادیث و خطابات الإمام الخمینی، 42/2]

خمینی، نبی کریم ﷺ کے خلفائے راشدین پر طعن وتشنیع کا مرتکب بھی ہے۔لہذا وہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو قرآن مجید کی مخالفت کرنے کا الزام دیتا ہے۔اور دیگر صحابہ کرام پر اتہام لگاتا ہے کہ وہ ان دونوں اصحاب سے قرآن مجید کی مخالفت پر مبنی احکامات کو قبول کر لیتے تھے۔گویا خمینی نے تمام صحابہ کرام کو ان دو خلفائے راشدین کے احکامات کو قبول کرنے کی وجہ سے گمراہ قرار دے دیا ہے۔جبکہ خمینی یہ بھول گیا کہ ان صحابہ کرام میں آل بیت رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔[دیکھئے خمینی کی کتاب: کشف الأسرار، صفحہ 122]

اہل سنت مسلمانوں کو خمینی ناصبی قرار دیتا ہے۔[ناصبی اس شخص کو کہتے ہیں جو اہل بیت رحمہم اللہ کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا ہو۔لیکن شیعہ کے نزدیک ہر سنی مسلمان ناصبی ہے۔ان کے اس عقیدے کا اقرار شیعہ کے علامہ حسین الدرازی نے اپنی کتاب ''المحاسن النفسانیہ فی أجوبۃ المسائل الخراسانیۃ'' صفحہ 147 پر کیا ہے۔وہ لکھتا ہے: ''آئمہ شیعہ کی روایات کھلم کھلا اعلان کر رہی ہیں کہ ان کے نزدیک ناصبی سے مراد سنی مسلمان ہے۔'' پھر اسی صفحے پر لکھتا ہے: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ ناصبی سے مراد اہل سنت ہیں'' صدوق نے معتبر سند سے ''علل الشرائع'' نامی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ امام صاحب نے فرمایا: ''ناصبی وہ نہیں جو ہم اہل بیت سے دشمنی کرے کیونکہ تمہیں ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا جو کہتا ہو کہ میں محمد اور آل محمد کا دشمن ہوں۔لیکن اصل میں ناصبی تو وہ ہے جو تم سے دشمنی رکھتا ہو حالانکہ اسے علم ہے کہ تم

ہمارے دوست ہو، ہم سے محبت کرتے ہو اور تم ہمارے شیعہ ہو۔''] خمینی کے نزدیک سنی مسلمان پلید ہیں اور ان کے مال شیعہ کے لئے حلال ہیں، لہذا وہ کہتا ہے: ''مضبوط ترین بات یہی ہے کہ ناصبی کا حکم جنگ کرنے والے کافروں کا ہے۔ان سے غنیمت ملنے والا حلال ہے۔اس میں سے خُمس نکالا جائے گا۔بلکہ ان کے اموال کا ظاہری حکم تو یہ ہے کہ جہاں بھی ملیں انہیں لے لیا جائے اور اس میں سے خُمس نکالا جائے۔[دیکھئے اس کی کتاب ''تحریر الوسیلہ'' صفحہ 318/1]

خمینی یہ بھی کہتا ہے: نواصب اور خوارج، ان پر اللہ کی لعنت ہو، یہ دونوں گروہ نجس ہیں۔اس میں کوئی توقف کرنے کی ضرورت نہیں۔''[دیکھئے اس کی کتاب: تحری الوسیلہ: 107/1]

خمینی کے کفریات اور خرافات کی فہرست بڑی طویل ہے۔تفصیل کے لئے ڈاکٹر زید العیص کی کتاب ''الخمینی والوجه الآخر'' (خمینی کا دوسرا رخ) وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں یا انٹرنیٹ پر درج ذیل ویب سائٹ پر خمینی کا حقیقی مکروہ چہرہ ملاحظہ فرمائیں:(http://www.Khomainy.com)

لبنانی حزب اللہ کا ایران سے کیا تعلق ہے؟

ایران، حزب اللہ کی شہ رگ ہے۔ایران، حزب اللہ کا ہیڈ آفس ہے جہاں سے اسے ہدایات اور احکامات دیئے جاتے ہیں۔جبکہ حسن نصر اللہ ایران اور لبنان میں ایرانی ملیشیا کے درمیان رابطے کے فرائض انجام دیتا ہے۔[دیکھئے: ''أمل وحزب اللہ فی حلبۃ المجابهات لتوفیق المذہبی، صفحہ 139]

5 مارچ 1987ء کو منعقدہ ایک اجلاس میں حزب اللہ کے ترجمان ابراہیم الأمین نے بیان دیا کہ ''ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا جزء ہیں بلکہ ہم لبنان میں ایران اور ایران میں لبنان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (2) [دیکھئے ''النهار'' اخبار کا 5 مارچ 1987ء کا شمارہ]

جبکہ حزب اللہ کا جنرل سیکرٹری حسن نصر اللہ کہتا ہے: ہم دیکھتے ہیں کہ ایرانی حکومت ایسی مملکت ہے جو اسلامی قانون کے مطابق احکامات جاری کرتی ہے اور وہ ایسی حکومت ہے جو مسلمانوں اور عربوں کی مددگار ہے۔اور ہمارا ایرانی حکومت سے رشتہ باہمی تعاون کا رشتہ ہے۔ایرانی حکمرانوں کے ساتھ ہمارے گہرے قلبی تعلقات ہیں اور ہم ایرانی حکومت کے ساتھ گہرے روابط میں بندھے ہیں جیسا کہ ہماری مسلح جدوجہد کی دینی

اور شرعی حمایت بھی ایران ہی میں ہے۔ [دیکھئے: ''القادم'' میگزین، شمارہ نمبر: 33، صفحہ 16-15، بحوالہ: کتاب: ''حزب اللہ رؤیة مغایرة'' صفحہ 32]

امام مہدی مسجد کا امام الشیخ حسن طراد کہتا ہے: ''ایران اور لبنان کے لوگ ایک ہی قوم ہیں، اور ان کا ملک بھی ایک ہی ہے۔ اور جیسا کہ ایک بڑے عالم نے فرمایا ہے: ''ہم لبنان کی اس طرح مدد کریں گے جس طرح ہم ایرانی جماعتوں اور تنظیموں کی سیاسی اور فوجی مدد کرتے ہیں۔'' [دیکھئے: النہار' اخبار کا 11 دسمبر 1986ء کا شمارہ]

حزب اللہ کا ترجمان ابراہیم لأمین کہتا ہے: ''ہم امام مہدی منتظر کی روپوشی کا عرصہ گزار رہے ہیں۔ لہذا اس دور میں ہمارے قائد، عادل فقہاء ہیں۔''

یہ وہ اہم ترین خصوصیت ہے جس کے ساتھ حزب اللہ لبنانی قوم کو مرتبط کرتی ہے کہ ان کا مرجع فقیہ عادل ہے۔ لہذا حزب اللہ فقیہ عادل کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی روشنی ہی میں اپنی تحریک کو آگے بڑھاتی ہے۔ [دیکھئے: ''الحرکات الاسلامیہ فی لبنان، 147-146] لبنانی حزب اللہ کا نائب جنرل سیکرٹری نعیم قاسم کہتا ہے: ''حزب اللہ اور ایران کے درمیان تعلقات قائم ہوں تا کہ حزب اللہ اپنے علاقے میں ہونے والے نئے تجربے سے استفادہ کر سکے۔ (اس کا مقصد ہے کہ ایران میں خمینی کی قیادت میں ولائت فقیہ کے نظریے پر قائم ہونے والی حکومت کے تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اسرائیلی قبضے کے خلاف ایرانی امداد کا حصول ہے)۔ یہ تعلقات بڑی تیزی کے ساتھ گہرے اور مضبوط ہو گئے اور اس کے ثمرات بھی تیزی سے برآمد ہونے لگے، جس کے متعدد اسباب ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایران اور حزب اللہ دونوں ولایت فقیہ کے نظریے پر ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں کے نزدیک عصرِ حاضر میں خمینی ہی وہ قائد اور ولی ہے جو شیعہ کی ترجمانی کرتا ہے لہذا دونوں عالمی شرعی قیادت کے اتحاد میں متفق ہو گئے۔

۲۔ ایران نے ''اسلامی'' جمہوریہ نظام حکومت کو اختیار کیا ہے جو کہ حزب اللہ کے اسلامی عقائد کے موافق ہے۔ اس طرح ان دونوں کا نظریاتی اتحاد پایا جاتا ہے اگرچہ دونوں کے عملی نظام کی تفصیلات ان کے علاقائی حالات و واقعات کے لحاظ سے قدرے مختلف ہیں۔

۳۔ دونوں کا سیاسی اتحاد ہے۔ ایران نے ہر قسم کے استعمار کے مقابلے میں آزادی کی کوششیں کی ہیں اور آزادی کی تحریکوں کو ہر طرح کی مدد فراہم کی ہے۔ خصوصاً اسرائیلی قبضے کے خلاف ایران نے مدد دی ہے۔ حزب اللہ بھی اسرائیلی قبضے کے خلاف جدوجہد کرنے اور غیر ملکی استعمار کے خلاف لڑنے کے خواب دیکھتی ہے جس سے دونوں کے درمیان سیاسی اتحاد قائم ہو گیا ہے۔

۴۔ ایران اسلامی نظام کی عملی تطبیق کی زندہ مثال ہے!!

ایسا نظام جس کی خواہش ہر پکا مسلمان کرتا ہے......

حتی کہ نعیم قاسم نے یہ بھی کہا کہ: ''جیسا کہ حزب اللہ نے مزاحمت کا شاندار تجربہ کیا ہے۔ جس نے ایرانی حکومت اور ایرانی عوام کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ جب حزب اللہ نے جنوبی لبنان، اور البقاع مغربی کو آزاد کرایا جس میں ایران کی نہایت مؤثر مدد بھی شامل تھی، تو حزب اللہ نے اپنے اعلان کردہ ہدف کو حاصل کر لیا، جس کے لئے اس نے بے پناہ قربانیاں دیں۔ اس طرح ایران نے بھی مجاہدین کی مدد کر کے غیر ملکی فوجی قبضے کو ناکام بنا کر اپنا مطلوبہ ہدف حاصل کر لیا۔ یہ حزب اللہ کی کامیابی تھی، لبنان کی فتح تھی اور ایران کی فتح تھی۔''

اسرائیلی دشمنی اور اس کے خلاف جہاد کے نعرے لگانے والا ایران کس قدر جھوٹا اور فریبی ہے۔ اور اسرائیل کے خلاف حملے کرنے کے اعلانات کس قدر گمراہ کن اور دھوکے پر مبنی ہیں ان کی حقیقت جاننے کے لئے کہ کیسے ایران نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہوئی ہے۔ ایک یہودی صحافی یوسی ملیمان کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں: ''ہر صورت میں یہ ناممکن ہے کہ اسرائیل ایرانی ایٹمی تنصیبات پر حملہ آور ہو کیونکہ بہت سارے انٹیلی جنیس افسران نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ ایران اسرائیل کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا، باوجود کہ وہ زبانی کلامی اسرائیل کے خلاف جنگ کے اعلانات کرتا رہتا ہے۔ بلکہ زیادہ احتمال یہی ہے کہ ایرانی ایٹمی تنصیبات کا رخ عرب ممالک کی طرف ہے اور وہ ہی ان کا نشانہ ہیں۔'' [بحوالہ: لاس اینجلس ٹائمز۔۔۔ لاً نباء اخبار کا شمارہ نمبر 7931]

مذکورہ بالا یہودی بیان کی تصدیق و تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حزب اللہ کو ایک مستقل سیاسی اور نظریاتی لائحہ عمل کی ضرورت ہے جو ایرانی نقطہ نظر سے مختلف اور عربی اسلامی خصوصیات کا حامل ہو۔ اسے ایسے سیاسی تجربات کی ضرورت ہے جس کے علاقائی سطح پر گہرے تاریخی اثرات موجود ہوں۔ اور اسے ایسے تنظیمی ڈھانچے کی ضرورت ہے جس میں فی زمانہ رائج تمام آلات موجود ہوں تا کہ حزب اللہ اپنے قدم جما سکے۔ [یہ بیان ڈاکٹر غسان العزی کا ہے جو لبنانی یونیورسٹی میں سیاسیات کے استاد ہیں۔ انہوں نے یہ بات اپنی کتاب ''حزب

الله من الحلم الایدیو لوجی الی الوقعیته السیاسیة" صفحہ 9 پر لکھی ہے]

ابتداء ہی سے ایران نے حزب اللہ کی تنظیم سازی میں بھرپور بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ اَمل الشیعہ کے ایک قائد اور حزب اللہ کے بانی سید حسین موسوی نے اَمل الشیعہ کے لیڈر کا تحریکِ آزادی میں شرکت کرنا غیر اسلامی رویہ قرار دیا ہے۔ [حزب اللہ کے "اَمل الشیعہ" سے الگ ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہی تھی لیکن اس بات کے غلط ہونے کی تصریح شیعہ مفتی عبدالأمیر قبلان جو شیعی مجلس اعلیٰ کا ترجمان بھی ہے اس نے کی تھی: "اَمل الشیعہ" شیعہ آبادی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ لہذا اَمل الشیعہ جو فیصلہ صادر کرتی ہے ہم اسے شیعہ کی مجلس اعلیٰ کا حکم سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ اس لئے اَمل جو اعلان کرتی ہے حزب اللہ اس پر کاربند ہو جاتی ہے۔" دیکھئے: المستقبل میگزین، شمارہ نمبر: 346، مؤرخہ: 1983/10/8ء بحوالہ: اَمل والمخیمات، صفحہ 184] اور کہا کہ: اَمل کے لیڈر کے کردار کو غیر اسلامی قرار دینا، ایرانی قیادت کا فیصلہ ہے کیونکہ کسی کام کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار ایرانی اسلامی انقلاب کے قائدین کے پاس ہی ہے۔ جیسا کہ ہم سب تحریک اَمل الشیعہ کے چوتھے اجلاس میں مارچ 1982ء کو اعلان کر چکے ہیں کہ ہم ایرانی انقلاب کا اٹوٹ انگ ہیں۔

مذکورہ بالا بیان حسن نصر اللہ کے جھوٹ اور دھوکہ دہی کی وضاحت کرتا ہے۔ حسن نصر اللہ نے 18 مارچ 1996ء کو "الوسط" اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا: "حزب اللہ کا قیام لبنانی کوششوں سے عمل میں آیا ہے۔ اس کے لئے فیصلہ بھی لبنانی عوام کا ہے اور یہ لبنانی عوام کے ارادوں ہی کی امنگ ہے۔ جبکہ ایرانی یا شامی کردار اس میں بعد میں شامل ہوا ہے۔"

حزب اللہ، اصل میں ایران ہی کا بیٹا ہے۔ اس بات کی وضاحت حزب اللہ کے سابقہ جنرل سیکرٹری صبحی الطفیلی کے اس بیان سے بھی ہوتا ہے کہ: "وہ ایران جمہوریہ کے دورے پر تھا جب ایرانی حکومت کے ساتھ لبنان میں مزاحمتی تحریک شروع کرنے پر ہمارا اتفاق ہوا۔ پھر حزب اللہ نے کام شروع کیا تو ہزاروں ایرانی حزب اللہ کو تربیت دینے اور ان کی مدد کرنے کے لئے لبنان آ گئے۔ (الجزیرہ چینل پر صبحی الطفیلی کا انٹرویو دیکھیں جو 2003/7/23ء کو نشر ہوا مکمل بیان الجزیرہ کے انٹرنیٹ سائٹ پر دیکھا جا سکتا ہے)

ایران نے انقلابی گارڈز لبنان روانہ کئے تا کہ حزب اللہ کے عملی قیام کو یقینی بنایا جا سکے اور حزب اللہ کے افراد کو ٹریننگ اور امداد فراہم کی جا سکے۔ اس مقصد کے لئے 2000ء گارڈز روانہ کئے گئے۔ جنہوں نے

لبنان کے البقاع علاقے اور حزب اللہ کے ٹھکانوں میں شیعہ عقائد بھی پھیلائے۔ اپنی شیعی تبلیغ کو مؤثر بنانے کے لئے انہوں نے متعدد ہسپتال، مدارس اور فلاحی تنظیمیں بنائیں۔ (دیکھئے: کینث کاٹزمان کی کتاب: "الحرس الثوری الإیرانی" صفحہ 192-139 نیز ڈاکٹر مسعود اسدالٰہی کی کتاب "الإسلامیون مجتمع تعددی" کا صفحہ 330 دیکھیں)

تہران میں حزب اللہ کا مستقل آفس بھی موجود ہے۔ (دیکھئے: ڈاکٹر مسعود اسدالٰہی کی کتاب "الاسلامیون فی مجتمع تعددی، صفحہ 36) جو مختلف قسم کے میگزین اور کتابیں شائع کرتا ہے جس میں حزب اللہ کی خوب ترجمانی کی جاتی ہے اور اس کی کارکردگی بڑھا چڑھا کر پیش کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایرانی حکومت کی طرف صادر ہونے والے فیصلوں اور احکامات کی پیروی بھی ان میگزین کی ذمہ داری ہے۔

حزب اللہ اپنی کتابوں میں اس نظریے کا اقرار کرتی ہے کہ ہمارے فقیہ ولی کو جنگ یا صلح کا فیصلہ کرنے کا کلی اختیار ہے۔ (دیکھئے: نعیم قاسم کی کتاب: "حزب اللہ" صفحہ 72، مؤلف حزب اللہ، نائب جنرل سیکرٹری ہے) کیونکہ فقیہ ولی کی حکومت واقتدار کا علاقے اور وطن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ولی فقیہ تمام ممالک کے شیعہ کا حکمران ہے۔ "اسی لئے خمینی تمام ممالک میں موجود شیعہ آبادی کی سیاسی ذمہ داریاں مقرر کیا کرتا تھا جو کسی بھی استعمار کے خلاف نبرد آزما ہوتے تھے۔" (دیکھئے: حوالہ سابق، صفحہ 75)

درج بالا کلام وضاحت کر رہا ہے کہ شیعہ ایران کے انقلابی لیڈر کے مکمل پیروکار ہیں اور ان کا اپنے قائد کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ وہ اپنے قائد کی تنظیموں اور اس کے مفادات کی مکمل حفاظت کرتے ہیں۔ خصوصاً ایسا تحریکیں اور تنظیمیں جو براہ راست ایرانی حکومت کے تابع ہیں۔ جیسا کہ حزب اللہ اور اس کی ذیلی تنظیمیں ہیں۔

کیا لبنانی حزب اللہ ایران، عراق جنگ میں شریک ہوئی تھی؟

کیا حزب اللہ نے احواز کے سنی طلباء کی تحریک کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیا تھا؟

1999ء میں ایران میں سنی طلباء کی تحریک کے دوران سیکورٹی فورسز اور طلباء کے درمیان خونریز

جھڑپیں ہوئیں۔ ان جھڑپوں میں خوزستان کے شہر احواز کے رہائشی لوگ بھی ملوث ہوئے اور بڑی قتل وغارت ہوئی۔ اس قتل وغارت کے بارے میں متعدد ذرائع اور طلباء کے قائدین کا کہنا ہے کہ سیکورٹی فورسز میں سینکڑوں کی تعداد میں شیعہ جنگجو شامل تھے۔ انہوں نے فورسز کے ساتھ مل کر طلباء تحریک کا قلع قمع کر دیا اور ایرانی عربوں کی تحریک ختم کر دی گئی۔

ایرانی سیکورٹی فورسز میں داخل ہونے والے یہ جنگجو اور ایرانی انقلابی گارڈز میں گھسنے والے یہ دہشت گرد بدر تنظیم کے عسکری ونگ کے ارکان تھے جن کا تعلق عراق میں اسلامی انقلابی مجلس اعلیٰ سے تھا۔

البتہ ان ارکان میں سے بعض کا لہجہ لبنانی، اور شامی لوگوں جیسا تھا۔ جس سے ان لوگوں کی قومیت کے بارے میں سوالات ابھرتے ہیں کہ آخر یہ لوگ کس ملک کے باشندے تھے لیکن کچھ دن قبل اس راز کو حزب اللہ کے باپ علی اکبر محتشمی پور نے فاش کر دیا ہے۔ علی اکبر محتشمی پور شام میں ایرانی سفیر رہا ہے اور ایران کا سابقہ وزیر داخلہ ہے اور فلسطین کی تحریکِ آزادی کی عالمی مجلس کا جنرل سیکرٹری ہے۔ اسی شخص نے 1982ء کو اہل الشیعہ کے بطن سے حزب اللہ کو نکالا تھا۔ علی اکبر محتشمی نے انکشاف کیا ہے کہ حزب اللہ کے جنگجو ایران عراق جنگ کے دوران ایرانی انقلابی فوجوں کے ساتھ شانہ بشانہ جنگ لڑتے رہے ہیں۔

علی اکبر محتشمی پور گزشتہ بدھ کو ایرانی اخبار ''شرق'' کو انٹرویو دیتے ہوئے حزب اللہ کے کردار اور لبنان میں ہونے والی گزشتہ جنگ کے بارے میں حقائق بیان کر رہا تھا۔ درج ذیل بیان میں خمینی کے شاگرد حجۃ الاسلام محتشمی نے مزید وضاحت کر دی ہے، وہ کہتا ہے ''حزب اللہ کی مہارت کا کچھ حصہ تو وہ ہے جو اس نے جنگی تجربات سے سیکھا ہے اور دوسرا حصہ ان کی تربیت سے حاصل شدہ ہے۔ بلاشبہ حزب اللہ نے ایران عراق جنگ کے دوران شاندار جنگی مہارت حاصل کی تھی کیونکہ حزب اللہ کے جنگجو ہماری افواج کے ساتھ مل کر یا براہ راست بھی جنگ لڑتے رہے تھے۔

محتشمی پور حزب اللہ کی قوت کے اصل مصدر کی وضاحت کرتے ہوئے مزید کہتا ہے ''گزشتہ کچھ سالوں میں حزب اللہ نے اپنی سیاسی اور عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لبنان اور پورے علاقے میں حزب اللہ کے جنگجوؤں کی عسکری تربیت اور مہارت میں اضافہ ہوا ہے۔

اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ بیروت، الجنوب، اور البقاع کے دور دراز علاقوں میں جہاں حزب اللہ کے

قائدین رہائش پذیر تھے اور حزب اللہ کے میزائل اڈے جو جنوب میں واقع تھے اور اسرائیلی طیاروں کی بمباری سے وہ برباد ہو گئے ہیں لیکن اس تباہی کے باوجود آج بھی حزب اللہ سرائیل پر مسلسل میزائل داغنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حزب اللہ کی اسی مہارت کی وجہ سے اسرائیل اپنی بری افواج کو لبنان میں آہستہ آہستہ داخل کرنے پر مجبور ہو گیا کیونکہ حزب اللہ کے حملوں کی وجہ سے ان کے لئے زمینی راستوں سے لبنان میں داخل ہونا مشکل ہو گیا تھا۔ البتہ انہیں بنت جبیل، مارون الراس اور عیترون کے تین علاقوں میں بھرپور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔''

محتشمی کے بیان کے مطابق حزب اللہ کے قیام سے لے کر اب تک تقریباً ایک لاکھ شیعہ جنگجو جنگی ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔ ہر تربیتی کیمپ میں 300 جنگجو شریک ہوئے تھے اور اب تک لبنان اور ایران میں بے شمار تربیتی کیمپ لگائے جا چکے ہیں۔ (محتشمی کا یہ انٹرویو علی نوری زادہ نے ''شرق الاوسط'' اخبار کے لئے 1427/7/11ھ بمطابق 2006/9/5 کو لیا تھا۔ شمارہ نمبر 101112 ہے اس کا عنوان ہے: ''علی اکبر محتشمی پور کا اعتراف'')

علی اکبر محتشمی پور ایران کے شام میں سابق سفیر اور سابق وزیر داخلہ ہیں۔

علی اکبر نے اعتراف کیا ہے کہ حزب اللہ ایران عراق جنگ میں ایرانی افواج کے ساتھ شریک رہی ہے اور احواز کے سنی طلباء کی تحریک کو کچلنے میں بھی اس نے بھرپور شرکت کی ہے۔]

کیا حزب اللہ اپنے خطابات اور خارجی سیاست میں ''تقیہ'' پر عمل کرتی ہے؟

شیعہ امامیہ کے فرقوں میں سے حزب اللہ اہل سنت مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں سب سے زیادہ ''تقیہ'' کا استعمال کرتی ہے۔

شیعہ مؤلف کاظم المصباح اپنی کتاب ''الامام المھدی ومفہوم الانتظار'' کے صفحہ 240 پر لکھتا ہے: ''تقیہ پر عمل کرنے والا بلند مرتبہ مجاہد ہے۔ لیکن وہ حالات وواقعات کی روشنی میں بصیرت اور احتیاط کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل ہو کر بیٹھا نہیں رہتا جیسا کہ سادہ لوح مومنوں کے بارے میں تصور پایا جاتا ہے۔ تقیہ محض مخفی عمل ہی نہیں کہ جس پر کوئی شیعہ سیاسی یا دینی

جماعت پوشیدہ طور پر عمل پیرا ہوتی ہے بلکہ یہ عمل کرنے کا ایک اسلوب ہے جو حزب اللہ کے طریقے کے مطابق ہے اور ظاہری طور پر ہر قسم کے نامساعد اور موافق سیاسی حالات کے مطابق ہوتا ہے۔"

مؤلف اگلے صفحے پر لکھتا ہے: "لیکن بعض اوقات خطیب اور مبلغ خفیہ کلام کرنے، صراحت کو ترک کرنے اور اپنی کلام کو خوب پوشیدہ رکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عام حالات میں اگر خطیب وضاحت کر دے تو اس کے نقصانات سامنے آ جاتے ہیں۔"

میں (مؤلف کتاب حزب اللہ کون ہے؟) کہتا ہوں: "جو شخص اس شیعہ مؤلف کی کلام پر غور کرے گا وہ جان لے گا کہ حزب اللہ اپنے خطابات میں تقیہ پر عمل کرتی ہے اور اب تو ان کے گھر کے بھیدی نے بھی لنکا ڈھا دی ہے۔

حالانکہ ہم نے بارہا سنی مسلمانوں کو تنبیہ کی تھی کہ حزب اللہ اور اس کے لیڈر حسن نصر اللہ کے خطابات کی تصدیق مت کرو، ان کی فریب دہی میں مت آؤ کیونکہ رافضی شیعہ کا مذہب باطنی ہے۔ شیعہ زبان سے کچھ کہتا ہے جیسا کہ ان کے علامہ کاظم المصباح نے وضاحت کر دی ہے، جبکہ شیعہ کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے۔

وہ اپنے کلام کو خوب مکاری اور فریب دہی سے مزین کرتے ہیں جیسا کہ حسن نصر اللہ اپنی تقاریر میں کرتا ہے اور بعض اوقات کچھ امور پر جان بوجھ کر بات چیت نہیں کرتا کہ مبادا اس کی زبان سے اندرونی حقیقت ہی نہ پھسل جائے جو اس کی جماعت پر لعن طعن کا باعث بن جائے۔ لہٰذا شیعہ کے اس دھوکے سے سنی مسلمانوں کو تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ امامیہ کا مذہب شیعہ کو تقیہ کرتے ہوئے جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ ان کا مذہب تو اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانے کی بھی اجازت دیتا ہے جبکہ مقصود تقیہ ہو۔

شیعہ کی کتاب "وسائل الشیعہ" (یہ کتاب الحر العاملی کی ہے۔ دیکھئے: 136/16) میں ابو عبد اللہ سے منقول ہے: "جب شیعہ آدمی کراہت اور اضطراری حالت میں تقیہ کرتے ہوئے اللہ کی قسم کھائے تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گی۔"

امام شافعی رحمہ اللہ نے رافضہ کی صفت بیان کرتے ہوئے سچ ہی فرمایا ہے، آپ فرماتے ہیں: "میں نے رافضی شیعہ سے بڑھ کر جھوٹی گواہی دینے والی قوم نہیں دیکھی۔"

کیا حزب اللہ نے واقعی جہاد فی سبیل اللہ کا پرچم لہرایا ہے؟

حزب اللہ لبنانی سرزمین پر جہاد کرنے کی بڑی شوقین ہے لیکن اسے کبھی بھی لبنانی حدود سے باہر نکل کر جہاد کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی۔ حزب اللہ لبنان کے ہر اس شخص کی دوست ہے جو اس کے اغراض و مقاصد کا حمایتی ہے خواہ اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ وہ عیسائی ہو، یہودی ہو یا دروزی مذہب کا ہو، اسے کچھ غرض نہیں۔ تو جس جماعت کا نظریہ اور عقیدہ ایسا ہو اور وہ اپنے کردار عمل میں منافقانہ روش پر چل رہی ہو اس کا جہاد نہ اسلامی جہاد ہو سکتا ہے اور نہ اس کی قتل و غارت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سمجھی جا سکتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک آدمی صرف مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے، دوسرا شخص دنیوی شہرت کے لئے جنگ لڑتا ہے اور تیسرا شخص اپنی بہادری اور شجاعت کی داد حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ ان تینوں میں سے مجاہد فی سبیل اللہ کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ."

"جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لئے جہاد کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔" (دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا حدیث نمبر-281، صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، حدیث نمبر 1904۔) اور باقی سب ریاکاری یا دنیاوی مقصد کے حصول کی وجہ سے بے کار ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لئے جہاد کیا وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔" آپ کے اس فرمان میں مذکور اللہ کے کلمے سے مراد اسلام کی دعوت ہے۔" (دیکھئے: فتح الباری شرح صحیح البخاری، مؤلف: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ: 34/6)

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں کہ حزب اللہ جس مقصد کے لئے جہاد کرتی ہے وہ صرف لبنانی حدود کی حفاظت ہے تا کہ شیعی رافضی عقیدہ سربلند ہو جائے۔ (اس طرح حزب اللہ صرف لبنانی علاقے کی خاطر ہی

نہیں لڑتی بلکہ اپنے اثر ونفوذ والے علاقوں میں شیعہ مذہب کی نشر واشاعت کے لئے جدو جہد کرتی ہے)۔

اگر حزب اللہ کے عمل کو جہاد فی سبیل اللہ مان بھی لیا جائے تو پھر سوال یہ اُبھرتا ہے کہ جب فلسطینی جہاد کے دو بلند مرتبہ رہنما جناب احمد یاسین اور عبدالعزیز الرنتیسی رحمہما اللہ اسرائیلی میزائلوں سے شہید ہوئے تو حزب اللہ نے ایکشن کیوں نہ لیا اور اسے اسرائیل پر ایک بھی میزائل فائر کرنے کی توفیق کیوں نہ ہوئی؟ کیا مقبوضہ فلسطین اور قبلہ اول بیت المقدس کی آزادی کے لئے جہاد کرنا، ایرانی اور شامی سیاسی مفادات اور اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے لڑنے سے زیادہ اولیٰ اور افضل نہیں ہے؟

لیجئے حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری اور سربراہ حسن نصر اللہ کا اعتراف حقیقت سنئے جو کہتا ہے کہ یہودیوں کے ساتھ اس کی جنگ عقیدے اور دین کی جنگ نہیں ہے۔ حالیہ اسرائیل اور لبنانی جنگ جو 34 دن جاری رہی، اس کے اختتام پر جبکہ لبنانی سر کچھر ہی بُری طرح تباہ ہو چکا ہے اور جس کی بنیاد صرف دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا کے ڈرامے پر تھی، حسن نصر اللہ نے لبنانی ٹی وی چینل New TV پر انٹرویو دیتے ہوئے کہا جو 27 جولائی 2006ء کو نشر ہوا کہ ''اگر اسے علم ہوتا کہ دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا پر اس قدر تباہی و بربادی ہو گی تو وہ اس کام کا حکم کبھی نہ دیتے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حزب اللہ کی قیادت کو ایک فیصد بھی امید نہ تھی کہ دو فوجیوں کے اغوا پر اس قدر شدید فوجی حملے ہوں گے اور اتنی زیادہ تباہی و بربادی لبنان کا مقدر بن جائے گی کیونکہ جنگی تاریخ میں اس قدر شدید حملوں کی مثال نہیں ملتی۔''

حسن نصر اللہ نے اس بات کی توثیق بھی کی کہ وہ آئندہ کبھی اسرائیل کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ (حسن نصر اللہ کی یہ وضاحت ''الشرق الاوسط'' اخبار کے شمارہ نمبر 10135، 8/28 ہے۔ 2006ء کے شمارے میں دیکھی جا سکتی ہے)

حزب اللہ کے اس اعتراف میں اس کی شکست کا اقرار نمایاں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ حالیہ جنگ میں فاتح نہیں بلکہ شکست خوردہ ہے۔ اس کے اس اعتراف کا مطلب ایک زوردار طمانچہ ہے جو ہر اس شخص کی گال پر لگا ہے جو حسن نصر اللہ کے لئے تالیاں بجاتے نہ تھکتے تھے اور اس سے نہایت متاثر ہو کر اسے اسلامی ہیرو مانے بیٹھے تھے۔

شیعہ کا منہج اور طریقہ کار یہی ہے کہ وہ ملتِ اسلامیہ کے مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہی نہیں

بلکہ اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے ملتِ اسلامیہ کے مفادات کو قتل بھی کرنا پڑے تو شیعہ اس سے دریغ نہیں کرتے۔ اسی لئے ڈاکٹر علی عبدالباقی لکھتے ہیں: بلاشبہ میں نے نوٹ کیا ہے کہ شیعہ کی جدوجہد اور کارکردگی خالصتاً شیعی گروہی جدوجہد ہے، خواہ یہ جدوجہد ایران میں ہو، عراق میں ہو، افغانستان میں ہو یا دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو۔ شیعہ اپنے گروہ کے ذاتی مفادات اور مصلحت کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں اور امت اسلامیہ کے مفادات اور مصالح کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اپنے مفادات کے لئے کوشش کریں گے اگرچہ ملت اسلامیہ کے مفادات کو نقصان پہنچا کر ہی حاصل ہوں۔ (ڈاکٹر صاحب کا مضمون انٹرنیٹ سائٹ ''مفکرة الاسلام'' پر ''هل تكون حرب العصابات املنا فی هزيمة بن مهيون'' کے عنوان سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مورخہ 2006/8/21ء)

کیا حزب اللہ جہاد فی سبیل اللہ کی قائل ہے؟

سوال یہ ہے کہ کیا حزب اللہ کسی بھی اسلامی مقبوضہ ملک یا علاقے جیسے فلسطین، کشمیر وغیرہ ہیں، ان کی آزادی کے لئے کوششیں کرتی ہے؟ کیا ان علاقوں کی آزادی حزب اللہ کے مقاصد میں شامل ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شیعہ امامیہ اثنا عشری فرقے (جو کہ حزب اللہ کا مذہب بھی ہے) کے نزدیک مہدی منتظر کے نمودار ہونے تک جہاد معطل ہے کیونکہ شیعی روایات کے مطابق شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ''امام مہدی کے ظہور سے پہلے اور ان کے پرچم جہاد بلند کرنے سے پہلے جو شخص بھی علَم جہاد بلند کرے گا وہ طاغوت ہو گا۔ (دیکھئے: النعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'' صفحہ 70) امام مہدی آئیں گے تو وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے صلح کر لیں گے۔ (یہاں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ امام مہدی جب نمودار ہوں گے تو وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے صلح کیوں کریں گے؟ وہ یہودی ظالموں غاصبوں سے بیت المقدس کو آزاد کیوں نہیں کرائیں گے؟) اور آلِ داود یعنی یہودیوں کی شریعت کے مطابق حکومت کریں گے، کعبۃ اللہ کو گرا دیں گے، اور اہلِ سنت مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے کیونکہ یہ شیعہ کے دشمن ہیں۔ (حضرت) ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو ان کی قبروں سے نکال کر سولی پر چڑھائیں گے پھر ان کی لاشیں آگ سے جلائیں گے۔'' (دیکھئے: النعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'')

حزب اللہ کے نائب جنرل سیکرٹری نعیم قاسم نے (دیکھئے: اس کی کتاب ''حزب اللہ۔۔۔

المنھج ۔۔۔ التجربۃ ۔۔۔ المستقبل ''صفحہ 50۔) اس مسئلے کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''چونکہ عسکری جہاد دشمن کے ساتھ لڑائی کی صورت میں ہوتا ہے اس لئے یہ ہماری کتاب کے موضوع سے براہ راست تعلق رکھتا ہے اس لئے ہم اس بحث کو خصوصی طور پر ذکر کرتے ہیں۔

فقہاء نے جہاد کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

1- **ابتدائی جہاد**: یعنی مسلمان دشمن پر حملہ آور ہوں اور ان کے علاقے میں داخل ہو جائیں۔ اس جہاد کا مقصد اپنی زمینیں واپس لینا نہیں ہوتا، نہ دشمن کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ جہاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا امام معصوم کے ساتھ خاص ہے۔ اس دور میں جبکہ ہمارا امام مہدی منتظر غائب ہے۔ اس لئے یہ جہاد ممکن نہیں ہے۔

2- **دفاعی جہاد**: جب استعماری قوت مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو اپنے ملک قوم اور اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے یہ جہاد مشروع بلکہ واجب ہے۔''

صفحہ 51 مذکور بالا کتاب میں پھر لکھتا ہے: لیکن جہاد کا فیصلہ کرنا ولی فقیہ کا کام ہے جو دفاعی جہاد کے حالات پر غور و فکر کر کے فیصلہ کرے گا۔ وہی جہاد کے قواعد و ضوابط متعین کرے گا کیونکہ مسلمانوں کے خون کا مسئلہ نہایت اہم ہے اسلئے دفاعی جہاد کے مقاصد اور شروط پوری کئے بغیر کسی بھی معرکے میں جنگجوؤں کو جھونک دینا ممکن نہیں ہے۔''

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں: حزب اللہ اور اس کے لیڈر حسن نصر اللہ وغیرہ اپنے ٹی وی خطابات میں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی آزادی کے جو نعرے لگاتے ہیں وہ سب پُر فریب نمائشی نعرے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے مثلاً وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ نعرے لگاتے ہیں:

''اے اقصیٰ ہم تیری آزادی کے لئے آ رہے ہیں۔'' ''چلو چلو القدس چلو۔'' ان نعروں کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل خود حسن نصر اللہ کا اپنا بیان ہے ایک انٹرویو کے دوران جب اس سے فلسطینیوں کے بارے میں اس کا مؤقف پوچھا گیا تو اس نے فلسطینیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''جب تمہیں ہماری ضرورت ہوگی تو ہم آ جائیں گے اور بس اتنا ہی کافی ہے۔''

کیونکہ شیعی امامیہ کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی منتظر کے ظہور تک کوئی جہاد نہیں ہے۔ لہٰذا اے سنی

مسلمان! خوب غور و فکر کر! شیعہ کے نزدیک جہاد دفاعی بھی ولی فقیہ کے فیصلے کے بغیر ممکن نہیں ہے اور حزب اللہ کے ارکان اپنے فقیہ ولی کے حکم کے بغیر کوئی بھی کام نہیں کرتے۔ جب تک خامنہ ای انہیں حکم نہ دے دے وہ کوئی عمل کرنا جائز نہیں سمجھتے ۔۔۔! پھر خوب غور و فکر کر لو اور پھر شیعہ مذہب کی اس روایت کو بغور پڑھو، تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ رافضی شیعہ کون ہیں؟ اور کیا واقعی وہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں؟

صحیفہ السجادیۃ الکاملۃ کے صفحہ 16 پر ابو عبد ال علیہ السلام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: ''ہم اہل بیت میں سے نہ کبھی کوئی شخص ظلم سے دفاع یا اپنا حق واپس لینے کے لئے نکلا ہے اور نہ نکلے گا حتی کہ ہمارے امام مہدی کا ظہور ہو جائے۔ اگر کسی شخص نے یہ کام کیا تو وہ سخت آزمائش کا شکار ہوگا اور اس کا نکلنا ہمارے اور ہمارے شیعہ کی نفرت میں اضافے کا باعث ہوگا۔''

2000ء میں اسرائیلی انخلاء کے بعد بنت جبیل میں ایک لاکھ شیعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حسن نصر اللہ نے کہا تھا: ''حزب اللہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے اسرائیل کے خلاف کسی بھی عسکری عمل میں شریک نہیں ہوگی۔'' (دیکھئے: الانبیاء اخبار کا 2000/5/27 کا شمارہ نمبر 8630، بحوالہ حزب اللہ رویۃ مغایرۃ، صفحہ 214) اسی لئے قومی امن کمیٹی کے جنرل سیکرٹری حسن روحانی نے بیان دیا کہ ''اسرائیل نے جنوبی لبنان کے شبعا کے علاقے سے انخلاء کر دیا ہے لہٰذا اب حزب اللہ کی مزاحمتی تحریک کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔''

اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ''حزب اللہ کی مزاحمتی تحریک کا تعلق صرف لبنانی سرزمین کا دفاع ہے۔''

(حسن روحانی نے یہ وضاحتی بیانات ''الحیاۃ اللندنیۃ'' اخبار کو 2004/1/18ء کو ایک انٹرویو میں دیئے)

اب سوال یہ ہے کہ وہ فلسطین کہاں ہے جسے عنقریب حزب اللہ یہودی غاصبوں سے آزاد کرائے گی؟

لہٰذا ۔۔۔ شیعی مذہب میں ایسے کسی جہاد کی گنجائش نہیں ہے جو مقبوضہ علاقوں کو آزاد کرانے یا ان کی دفاعی ضروریات کے لئے کیا جائے۔

ایران کے وزیر اعظم محمود احمد نژادی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

''ایران مغربی ممالک کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے، حتیٰ کہ اسرائیلی صیہونی نظام حکومت کے لئے بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔'' (دیکھئے: ''الشرق الاوسط، شمارہ نمبر 10134، مورخہ 2006/8/27ء اور شمارہ نمبر 10136 مورخہ 2006/8/29ء)

کیا حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان خفیہ معاہدہ ہوا ہے؟

ایک اسرائیلی انٹیلی جنس افسر بیان کرتا ہے کہ اسرائیل اور لبنانی شیعہ کے درمیان تعلقات پُر امن علاقے کی شرط سے غیر مشروط ہیں۔ اسی لئے اسرائیل شیعہ عناصر کی خصوصی پُشت پناہی کرتا ہے جس سے ان کے درمیان ایک طرح کا سمجھوتہ ہوگیا ہے کہ وہ فلسطینی جذبہ جہاد کو مل کر ختم کریں گے جس سے حماس اور الجہاد کی داخلی امداد میں اضافہ ہوا ہے۔ (دیکھئے: یہودی اخبار "معاریف الیھودیه" 8 ستمبر 1997ء کا شمارہ)

یہ بیان اسرائیل اور لبنانی حزب اللہ کے خفیہ معاہدے کی توثیق کرتا ہے۔ اس کا اعتراف حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری صبحی الطفیلی نے بھی کیا ہے۔ (صبحی الطفیلی حزب اللہ کا سابق جنرل سیکرٹری تھا۔ یہ جماعت سے اس وقت الگ ہوگیا جب اس نے دیکھا کہ یہ جماعت نہ صرف اپنے علانیہ مزاحمتی کردار کو چھوڑ کر ایرانی اور شامی مفادات کی محافظ بن گئی ہے بلکہ اسرائیل کی شمالی سرحد کی چوکیدار بن بیٹھی ہے۔ حزب اللہ ہر اس مجاہد کو گرفتار کر لیتی ہے جو اس سرحد سے اسرائیل پر فدائی حملہ کرنا یا کروانا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''بلاشبہ حزب اللہ اسرائیلی سرحد کی محافظ ہے۔'' (دیکھئے: ''الشرق الاوسط'' کا 29 رجب 1424ھ بمطابق 2003/9/25ء کا شمارہ نمبر 9067۔ اسی طرح New TV پر 2003ء کے اواخر میں ''بلا رقیب'' نامی پروگرام میں ان کا انٹرویو ملاحظہ کریں)

صبحی الطفیلی مزید کہتا ہے: ''نوے کی دہائی میں ایرانی سیاست میں تبدیلی کے نمایاں آثار نظر آنے لگے تھے۔ پہلے تموز میں 1993ء میں سمجھوتہ ہوا۔ پھر نیسان میں 1996ء میں اتفاق رائے طے پا گیا۔ ان سمجھوتوں میں طے ہوا کہ فلسطین میں موجود یہودیوں کو پُر امن رہنے کی اجازت ہوگی۔ اس سمجھوتے میں ایرانی وزیر خارجہ بھی شریک ہوا۔ ان سمجھوتوں کے بعد اسرائیل نے لبنان سے فوجیں نکالنا شروع کر دیں کیونکہ یہ طے پایا تھا کہ اسرائیل کے خلاف مزاحمتی تحریک ختم کردی جائے گی۔ یہ تحریک سرحد پر رہے گی اور حملہ آور نہیں ہوگی۔

پھر مزید کہا: ''میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور یہی حقیقت ہے کہ اس سمجھوتے کے نتیجے میں مزاحمتی تحریک، مزاحمت سے نکل کر سرحدوں کی محافظ ہو کر رہ گئی ہے۔'' (New TV پر ''بلا رقیب'' نامی پروگرام میں ان کا انٹرویو دیکھیں جو 2003ء کے اواخر میں نشر ہوا۔ اسی لئے اسرائیل جنوبی لبنان میں شیعی اثر و نفوذ کی بھرپور حمایت کرتا ہے تاکہ یہ شیعہ آبادی اسرائیل پر شمالی سرحد سے حملہ آور ہونے والے مجاہدین کے خلاف ڈھال بن سکے)

یروشلم پوسٹ کے 23 مئی 1985ء کے شمارے میں یہ بیان چھپ چکا ہے کہ ''اسرائیلی مفادات

و مصالح سے غفلت درست نہیں ہے جو اس بنیاد پر قائم ہیں کہ باہم مل کر جنوبی لبنان کی حفاظت کی جائے گی اور اس علاقے کو اسرائیل پر حملہ کرنے والے ہر قسم کے خطرات سے خالی کیا جائے گا اور اب وقت آ گیا ہے کہ اسرائیل یہ بھاری ذمہ داری ''أمل الشیعه'' کو سونپ دے۔'' (بحوالہ کتاب ''امل والمخیمات الفلسطینیة، صفحہ 162)

اس امر کی توثیق توفیق المدینی نے ان الفاظ میں کی ہے: ''شیعہ کی تنظیم (أمل الشیعه) نے یہ بندوبست کیا ہے کہ وہ فلسطینی مجاہدین کی تحریکوں کو جنوبی لبنان کی طرف جانے سے روکے تاکہ وہ اسرائیلی فوجوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہ کر سکیں اور نہ مقبوضہ فلسطین کے شمال میں الجلیل مقام پر قائم اسرائیلی کالونیوں میں کارروائی کر سکیں۔'' (بحوالہ کتاب "امل و حزب الله فی حلبة المجابهات" صفحہ 83)

حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری صبحی الطفیلی نے بھی شیعہ کے اس کردار کا اعتراف کیا ہے وہ بیان کرتا ہے: ''جو شخص حزب اللہ کے اس کردار کی تحقیق کرنا چاہے کہ اب یہ تحریک مزاحمت چھوڑ کر اسرائیلی سرحدوں کی چوکیدار بن گئی ہے۔ وہ اسلحہ اٹھائے اور کسی بھی سرحد پر چلا جائے اور یہودی دشمنوں کے خلاف کارروائی کرنے کی کوشش کرے تو ہم دیکھ لیں گے کہ حزب اللہ کے مسلح چوکیدار اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔'' کیونکہ بہت سارے مجاہدین اسرائیل پر حملہ کرنے کے لئے گئے لیکن اب وہ اسرائیلی جیلوں میں قید ہیں۔ انہیں حزب اللہ کے مسلح افراد نے گرفتار کر کے اسرائیلی فوج کے حوالے کیا ہے۔'' (New TV پر صبحی الطفیلی کا انٹرویو دیکھیں جو 2003ء کے اواخر میں ''بلا رقیب'' نامی پروگرام میں نشر کیا گیا)

اس لئے اسرائیل حزب اللہ کو ختم کرنے اور اس کی قوت کو تباہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرتا۔ اس لئے نہیں کہ اسرائیل یہ کام کر نہیں سکتا بلکہ وہ اس لئے نہیں کرتا کیونکہ حزب اللہ ایک منظم جماعت ہے اور اس کے ختم ہو جانے سے اسرائیل کے خلاف سنی مسلمانوں کی تحریک منظم ہو جائے گی، اگرچہ بعض اوقات حزب اللہ اسرائیل کے خلاف تھوڑا بہت شور شرابہ کر بھی لیتی ہے۔ لیکن اسرائیل ہر حال میں سنی تحریک کو ابھرنے نہیں دینا چاہتا اس لئے وہ حزب اللہ کی بھرپور مدد کرتا ہے۔

ان کے اس باہمی تعاون کے بارے میں کسی نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ اسرائیلی مصلحت اس میں ہے کہ حزب اللہ باقی رہے اور حزب اللہ کی مصلحت اس میں ہے کہ اسرائیل باقی رہے (تاکہ اس کے خلاف نعرے بازی سے عام مسلمانوں کو مسلسل فریب دینا ممکن رہے۔)

لہٰذا شیعی منصوبہ اگرچہ اسرائیلی امریکی یہودیوں کے لئے پریشان کن ہے لیکن یہ شیعی منصوبہ یہودیوں کے ساتھ مذاکرات اور سمجھوتے کا انکار نہیں کرتا بلکہ شیعہ یہودیوں کے ساتھ آگے بڑھ کر سمجھوتے کرتے ہیں جیسا کہ ایران نے افغانستان اور عراق میں کیا ہے۔ یا جس طرح ماضی میں حزب اللہ نے جنوبی لبنان میں اسرائیل کے ساتھ سمجھوتوں کے تحت مزاحمتی تحریک ختم کر دی تھی۔

لیکن سنی مسلمانوں کی مزاحمتی تحریک یہودیوں کے لئے نہایت خطرناک اور پریشان کن ہے کیونکہ وہ کسی قسم کے مذاکرات یا سودے بازی کے قائل ہی نہیں۔ اس بات کے کئی ثبوت موجود ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی مثال اس کی ابتدا تھی اور فلسطینی جہاد اس کی انتہا ہے اور اب عراق میں بھرپور مزاحمتی جنگ جاری ہے۔ (اور سنی مجاہدین کسی قسم کا سمجھوتہ ماننے سے انکاری ہیں۔) (دیکھئے: انٹرنیٹ ویب سائٹ ''مفکرۃ الاسلام'' پر ولید نور کا مضمون "الوعد الصادق نیتھی بوھم کاذب" مورخہ 2006/8/17۔ نیز ربیع الحافظ کا انٹرویو ملاحظہ فرمائیں جس کا عنوان ہے 'لاحزب اللہ والمساحات الحالیۃ، 2006/8/26)

حزب اللہ کی دوستی کن سے ہے؟

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ رافضی عقیدے کی حامل حزب اللہ کی ولاء اور دوستی پہلے نمبر پر ایرانی رافضی حکومت کے ساتھ ہے پھر شیعی یعنی نصیری حکومت کے ساتھ ہے۔ (ان کی باہمی ولاء اور محبت کی مثال یہ ہے کہ لبنانی حزب اللہ نے احواز کے سنی مسلمانوں کی قتل وغارت میں ایرانی انقلابی لشکر کا بھرپور ساتھ دیا تھا)

1- الراصد میگزین میں ایک مضمون چھپا ہے: (دیکھئے: ''الراصد'' میگزین کا شمارہ نمبر 34، ربیع الثانی 1427 ہجری اس شاندار تحقیقی مضمون کا عنوان ہے۔ ''شیعہ کی ولاء کس کے لئے ہے۔'' ہم نے اس سے صرف حزب اللہ کے متعلق ایک پیراگراف لیا ہے۔ تفصیلی مضمون میگزین کے انٹرنیٹ سائٹ http://www.alrased.net پر دیکھیں) شیعہ کی ولاء اور محبت کس کے ساتھ ہے۔'' اس میں یہ لکھا ہے کہ: ''تمام شیعہ حضرات پر خمینی کی ولایت کے زیر اثر حزب اللہ کی نشو ونما ایران میں ہوئی۔ حزب اللہ کا نائب جنرل سیکرٹری نعیم قاسم بیان کرتا ہے: ''مومنوں کا ایک گروہ تھا۔ ان کے ذہن ایک عملی قاعدے کے لئے کھل گئے کہ ولایت فقیہ کے مسئلے کی مکمل پیروی ہونی چاہئے تاکہ تمام اسلامی دنیا کا قائد ولی فقیہ کو تسلیم کر لیا جائے۔ کوئی گروہ اور ملک اس کی ولایت سے الگ نہ ہو۔۔۔ لہٰذا مومنوں کا یہ گروہ جو نو افراد پر مشتمل تھا، ایران گیا اور امام خمینی کو ملا۔ اور اسے لبنانی حزب اللہ کی تاسیس کے

منصوبے سے آگاہ کیا۔ خمینی نے اس منصوبے کی حمایت کی اور برکت کی دعا کی۔'' (دیکھئے کتاب: "المقاومۃ فی لبنان" مؤلفہ: امین مصطفیٰ، دارالھادی، صفحہ 425)

2- ''الشراع'' میگزین 14 اگست 1995ء کے شمارے میں ڈاکٹر غسان عزی کی کتاب حزب اللہ کے صفحہ 34 کے حوالے سے لکھتا ہے کہ حزب اللہ کے دو قائد ایرانی ہیں۔

3- یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ لبنانی حزب اللہ کا سربراہ حسن نصر اللہ جو کہ لبنانی شیعہ کا ایک اہم لیڈر بھی ہے وہ ایرانی علی خامنہ ای کا وکیل بن جائے۔ اور اس کی متعدد تصویریں شائع ہوئی ہیں جن میں وہ علی خامنہ ای کے ہاتھ چوم رہا ہے حالانکہ لبنانی شیعہ کے اپنے لیڈر موجود ہیں جیسے محمد حسین فضل اللہ وغیرہ۔

ان حالات میں اگر ایران اور لبنان میں اختلاف ہو جائے اور نوبت جنگ تک پہنچ جائے جیسا کہ آج کل حالات وواقعات سے ایسا نظر بھی آ رہا ہے تو حسن نصر اللہ اور حزب اللہ کی ولاء کن کے لئے ہوگی؟ لبنانی حکومت کے ساتھ یا ایران کے ساتھ؟

4- ''امل الشیعہ'' اور حزب اللہ کی تاریخ کے بیان میں یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ باہمی اختلافات کی صورت میں ایرانی قیادت کے فیصلوں کو تسلیم کریں گے۔ (وضاح شرارہ کی کتاب 'دولۃ حزب اللہ، کا صفحہ 119 دیکھیں)

5- مارچ 1982ء میں اُمل الشیعہ تنظیم اپنے چوتھے اجلاس میں یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ ایرانی اسلامی انقلاب کا اٹوٹ انگ ہے۔ (حوالہ سابق ملاحظہ کریں)

6- حزب اللہ کے ولایت فقیہ کے پیروکار ہونے کی وجہ سے ایرانی محقق ڈاکٹر مسعود اسعد الٰہی اپنی کتاب "الاسلامیون فی مجتمع تعددی" کے صفحہ 321 پر لکھتا ہے: چونکہ خمینی کی ولایت فقیہ کسی ملک یا سرحد کے اندر منحصر نہیں ہے۔'' لہٰذا ہر مصنوعی غیر طبعی سرحد جو ولایت فقیہ سے منع کرے وہ سرحد غیر شرعی شمار ہو گی۔ اسی لئے لبنانی حزب اللہ، وسیع تر عالمی درجے کی حزب اللہ کی ایک شاخ کے طور پر عمل کر رہی ہے۔''

مذکورہ بالا آراء سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ حزب اللہ ولی فقیہ کے ہر ہر حکم کے نفاذ کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔ (جس سے ثابت ہوا کہ حزب اللہ کی ولاء اور محبت صرف ایرانی حکومت کے ساتھ ہے نہ کہ اللہ اور اس کے دین کے لئے۔)

عالمِ اسلام کے سنی مسلمانوں کے ساتھ حزب اللہ کے کیسے تعلقات ہیں؟

جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ حزب اللہ سنی مسلمانوں کے ساتھ تقیے پر عمل کرتے ہوئے تعلقات استوار رکھتی ہے۔ اسی لئے حزب اللہ کے لیڈر اپنے خطابات میں پُرفریب مگر دلکش نعرے لگاتے ہیں کہ وہ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کو یہودیوں سے آزاد کرا کے دم لیں گے۔ سادہ لوح سامعین ان نعروں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور سمجھنے لگتے ہیں کہ واقعی شیعی حزب اللہ مسلمان علاقوں کو غاصب یہودیوں سے آزاد کرائیں گے۔ انہی خوشنما نعروں سے فلسطینی مجاہدین حماس اور الجہاد الاسلامی کے بعض لیڈر بھی دھوکہ کھا گئے تھے۔ لیکن ایرانی شیعی حکومت کے ساتھ ولاء کا رشتہ جوڑنے والی حزب اللہ کسی بھی شخص کو اپنے ساتھ اس وقت تک نہیں ملاتی جب تک وہ اپنے صحیح عقیدے سے دست بردار ہو کر شیعی عقیدے کا اظہار نہ کر دے مثلاً خمینی کی تعریف و توصیف کرنا یا ایرانی نظامِ حکومت کو داد دینا وغیرہ۔

اپنے عقیدے کی بربادی کے بعد ہی یہ دھوکہ کھانے والے چند ظاہری فوائد کو حاصل کر پاتے ہیں۔

جو لبنانی حزب اللہ انہیں دیتی ہے۔

جبکہ باقی اسلامی ممالک میں حزب اللہ صرف اور صرف رافضی شیعہ کے ساتھ دوستی اور محبت کا رشتہ جوڑتی ہے مثلاً ایران، عراق اور بقیہ خلیجی ممالک میں شیعہ کی ولاء صرف شیعہ ہے یا چند سادہ لوح سنی مسلمانوں سے جو رافضی شیعہ کی تاریخ اور عقائد سے ناواقف اور ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور رافضیوں کے شر سے محفوظ فرمائے آمین۔

حزب اللہ کے زیرِ تسلط لبنانی سنی مسلمانوں کے حالات کیسے ہیں؟

لبنانی سنی مسلمان بڑی ظلم و ستم کی زندگی گزار رہے ہیں کیونکہ ان کے دشمن رافضی اور نصیری فرقے ہیں اور یہ دونوں احباش فرقے کی ہر طرح کی مدد کرتے ہیں جو سنی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور

ان کے عقیدے کو خراب کرنے کے لئے طرح طرح کے شکوک و شبہات کو پھیلا رہا ہے۔ اس پر مستزاد رافضی حزب اللہ کا ظالمانہ تسلط ہے جس کی مدد ایران کر رہا ہے۔ مثلاً رافضی شیعہ، نصیری اور احباش فرقے کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اپنی کتابیں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ جن میں ان فرقوں کے عقائد کی بھرپور دعوت دی جاتی ہے جبکہ سنی مسلمان ان کتابوں کا علمی رد کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور ان کی کتابیں ضبط کر لی جائیں گی، اگرچہ ان کتابوں میں رافضی عقائد کی تردید کے لئے فقط اشارہ کنایہ ہی کیا گیا ہو۔

جیسا کہ اہلِ سنت کی یہ کتاب ضبط کر لی گئی ''للہ ثم للتاریخ'' (فیصلہ اللہ کا ہے، پھر تاریخ کا)۔ اس کتاب کے ناشر کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اسی طرح جس پرنٹنگ پریس نے علامہ آلوسی کی کتاب ''صب العذاب علی من سب الاصحاب'' (صحابہ کرام کو گالیاں بکنے والوں پر اللہ کا عذاب) شائع کی انہیں شدید دھمکیاں دی گئیں کہ اگر انہوں نے یہ کتاب دوبارہ چھاپی تو ان کا مکمل پریس جلا دیا جائے گا۔

حزب اللہ کے جابرانہ تسلط کی وجہ سے لبنانی سنی مسلمان قربانی کا بکرا بنا دیئے گئے ہیں جب بھی کسی علاقے میں کوئی بم دھماکہ ہوتا ہے یا دہشت گردی کی واردات ہوتی ہے تو اس کا الزام سنی مسلمانوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ پھر ان سے تفتیش کی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات بغیر کسی ثبوت کے سنی مسلمانوں کو کئی کئی سال قید کی سزا سنا دی جاتی ہے۔ لبنان کے حالات میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ مظلوم سنی مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ آمین یارب العالمین

لبنان کے علاقے جبل کے مفتی ڈاکٹر محمد علی الجوزو نے ''فجر الاسلام'' میگزین میں اللہ تعالیٰ سے حزب اللہ کے ظلم و ستم سے شکایت کی ہے اور اللہ سے فریاد رسی کی درخواست کی ہے کہ یہ ظالم اہلِ سنت کی مساجد پر بھی قبضہ جمانا شروع ہو گئے ہیں۔ جنوب لبنان میں حزب اللہ کے غلبے کا تذکرہ کرتے ہوئے مفتی صاحب فرماتے ہیں: ''بظاہر حزب اللہ کے غنڈوں کا یہ غلبہ جنوب اور جبل کے علاقوں میں سنی مساجد پر قبضے ہی کی ایک کڑی ہے۔ وہ اس قسم کی متعدد کارروائیاں کر چکے ہیں جن میں سب سے آخری کارروائی جیہ کے علاقے میں یونس علیہ السلام کے نام پر بنی مسجد ''مسجد النبی یونس'' پر ان کا قبضہ ہے۔

الجیہ شہر میں حزب اللہ، اَمل الشیعہ تنظیم کے ساتھ تعاون کر رہی ہے اور دونوں شیخ عبدالأمیر قبلان کی معیت میں سنی اوقاف پر قبضہ جما رہے ہیں۔ شیعہ کی مجلس اعلیٰ نے الجیہ شہر میں شیعہ کا محکمہ اوقاف بنا دیا

ہے۔ پھر اس محکمے نے بلدیہ کے دفتر میں درخواست دے دی ہے کہ الجیۃ میں موجود تمام سنی اوقاف شیعہ کی ملکیت ہیں لہٰذا سنی مسلمانوں سے یہ اوقاف واگزار کرا کے شیعہ کے حوالے کئے جائیں۔ یہ اوقاف چودہ ہزار مربع میٹر رقبے پر مشتمل ہیں جو ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ اس اوقاف میں مسجد النبی یونس، ایک سرکاری مدرسہ اور ایک ہائی سکول اور قبرستان وغیرہ شامل ہیں۔

یہ مقدمہ لبنانی عدالت میں زیر سماعت ہے اور اس دوران اوقاف کی زمینوں پر ایک تنبیہی بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ اس بورڈ کی وجہ سے شیعہ اوقاف کے ارکان سنی مسلمانوں کو ان کے اوقاف اور مسجد کے سلسلے میں پریشان کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں نے مسجد کی تعمیر میں اضافہ کرنے اور اسے نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کیا تو شیعہ نے عدالت سے فیصلہ لے کر یہ تعمیر رکوا دی اور عدالت میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ سنی مسلمان مسجد کی تعمیر خراب کر رہے ہیں۔

اس طرح یہ مقدمہ ایک مذہبی مقدمہ بن گیا جس میں شیعہ نے الجیۃ میں سنی مسلمانوں کو مزید اشتعال دلانے کے لئے لاؤڈ سپیکر اُتار کر مسجد کے فرش پر رکھ دیئے اور اپنے مذہب کے مطابق اذان کہہ ڈالی جس میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں کہ "و انّ علیاً بالحق ولیُّ اللہ"

"بے شک علی سچے ولی اللہ ہیں۔"

یہ کام علاقے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد شیعہ نے مذہبی رواداری اور باہمی ادب واحترام کی ہر حد پھلانگتے ہوئے مرکز الافتاء والاوقاف پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد نہایت گھٹیا اسلوب میں اپنے حسد و کینے کا اظہار بدترین الفاظ میں کرنے لگے تا کہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد کو بھڑکایا جا سکے۔

باوجود اس کے کہ متعدد ذمہ داران نے اس فساد کو ختم کرنے اور مسئلے کو حل کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں لیکن شیعہ مجلس، حزب اللہ، اَمل الشیعہ اور عبدالامیر قبلان کی سربراہی میں شیعہ کی مجلس اعلیٰ سنی مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے میں مسلسل پیش قدمی کر رہے ہیں۔ یہ سب گروہ مل کر علاقے کی تاریخی حیثیت کو مسخ کرنے اور الجیۃ کے نوجوانوں کو فسادات میں جھونکنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ سنی اسلامی اوقاف کی انتظامیہ کے پاس زمینوں کے ہر قسم کے کاغذات اور

تاریخی دستاویزات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ الجیۃ میں اوقاف النبی یونس کے متولی سنی مسلمانوں کا محکمہ اوقاف ہے لیکن یہ مسئلہ روز بروز شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کیونکہ حزب اللہ سنی نوجوانوں کو مشتعل کرنے کے لئے مسلسل کوششیں کر رہی ہے تا کہ ان کا باہمی ٹکراؤ ہو جائے خواہ اس کا کوئی سبب ہو یا نہ ہو۔ (دیکھئے: "فجر الاسلام" میگزین میں جبل لبنان کے مفتی جناب محمد علی الجوزو کا انٹرویو)

لبنان میں اہلِ سنت کی مساجد پر قبضہ جمانے کی متعدد کارروائیاں کی گئیں ہیں اور بعض مساجد پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ الجیۃ کی مسجد کے علاوہ بعلبک میں مسجد "الظاھر بیبرس" پر قبضہ کر کے اس کا نام "مسجد راس الحسین" (حسین کا سر) رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح صور کے قریب المعشوق کے علاقے میں مسجد علی بن ابی طالب پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نام مسجد الوحدۃ الاسلامیہ" رکھا گیا ہے۔ اسی طرح صور کے قریبی علاقے میں مسجد الشبریحا کو سنی مسلمانوں سے چھین کر اس کا نام مسجد الکاظم رکھ دیا گیا ہے۔

صور کی قدیمی مسجد "مسجد الفاروق عمرؓ" کے بارے میں شیعہ اپنے اجلاسوں اور محفلوں میں کہہ رہے ہیں کہ یہ مسجد بھی شیعہ کی ہے اور سنی مسلمانوں نے خلافت عثمانیہ کے دوران اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ سارا پراپیگنڈہ اس لئے کیا جا رہا ہے تا کہ مستقبل میں اس پر بھی ہاتھ صاف کئے جا سکیں۔

اس طرح یہ بیان کرنا بھی برمحل ہو گا کہ شیعہ لبنان کے اہم شہروں پر تسلط کے نہایت خبیث اور خطرناک خفیہ منصوبوں پر عمل پیرا ہیں تا کہ ان شہروں کو سنی سے شیعہ شہروں میں تبدیل کیا جا سکے۔ جیسا کہ ایک صدی کی مسلسل کوششوں سے وہ صور شہر کو مکمل طور پر شیعہ شہر بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب ان کی نظریں دوسرے شہروں جیسے صیدا اور بیروت پر جمی ہوئی ہیں۔

ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ شامی حکومت بھی لبنانی سنی مسلمانوں کو کمزور کرنے کی سازشوں میں بھرپور حصہ لے رہی ہے۔ یہ سارا گھناؤنا کاروبار دیگر عرب حکومتوں کے سامنے نہایت ڈھٹائی سے ہو رہا ہے اور وہ اس خطرناک منصوبے پر مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس وقت شیعہ کو ہر قسم کی مالی اور اسلحہ کی امداد سے مضبوط بنایا جا رہا ہے جبکہ سنی مسلمانوں کو ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت مارا جا رہا ہے جیسا کہ فلسطین میں ہو رہا ہے وہاں سنی مسلمانوں کو مار پیٹ کے ذریعے ان کے مخصوص کیمپوں تک محدود رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس دوران تحریک المرابطین، تحریک التوحید وغیرہ کا بزور بازو خاتمہ کر دیا گیا ہے اور جماعت اسلامی کی

عسکری تنظیم کو سیاسی جماعت میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔اس کے بعد کیا ہوگا؟

یہ ہے حزب اللہ کا حقیقی چہرہ کہ وہ سنی مسلمانوں کی مساجد پر قبضہ جما رہی ہے لیکن صد افسوس! کہ بعض سنی مسلمانوں کی آنکھیں اَب بھی نہیں کُھلیں وہ حزب اللہ کی نام نہاد فتح پر شادمانی کے شامیانے بجا رہے ہیں اور اسے اسلام اور مسلمانوں کی عظیم فتح قرار دے رہے ہیں۔لیکن ان بے چاروں کو یہ بھی علم نہیں کہ حزب اللہ مسلمان ممالک میں ایرانی شیعی منصوبوں پر عمل پیرا ہے اور لبنان میں حزب اللہ کا قیام دیگر عرب ممالک میں ایران کے داخلے کا ایک دروازہ ہے۔ بھلا ایران کے علاوہ کون ہے جو حزب اللہ کے بھاری اخراجات برداشت کر رہا ہے؟

لبنانی حکومت اور دیگر اسلامی حکومتوں کے بارے میں حزب اللہ کا مؤقف کیا ہے؟

محمد نعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'' کے صفحہ 72 پر لکھا ہے: ''مالک بن اعین جھینی، امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے امام القائم (مہدی منتظر علیہ السلام) سے پہلے بلند ہونے والے ہر جھنڈے کا مالک طاغوت ہے۔''

جبکہ ''بحار الأنوار'' نامی کتاب میں ایک اور روایت ہے۔امام الصادق علیہ السلام کہتے ہیں: ''اے مفضل! امام القائم علیہ السلام سے پہلے کی جانے والی ہر بیعت کفر و نفاق اور دھوکے پر مبنی بیعت ہے۔بیعت کرنے والے شخص اور بیعت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔'' (دیکھئے: مجلسی کی کتاب ''بحار الأنوار'' 8/53)

اس لئے حزب اللہ سوائے شیعہ اثنا عشری حکومت کے کسی بھی حکومت کو تسلیم نہیں کرتی اور نہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری سمجھتی ہے اور اگر بظاہر ان کی تابعداری کرنی پڑے تو وہ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے منافقانہ دھوکہ دہی سے کام لے گی۔

شیعہ کی کتاب ''وسائل الشیعہ'' میں ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو خط لکھا: ''اہلِ باطل کے ساتھ ظاہری طور پر خوشگوار تعلقات قائم رکھو، ان کے ظلم و ستم برداشت کرو، خبردار انہیں گالی گلوچ مت کرنا۔اپنے باہمی تعلقات میں اپنے دین پر عمل کرو جب تم ان کے ساتھ مجلس قائم کرو، ان کے ساتھ خوشی و غم کی تقریبات میں شرکت کرو اور جب باہمی گفتگو میں نوک جھوک ہو تو تم تقیہ پر عمل کرو جس کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اسے اہل باطل کے ساتھ تعلقات میں استعمال کرو کیونکہ تمہارے لئے ان کی مجالس میں جانا اور ان کے ساتھ تعلقات رکھنا اور گفتگو کرنا ضروری ہے۔'' (دیکھئے: وسائل الشیعہ، 11/470-471)

الحر العاملی نے ایک خصوصی باب ذکر کیا ہے جس کا عنوان ہے: ''عوام کے ساتھ تعلقات میں تقیہ کرنا واجب ہے۔'' ابو بصیر، ابو جعفر سے بیان کرتا ہے کہ ''عوام سے ظاہری اچھے تعلقات قائم رکھو اور اندر سے ان کی مخالفت کرو جبکہ بچوں جیسی حکومتیں قائم ہوں۔'' (دیکھئے: وسائل الشیعہ، 11/470-471) اسی کتاب میں لکھا ہے: (11/471) باب: سلطان کی اطاعت تقیہ کرتے ہوئے واجب ہے پھر اس نے متعدد شیعی روایات ذکر کی ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ سلاطین کے ساتھ تقیہ کرتے ہوئے معاملات نبھانا واجب ہے اور اپنے معاملات میں باطنی حالات کے برخلاف عمل کرنا ضروری ہے۔

اسی لئے شیعہ کا مشہور عالم محمد حسین فضل اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: ''ماضی میں اسلامی حکومتیں صحیح اسلامی قواعد کے مطابق حکومت نہیں کرتی رہیں، لہٰذا ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ صحیح اسلامی، عادل، آزاد حکومتیں نہیں تھیں جیسے کہ حکومت عثمانی ہے۔'' (دیکھئے: احمد خضر کے مجلۃ المجتمع کے شمارہ نمبر 953، صفحہ نمبر 45 پر سلسلہ وار مضمون: اسلام اور امریکی کانگریس'') گزشتہ صفحات میں حزب اللہ کی ذیلی تنظیموں کے تعارف میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ حزب اللہ کے نزدیک تمام اسلامی حکومتیں طاغوتی ہیں ان کا تختہ الٹنا واجب ہے تا کہ ان ممالک میں ایرانی صفوی شیعی نظام کے ماتحت شیعی نظام حکومت قائم کیا جا سکے۔

اہلِ سنت کی کثیر تعداد حزب اللہ کے فریب میں کیسے پھنس گئی اور اس کے جھوٹے دعوؤں کی تصدیق کیونکر کی؟

میرے خیال میں اہلِ سنت کے حزب اللہ کے پُرفریب جال میں پھنسنے کی کئی وجوہات اور اسباب ہیں، جن میں اہم ترین درجِ ذیل ہیں:

1- لاعلمی: اہل سنت کی اکثریت رافضی شیعہ کے عقائد سے ناواقف ہے، رافضی اپنے آئمہ کی شان میں غلو کرتے ہیں، قرآنِ مجید میں تحریف کے قائل ہیں۔صحابہ کرام، اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کو کافر قرار

دیتے ہیں۔ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے سوا تمام مسلمان فرقوں کو کافر کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف شیعہ امامیہ نجات یافتہ فرقہ ہے باقی سب جہنمی ہیں۔ (اس بارے میں تفصیلات جاننے کے لئے عبداللہ الموصلی، کی کتاب "حتی لا نخدع" (تا کہ ہم شیعہ سے دھوکہ نہ کھائیں) کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے، یہ کتاب اپنے موضوع پر بہترین معلومات کا ذخیرہ ہے)

2- تقیہ: حزب اللہ نے تقیہ پر بڑی مہارت کے ساتھ عمل کیا ہے۔ انہوں نے تقیے کو بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے حتیٰ کہ مسلمان ان کے پُرفریب نعروں میں پھنس گئے۔ شیعہ کے نزدیک تقیہ کی تعریف یہ ہے، شیعہ کا علامہ المفید بیان کرتا ہے: ''تقیہ یہ ہے کہ حق کو چھپا کر، اپنے عقیدے کا اظہار کئے بغیر، مخالفین کی دشمنی کو پردۂ راز میں چھپا کر معاملات کرنا، انہیں علانیہ حق نہ بتانا تا کہ دین و دنیا کے نقصانات سے بچا جا سکے۔''

شیعہ کا ایک اور عالم جو شہید اول کے نام سے معروف ہے وہ تقیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے: ''لوگوں کے ساتھ بظاہر رواداری کا سلوک کرنا اور جن امور کو وہ ناپسند کرتے ہیں انہیں ترک کر دینا تا کہ لوگوں کے فتنے سے بچا جا سکے۔'' (دیکھئے: مہدی عطار کی کتاب: "التقیہ منہج اسلامی واع" کا صفحہ 16) تقیہ سب سے بڑا ہتھیار ہے جو حزب اللہ نے سنی مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا ہے۔ اس سے بہت سارے سنی مسلمان حسن نصر اللہ کے پُرفریب گمراہ کن نعروں کو تسلیم کر لیتے ہیں جو وہ ٹیلی وژن پر آ کر لگاتا ہے کہ ہم مسجد اقصیٰ کو آزاد کرا کے دم لیں گے۔ اس طرح وہ اپنی ہر تقریر میں فلسطین اور یہودیوں کا تذکرہ ضرور کرتا ہے جس سے سادہ لوح سنی مسلمانوں کو اس کی باتوں کا یقین ہونے لگتا ہے۔

3- **ذرائع ابلاغ کا کردار:** ذرائع ابلاغ نے حزب اللہ کو بڑی ہیرو جماعت بنا کر پیش کیا ہے۔ اِس سلسلے میں حزب اللہ اپنے سیٹلائٹ چینل ''المنار'' کا بھرپور استعمال کرتی ہے۔ یہ چینل دن رات حزب اللہ اور اس کے لیڈر کی تصویر کشی میں مصروف رہتا ہے۔ حتیٰ کہ عوام میں حزب اللہ مجاہدین اسلام کی جماعت سمجھی جانے لگی ہے۔ ایک ایسی جماعت جس کا مقصد مقبوضہ علاقوں کی آزادی اور یہودیوں سے مسلمان علاقوں کی واپسی ہے۔ اس طرح حزب اللہ اپنا اصلی مکروہ چہرہ چھپانے میں کامیاب ہو گئی ہے جو کہ لبنان اور عالمِ اسلام میں ایرانی خمینی انقلاب کو برپا کرنے کی خفیہ سازشیں کر رہی ہے۔

کیا شیعہ نے کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کا فریضہ ادا کیا ہے؟

رافضی شیعہ ہمیشہ سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا ہتھیار اور ان کی ملی وحدت میں زہر آلود خنجر کی حیثیت ہی رکھتے ہیں اور آج تک ان کا کردار ایک جیسا ہی ہے۔ عیسائی ہمیشہ سے اسلامی حکومتوں کو ختم کرنے کے لئے انہیں استعمال کرتے آ رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ ہم تمام شیعہ رافضیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک شیعہ لیڈر کا نام بتا دیں جس نے کوئی ملک یا علاقہ فتح کر کے اسلامی مملکت میں شامل کیا ہو؟

امت اسلامیہ کے خلاف شیعہ کی بدترین خیانتیں

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ رافضی شیعہ کی دینی ولاء اور محبت ''قم'' کے مذہبی لیڈروں کے ساتھ ہے اور ان کی سیاسی وابستگی صرف اور صرف حکومت تہران کے ساتھ ہے۔ جس شخص نے ان زہریلے کیڑوں کے اقوال پڑھے سنے ہوں وہ یہ تلخ حقیقت پا لیتا ہے۔ (اس بات کی اہم ترین توثیق مصری صدر نے عربی چینل کو 2006/4/8 کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں کی۔ مصری صدر کہتے ہیں کہ شیعہ کی ولاء اور دوستی ایران کے ساتھ ہے۔ اسی طرح اردن کے بادشاہ عبداللہ نے بھی شیعی ہلال احمر کے قیام سے ڈرایا ہے۔ انہوں نے شیعی ہلال احمر کے قیام پر خبردار کیا جو اپنی کارروائیاں عراق میں کر رہا ہے اور لبنان میں حزب اللہ کی شکل میں عمل پیرا ہے۔ سعودی عرب کے وزیر خارجہ جناب سعود فیصل نے بھی عراقی معاملات میں ایرانی دخل اندازی پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے) جبکہ یہودیوں کے وزیر اعظم شیرون نے ایک مذاکرے کے دوران واضح اعلان کیا کہ مجھے آج دور دور تک اسرائیل کا دشمن کوئی شیعہ دکھائی نہیں دیتا۔''
(دیکھئے: مذاکرات شیرون، صفحہ 583)

شیرون کے اس اعلان میں ہمیں اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ اسرائیل حزب اللہ کے خلاف سخت ترین فوجی ایکشن کیوں نہیں لیتا جیسا کہ وہ مجاہد تنظیم حماس کے لیڈروں کے خلاف پوری دنیا میں سخت گیر رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ اسرائیل کی حماس کے خلاف درندگی کی مشہور ترین مثالیں شیخ احمد یاسین، ڈاکٹر عبدالعزیز الرنتیسی، یحییٰ عیاش کے خلاف مجرمانہ حملے ہیں جس میں یہ قائدین جام شہادت نوش فرما گئے۔ اِسی طرح اسرائیل نے ڈاکٹر خالد مشعل کو بھی قتل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی

رضا اور خوشنودی کے مطابق اعمال کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

میں اس موضوع کو تفصیل سے بیان نہیں کروں گا بلکہ شیعہ کی بدترین خیانتوں کی طرف اشارہ کروں گا اور جو حضرات تفصیل کے خواہش مند ہوں ان کے لئے تفصیلات کے مصادر اور مراجع ذکر کردوں گا۔

لیجئے شیعہ کی بدترین، تاریخی، اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف خیانتوں کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

1- شیعہ نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف خیانت کی تو انہوں نے ان کی شدید مذمت کی اور ان کے افعال و کردار سے براءت کا اعلان کر دیا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شیعہ کی مذمت میں خطبہ دیکھیں: "نہج البلاغة" ت: محمد عبدہ، صفحہ 148، خطبہ نمبر: 69)

2- حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خیانت ڈھکی چھپی نہیں، ایک شیعہ نے ان کی ران میں زہر آلود خنجر مارا (جس سے وہ بعد میں فوت ہو گئے) اور شیعہ نے حضرت حسن کو "مذل المومنین" (مومنوں کو رسوا کرنے والا) کا لقب دیا۔ (کیونکہ انہوں نے اپنے نانا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروادی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تھی۔ جو شیعہ کو کسی صورت گوارا نہ تھی۔) (دیکھئے: مجلسی کی کتاب "بحار الأنوار" 24/44۔ اور امام طبری کی کتاب "دلائل الامامة" صفحہ 64)

3- حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ان کی خیانت عالمی شہرت یافتہ ہے۔ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بے شمار خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی، جب آپ رضی اللہ عنہ ان کی دعوت پر کوفہ پہنچ گئے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی لیکن پھر انہی کے خلاف ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ (دیکھئے: شیعہ مؤلف کی کتاب "اعیان الشیعہ" 32/1، مؤلفہ: محسن امین) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بدعہدی اور خیانت معلوم ہونے پر انہیں بد دعا دی تھی۔ (دیکھئے: مفید کی کتاب "الارشاد" 110/2-111)

4- ہارون رشید کے عہدِ حکومت میں شیعہ وزیر علی بن یقطین نے بددیانتی کرتے ہوئے پانچ سو سنی مسلمانوں کو قید خانے کی چھت گرا کر قتل کر دیا۔ (دیکھئے: نعمت اللہ جزائری کی کتاب "الانوار النعمانیة")

5- فاطمیوں کا عہدِ حکومت اہلِ سنت کے مذہب کو مٹانے اور شیعہ مذہب کی نشر و اشاعت کے لئے

خیانتوں اور بددیانتیوں سے بھرا پڑا ہے۔ (تفصیل کے لئے عماد حسین کی کتاب "خیانات الشیعة وأثرها في هزائم الأمة الاسلامية" صفحہ 47 دیکھیں)

6- قرامطہ نے حجاج کرام کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹ لئے اس طرح وہ حاجیوں کے خون اور مال کو اپنے لئے حلال سمجھ کر لوٹتے رہے۔ (تفصیل کے لئے مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ 63 ملاحظہ کریں)

7- بوھری فرقے کی خیانتیں اور سنی مسلمانوں پر ان کا ظالمانہ تسلط۔ (حوالہ سابق کا صفحہ 73 دیکھیں)

8- رافضی وزیر مؤید الدین أبی طالب محمد بن أحمد علقمی نے سخت بددیانتی کرتے ہوئے تاتاریوں کو عباسی حکومت کے دارالحکومت بغداد میں داخل ہونے پر مدد دی اور مسلمانوں کے قتل و غارت میں شریک ہوا۔ (تفصیل کے لئے عماد حسین کی کتاب "خیانات الشیعة وأثرها في هزائم الأمة الإسلامية" کا صفحہ 81 دیکھیں۔ نیز شیخ سلمان عودہ کی کتاب "دور الشيعة في سقوط بغداد على أيدي التتار" ملاحظہ کریں)

9- جب تاتاری دمشق میں داخل ہو گئے تو رافضی شیعہ نے ان کی اطاعت قبول کر کے ان کی حکومت میں خدمات انجام دیں۔ (تفصیل کے لئے شیخ عماد حسین کی مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ 92 دیکھیں)

10- ہلاکو جب حلب میں فوجیں لے کر داخل ہوا اور اس نے بے شمار مسلمان شہید کر دیے تو اس دوران شیعہ رافضہ نے ہلاکو کی فرمانبرداری اختیار کر لی اور اس کے خلاف جنگ سے دستبردار ہو گئے۔ (حوالہ سابق کا صفحہ 97 دیکھیں)

11- نصیر الدین الطوسی رافضی نے سنی مسلمانوں کے قتل و غارت میں بھرپور گھناؤنا کردار ادا کیا۔ (حوالہ سابق کا صفحہ 101 ملاحظہ فرمائیں) مسلمانوں کے اموال قبضے میں لے لئے اور ان کی فکری اور نظریاتی میراث کو ختم کر کے رکھ دیا۔

12- شیعہ کی خیانتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے امت اسلامیہ کے عظیم مجاہد اور ہیرو صلاح الدین ایوبی کو قتل کرنے کی کوششیں کیں۔ (اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو کفار سے آزاد کرانے کا شرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا اور پھر دوبارہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس نے بیت المقدس کو یہودیوں سے آزاد کرایا۔ لیکن یہ دونوں عظیم ہستیاں شیعہ امامیہ کے نزدیک کافر ہیں۔ تفصیل کے لئے عماد حسین کی کتاب کا صفحہ 109 دیکھیں)

13- شیعہ نے سنی مسلمانوں کی سلاجقہ حکومت کو ختم کرنے کے لئے عیسائیوں سے مکمل تعاون کیا اور ان

کے خفیہ ایجنٹ کا کردار ادا کیا۔ (مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ 117 دیکھیں)

14- شیعہ اثنا عشریہ امامیہ کی تنظیم ''اَمل الشیعہ'' لبنان میں عیسائیوں کے ساتھ مل کر سنی مسلمانوں کے خلاف بدکرداری میں ملوث ہے۔ (حوالہ سابق کا صفحہ 145 دیکھیں)

15- صفوی شیعی حکومت نے عثمانی حکومت کی یورپ میں فتوحات کا بائیکاٹ کیا اور عثمانی حکومت کے خلاف عیسائیوں کے ساتھ مل کر سازشوں کے کئی جال بنے۔ (دیکھئے کتاب: "الصفويون والدولة العثمانية" مؤلفہ: علوی بن حسن عطرجی)

16- شیعہ امامیہ خلیجی ممالک میں بے شمار خیانتوں کی مرتکب ہے جیسا کہ وہ عراق میں عیسائیوں کے ساتھ اتحاد کر کے سنی مسلمانوں کے خلاف مجرمانہ کارروائیاں کر رہے ہیں اور اس میں ان کے علماء جیسے سیستانی اور الحکیم ہیں، ان کی مکمل حمایت انہیں حاصل ہے۔ (دیکھئے: عماد حسین کی کتاب، خیانات الشیعہ...... صفحہ 167)

امریکی سفیر اور عراق میں امریکی حاکم پال بریمر کی کتاب ''عراق میں فیصلہ کن سال'' میں شیعہ کے گھناؤنے کردار کے متعلق بعض نہایت خطرناک اعترافات شامل ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ کس طرح عراقی تباہی اور شکست میں شیعہ امامیہ نے عیسائیوں کا بھرپور ساتھ دیا۔ (حوالہ سابق صفحہ 75)

پال بریمر لکھتا ہے: ''ابھی تک بہت سارے شیعہ امریکیوں پر سخت غضبناک ہیں کہ وہ عراق میں قتل و غارت بند نہیں کر رہا لیکن اس کے باوجود شیعہ قائدین مثلاً آیۃ اللہ العظمیٰ السیستانی وغیرہ نے اپنے پیروکاروں کو عیسائی اتحاد کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ تعاون عراق کو آزاد کرانے کی ابتدا سے ابھی تک جاری ہے اور ہم بھی ان کے تعاون کو کھونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔''

اسی طرح عراق میں اسلامی انقلاب کی مجلس اعلیٰ کے لیڈر عبدالعزیز الحکیم کے بارے میں لکھتا ہے:

''مجھے عبدالعزیز الحکیم نے کہا جبکہ وہ اپنی رنگین عینک سے مجھے دیکھ رہا تھا: جناب سفیر محترم! آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب اس نئے لشکر کی قیادت فوجی افسر کریں گے۔ تو وہ افسر کون ہوں گے؟

میں نے اس کا عربی لقب لے کر کہا: جناب میرا وعدہ ہے کہ پہلے لشکر کا قائد شیعہ ہوگا...... یقیناً امریکی اتحادی فوجوں کے سربراہ نے یہ وعدہ پورا کر دیا۔ (دیکھئے کتاب کا صفحہ 80)

پال بریمر مزید لکھتا ہے کہ السیستانی امریکی افواج کا بڑا قریبی ساتھی ہے لیکن وہ نہیں چاہتا کہ وہ

اعلانیہ امریکی فوج کے ساتھ مل کر کام کرے۔ اس لئے امریکی لیڈر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس کی امریکی خدمات پر خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ (دیکھئے امریکی سفیر کی کتاب کا صفحہ 213)

عراق پر قبضہ کے فوری بعد آیۃ اللہ العظمیٰ نے شیعہ کے مخصوص ٹی وی چینل پر اعلان کیا کہ وہ امریکی اتحاد کے ساتھ ہرگز تعاون نہیں کرے گا اور اس کے ساتھ کارروائیوں میں شریک نہیں ہوگا۔ لیکن میں نے اس پر دباؤ نہیں ڈالا کیونکہ میں اس کے ساتھ خصوصی انفرادی میٹنگ کرنا چاہتا تھا۔ لہذا اس میٹنگ میں تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے۔ السیستانی یقیناً عالم اسلام اور عالم عرب کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اعلانیہ طور پر امریکی غاصب فوجوں کے ساتھ تعاون کر سکے۔ 1920ء کی کچھ تلخ یادیں بھی موجود ہیں حالانکہ وہ ان میں شریک ہی نہیں تھا۔ اس لئے اسے دو جانب کا خیال رکھ کر چلنا پڑتا ہے۔ اسے مقتدیٰ الصدر جیسے جذباتی احمق سے بھی بچنا ہے اور ہمارے ساتھ تعاون بھی کرنا ہے۔ لیکن بہر حال السیستانی ہمارے ساتھ کام جاری رکھے گا اور ہم اہداف باہم تقسیم کر کے حاصل کریں گے۔!!

رافضہ کے نفاق اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی دشمنی اور دھوکہ دہی کو مزید سمجھنے کے لئے پال بریمر کا یہ بیان پڑھیں: ''وہ کہتا ہے: جس دوران عربی اور مغربی ذرائع ابلاغ السیستانی کے امریکی اتحاد کے ساتھ اختلاف اور علیحدگی کی خبریں نشر کر رہے تھے۔ عین اس وقت میں اور السیستانی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے شہری معاملات کے انتظام و انصرام میں مصروف تھے۔ عراق میں امریکی اتحادی فوجوں کے ساتھ السیستانی کا یہ تعاون پورا عرصہ جاری رہا۔

موسم گرما کی ابتدا میں تمام شکوک و شبہات ختم ہو گئے جب السیستانی نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں نے امریکی اتحاد کے ساتھ کسی دشمنی کی بنا پر اپنے موقف کا اعلان نہیں کیا بلکہ آیت اللہ کا خیال ہے کہ اتحادی فوجوں کے ساتھ سرعام تعاون و اتحاد کی بجائے خفیہ دوستانہ تعلقات زیادہ مفید ہیں اور ہماری مشترکہ کوششوں کے لئے نفع بخش ہیں۔ اگر اعلانیہ اتحاد کیا گیا تو مسلمانوں کے بہت سارے لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے اور ہمارا اعتماد ختم ہو جائے گا۔ لہذا ہم اسی طریقے سے آپ سے تعاون کریں گے جیسے بے شمار شیعہ اور کمیونسٹ سنی کر رہے ہیں۔ یا جیسا کہ شیعہ کے علماء آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی خیانت ہو سکتی ہے؟ شیعہ کا عالمی لیڈر امریکی

اتحاد کے ساتھ اختلاف اور عداوت کا اعلان کرتا ہے جبکہ اندر خانے ان کے ساتھ مکمل تعاون کرتا ہے۔ امریکی فوجوں کے ساتھ عراق پر قبضہ جمانے کی بھرپور کوششیں کرتا ہے تاکہ بعد میں اپنا حصہ وصول کر سکے۔ شیعہ کا یہ خطرناک کردار کوئی تعجب خیز چیز نہیں ہے۔ ان کے آباؤ اجداد بھی اسی طرح کے گھناؤنے کردار ادا کرتے رہے ہیں جیسا کہ ابن علقمی نے کیا تھا یا جیسا کہ موجودہ دور میں ان کے لیڈر عبدالمجید خوئی، محمد الباقر الحکیم، اور علی السیستانی عراق میں کر رہے ہیں۔ یہ بدکردار شیعہ مسلمان ممالک پر کفار کے قبضہ کے لئے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ واللہ المستعان!!

افغانستان اور عراقی حکومتوں کے خاتمے میں ایران کا کردار اور امریکہ کے ساتھ اس کے خفیہ تعلقات؟

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حالیہ جنگوں میں ایران نے پس پردہ رہتے ہوئے نہایت اہم اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ خصوصاً افغانستان اور عراق کی حالیہ جنگوں کے دوران اور جنگوں سے پہلے اور جنگ کے خاتمے پر اس کا کردار بہت اہم رہا ہے۔ بلکہ یہ امریکہ کے صف اول کے اتحادی تھے جنہوں نے افغانستان اور عراق کی تباہی کے منصوبے بنائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کی ان تھک کوششوں کا مقصد صرف ان دو حکومتوں کا خاتمہ تھا تاکہ ان علاقوں میں اپنی نسلی شیعی متعصب جماعت کو فروغ دے سکیں اور ان کے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ اس بات کا اعتراف خود امریکیوں کو بھی ہے کہ اگر ایران کی شمولیت نہ ہوتی تو طالبان حکومت کا اس تیزی سے خاتمہ ممکن نہیں تھا ان کے اس تعاون کو اس خوبصورت جملے میں سمو دیا گیا ہے۔

"لَوْلَاکَ یَا اَخَا الْفُرسِ مَا سَقَطَتْ کَابِلٌ وَلَا بَغْدَادُ."

"اے ایرانی بھائی اگر تم نہ ہوتے تو کابل اور بغداد کبھی فتح نہ ہوتے۔"

ایران کی انہی رضا کارانہ خدمات کے صلے میں جو اس نے امریکی افواج کے لئے عراق میں سرانجام دیں تھیں، ایران کو عراقی پارلیمینٹ میں بھرپور شیعہ نمائندگی کی صورت میں اس کا صلہ دے دیا گیا۔ امریکی قابض فوج نے جیسے ہی شیعہ افراد کی اکثریت پر مشتمل نئی عراقی حکومت کا اعلان کیا تو ایران نے سب

سے پہلے اس نام نہاد حکومت کو تسلیم کر لیا حالانکہ یہ حکومت اپنے قانونی جواز سے بھی محروم ہے۔

اس کے فوراً بعد تحریک مجاہدین خلق کے جنگجو میدانِ جنگ سے الگ ہو گئے اور انہوں نے جنگ سے مکمل کنارہ کشی کر لی۔ اس طرح امریکہ بھی ایران کے ساتھ بڑا نرم رویہ اپنائے ہوئے ہے اگرچہ ایٹمی ہتھیاروں کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اب ایک بار پھر خفیہ میٹنگوں میں ایران اور امریکی اتحاد کے لئے مسودات تیار کئے جا رہے ہیں۔

یہ کہنا کہ ایران نے عراق پر امریکی حملے کے وقت مکمل کنارہ کشی کی ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ تمام اشارے اس بات کی دلیل ہیں کہ ایران امریکی حملے پر بے حد خوش تھا کیونکہ عراقی حکومت کے خاتمے سے ان کے نسلی تعصب اور گروہی عنصر پر مبنی تمام مقاصد حل ہو رہے تھے۔ حالانکہ عراقی حکومت کے خاتمے سے امریکی افواج جنہیں ایرانی حکمران "شیطان اکبر" کہتے نہیں تھکتے، وہ مستقبل میں ایرانی سرحدوں پر منڈلاتی نظر آئیں گی۔

کیا حزب اللہ نے مسلمانوں میں رافضی شیعی عقائد کی نشر واشاعت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے؟

لبنانی حزب اللہ نے اپنے سیٹلائٹ چینل "المنار" کے ذریعے سے عالم اسلام کے سنی مسلمانوں میں شیعہ امامیہ کے باطل عقائد کی خوب نشر واشاعت کی ہے۔ یہ چینل شیعی مذہب پھیلانے کا منبر ہے جسے وہ تقیے کے استعمال سے خوب استعمال کر رہے ہیں۔ لہذا وہ ایسی کوئی بات نشر نہیں کرتے جس سے سنی مسلمانوں کے جذبات واحساسات کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ بلکہ ہمیشہ اسلامی اتحاد اور اسرائیلی قابضین کے ساتھ جہاد کی باتیں ہی نشر کریں گے۔

حزب اللہ کا لیڈر حسن نصر اللہ ہمیشہ سنی شیعہ اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے سے مکمل احتراز کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے خود کو ایسے ہیرو کی صورت میں پیش کیا ہے جس کا مقصد لبنان کی آزادی اور یہودیوں کے قبضے سے مسجد اقصیٰ کو آزاد کرانا ہے۔ اس کے اس بہروپ سے بے شمار سنی مسلمان اس کے فریب کا شکار ہو گئے اور وہ سمجھنے لگے کہ حزب اللہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو مسلمانوں کو اسرائیلی جبر وستم سے نجات دلائے گی!!

اس طرح حزب اللہ نے اسرائیل کے خلاف چند دکھائے کی کارروائیوں اور چند میزائل حملوں کے ذریعے سے اپنے عقائد کی نشر واشاعت کی ہے۔ ان میزائل حملوں کی آڑ لے کر حسن نصر اللہ، خمینی کے لئے رحمت کی دعائیں کرتا ہے (اور سادہ لوح لاعلم سنی مسلمان بھی اس کے لئے دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں) حالانکہ خمینی ہی وہ شخص ہے جس نے ایران میں بے شمار سنی مسلمان قتل کیے ہیں۔

حسن نصر اللہ ان حملوں سے ملنے والی حمایت کے ساتھ ہی خمینی کے فضائل ومناقب بیان کرتا ہے اور اس کے متعین کردہ طریقے پر چلنے کی دعوت دیتا ہے، حسن نصر اللہ نے خمینی کی وفات کے بعد ایرانی انقلابی لیڈر خامنہ ای کی بیعت کر لی تھی۔ حتیٰ کہ بہت سارے سنی مسلمانوں کو وہم ہو گیا کہ خمینی اور خامنہ ای دو ایسے راہنما ہیں جو دین اسلام اور مسلمانوں کے عظیم مددگار ہیں اور ان کی خاطر کفار سے معرکہ آراء ہیں۔ اسی لئے آپ حزب اللہ کے ہر جلسے، جلوس اور ہر ہر ٹھکانے پر خمینی اور خامنہ ای کی تصاویر دیکھیں گے۔

حزب اللہ نے ان لیڈروں کی کتب کی شاندار طباعت کروا کر دنیا بھر کے مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں تاکہ اپنے باطل عقائد ونظریات کو پھیلا سکیں۔

اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ مغربی ممالک میں موجود عرب مہاجرین بھی ان کے باطل پراپیگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں۔ وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ حزب اللہ ہی مسلمانوں کے دفاع کا فریضہ ادا کر رہی ہے اور ظالم کفار کے سامنے صف آراء ہے۔

بلکہ کچھ عرب مہاجرین نے رافضی شیعہ کے باطنی عقائد سے جہالت کی بناء پر رافضی ہونے کا اعلان تک کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس گمراہی اور جہالت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

کیا لبنان اپنی ہی سرزمین پر حزب اللہ کا اسیر بن کر ایران اسرائیل جنگ میں جلتا رہے گا۔۔۔؟

وضاح شرارہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''جس طرح لبنان خمینی تحریکوں کے لئے بہترین سازگار میدان عمل تھا اور لبنان کے نصیب میں صرف جل جل کر راکھ بننا تھا، اسی طرح آج حزب اللہ

بھی چاہتی ہے کہ وہ اپنے اہداف کے حصول کے لئے کوششیں جاری رکھے اگرچہ لبنان راکھ کا ڈھیر بن جائے۔''

لیجئے حزب اللہ کے سابق ترجمان ابراہیم السید کی زبانی سنئے ''ہمارے نزدیک لبنان کی حیثیت یہ ہے کہ یہ اسرائیل کے ساتھ ہماری جنگ کا میدان بنا رہے اور اسلامی مصلحت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ لبنان کی حیثیت یہی رہے۔'' (وضاح شرارہ کی کتاب ''دولۃ حزب اللہ'' کا صفحہ 336 دیکھیں) جب دو اسرائیلی فوجی اغوا ہوئے تو حزب اللہ نے اس ڈرامے کا خود ہی اعتراف کر لیا کہ اس نے یہ دو فوجی اغواء کیے ہیں۔ لہذا حسن نصر اللہ ''المنار'' چینل پر 14 جولائی 2006ء بروز جمعۃ المبارک نمودار ہوا اور اس نے درج ذیل بڑھکیں ماریں:

''آج سے اگر تم کھلی جنگ چاہتے ہو تو کھلی جنگ ہی ہو گی۔ اگر تم اور تمہاری حکومت کھیل کے قواعد تبدیل کرنا چاہتی ہے تو اب تبدیل کر کے دیکھ لو۔ تمہیں آج معلوم ہی نہیں کہ تمہارا سامنا کس فوج سے ہے۔ تم محمد ﷺ، علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، اہل بیت اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے بیٹوں سے جنگ لڑنے آئے ہو۔ تمہارا مقابلہ ایسی قوم سے ہے جو ایسا مضبوط ایمان رکھتی ہے کہ اس جیسا حیا وایمان کرہ ارض پر موجود کسی قوم کو نصیب نہیں۔ تم نے ایک ایسی قوم سے کھلی جنگ لڑنے کا پروگرام بنایا ہے جسے اپنی جنگی تاریخ اور تہذیب وتمدن پر فخر ہے اور ان کے پاس ہر قسم کے وسائل، طاقت، جنگی مہارت، عقل ودانش، علم وبردباری، عزم وثبات اور شجاعت وبہادری وافر موجود ہے۔ آنے والے دن ہمارے اور تمہارے درمیان معرکے کے دن ہوں گے۔ ان شاء اللہ حسن نصر اللہ نے اپنی ان بڑھکوں کو ان الفاظ پر ختم کیا: ''رہے عرب حکمران تو میں تم سے تمہاری تاریخ پوچھنا نہیں چاہتا۔ بس مختصراً کہتا ہوں۔ ہم جانباز ہیں جی ہاں، ہم حزب اللہ کے جانباز ہیں۔ ہم 1982ء سے جانبازی کے مظاہرے کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے ملک کو فتح، آزادی، شرف ومنزلت سے ہمکنار کیا ہے اور اپنی قوم کو سر اٹھا کر چلنا سکھایا ہے۔ یہ ہے ہماری تاریخ یہی ہمارا تجربہ ہے اور یہی ہماری جانبازی وسرفروشی ہے۔''

لیکن جب لبنان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور حزب اللہ کے ایک ڈرامے کی وجہ سے بے شمار جانیں ضائع ہو گئیں۔ حزب اللہ کے اس ڈرامے ہی نے یہودیوں کو لبنان کی تباہی وبربادی کا جواز مہیا کیا تھا۔ پھر جب لبنان اربوں ڈالر کا مقروض ہو گیا تو حسن نصر اللہ نے لبنان کے New T.V پر اتوار کے روز 1427/8/3ھ بمطابق 2006/8/27ء کو اعلان کیا: ''اگر اسے معلوم ہوتا کہ اسرائیل کے دو فوجیوں کے اغواء سے لبنان میں اس قدر ہولناک تباہی آئے گی تو وہ کبھی بھی انہیں اغواء کرنے کا حکم نہ دیتا۔''

حسن نصر اللہ نے وضاحت کی کہ اگر حزب اللہ کی قیادت کو ایک فیصد بھی یقین ہوتا کہ ان کے اس اقدام سے لبنان پر ایسی دردناک تباہی اتر آئے گی تو وہ بالکل ایسی کارروائی نہ کرتے کیونکہ: ''جنگی تاریخ میں ایسا ہولناک حملہ کبھی نہیں ہوا۔''

مزید تاکید کرتے ہوئے کہا کہ: ''حزب اللہ آئندہ کبھی اسرائیل پر حملہ نہیں کرے گی۔'' حزب اللہ کے اس گھٹیا ڈرامے کا ڈراپ سین یہ ہوا کہ لبنانی بے گناہ لوگ پہلے سے بھی زیادہ مارے گئے اور اسرائیل کی قید میں چلے گئے جبکہ اسرائیل جنوب لبنان کے علاقے پر قابض ہو گیا اور اس نے لبنان کا زمینی اور فضائی محاصرہ کر لیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا لبنانی عوام حزب اللہ کے لیڈر پر مقدمہ کرنے کا مطالبہ کریں گے کیونکہ وہ لبنانیوں پر بے شمار مصائب کا باعث بنا ہے۔؟

کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ لبنانی حکومت نے اس جنگ میں کیا کردار ادا کیا؟ لبنانی حکومت پر شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے:

و یقضی الامر حین تغیب تیم

ولا یستأمرون وھم شھود

(جب تیم چلا جاتا ہے تو یہ اپنے کام کا فیصلہ کرتا ہے اور یہ موجود ہوتے ہوئے بھی مشورہ نہیں کرتے۔)

یہ لبنان میں خطرناک ترین فیصلہ تھا اور وہ ایک اور ملک پر حملہ کرنے کا فیصلہ تھا مگر یہ سارا پروگرام حکومت کے علم میں لائے بغیر ہی مکمل ہو گیا۔ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ اس سلسلے میں حکومت وقت کی رائے تک نہیں لی گئی۔ پھر جنگ بندی بھی حکومت کے مشورے کے بغیر ہی کر دی گئی۔

یہ کیسی حکومت ہے؟ یہ کیسے عجیب ولاچار حکمران ہیں؟ اور کتنے بے بس عوام؟ یہ سارا خونی کھیل کس قانون اور آئین کے تحت کھیلا گیا؟

اس دوران میں لبنانی حکومت کا کردار کیا تھا؟ حکومت کا فرض تھا کہ وہ ملک وقوم کے حقوق کا دفاع کرتی، قوم کو بے دریغ قتل کیا گیا، ان کی پراپرٹی تباہ کر دی گئی اور لبنان کی اقتصادیات اور انتظامی ڈھانچے کو تباہ کرنے کے لئے زبردست تباہی مچائی گئی۔ (لیکن حکومت خاموش تماشائی بنی رہی)۔ کیا اس تباہی اور بربادی

کا سبب بننے والے شخص یا اس کی جماعت کا محاسبہ کیا جائے گا؟ حالانکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے حکومتی محاسبے کی بجائے حزب اللہ کسی وقت بھی کسی ادنیٰ الزام پر حکومت یا جنوب میں بسنے والے سنی مسلمانوں یا فلسطینی کیمپوں کے مجبور وبے کس افراد کا زبردست محاسبہ کر سکتی ہے۔

یہاں پر ایک سوال خود بخود ابھرتا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ حماس حکومت کے ساتھ سمجھوتے سے انکار کیوں کرتی ہے حالانکہ یہ قوم کی منتخب اور قانونی حکومت ہے؟ جبکہ حزب اللہ کے ساتھ ہر قسم کا سمجھوتہ کر لیتے ہیں حالانکہ حزب اللہ کی حیثیت لبنان کے اندر ایک الگ حکومت جیسی ہے یا ایک مافیا کی سی ہے جو دو اسرائیلی فوجیوں کو اغوا کر کے اسرائیل کو لبنان اور لبنانی بنیادی ڈھانچے کو تباہ کرنے کا جواز فراہم کرتی ہے۔

اسی قسم کی کارروائی حسن نصر اللہ کا پیش رو عباس موسوی بھی کر چکا ہے۔ اس نے فروری کے وسط میں 1986ء کو دوسرا اسرائیلی فوجی اغوا کیے تھے۔ اس پر اسرائیل نے لبنان کے کئی علاقوں پر قبضہ جما لیا تھا اور لبنان کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ (دیکھئے: امیر القافلۃ: السیرۃ الذاتیۃ سید شہداء القادمۃ الاسلامیۃ السید عباس الموسوی، تقدیم: حسن نصر اللہ، مؤلفہ: محمد علی خاتون، صفحہ 101)

ہمارے نزدیک دو اسرائیلیوں کا اغوا اسرائیل کو لبنان کو ملبے کا ڈھیر بنانے کا جواز فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حزب اللہ کے کردار عمل سے کچھ بعید نہیں کہ وہ آئندہ بھی اس قسم کی گھٹیا کارروائی کرے گی۔ خواہ حسن نصر اللہ کرے یا کوئی اور اس کا جانشین۔ کیونکہ جب تک حزب اللہ کے پر کاٹ نہیں دیے جاتے یہ ایسی کارروائیاں کرتی رہے گی۔

اس شخص نے سچ ہی کہا ہے کہ اسرائیلی مصلحت یہ ہے کہ حزب اللہ باقی رہے، اور حزب اللہ کی مصلحت اس میں ہے کہ اسرائیل قائم ودائم رہے۔

عراق میں صلیبی فوجوں کے خلاف جنگ میں حزب اللہ اور اس کے پیروکار شیعہ امامیہ کا کردار کیا ہے؟

دانیال سوبلمان کہتا ہے: حزب اللہ کی قیادت نے امریکی حملے اور صدام حکومت کے خلاف اپنی مخالفت کو چھپایا نہیں ہے لیکن انہوں نے اپنی آواز کو مکمل خاموش رکھا اور اپنی کارروائی جاری رکھی۔ انہوں نے

اپنی آواز اس وقت بلند کی جب انہوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے امریکی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عراق میں کوئی امداد نہیں بھیجی۔ لیکن جب بغداد میں ذکر ہوا کہ حزب اللہ کے چھ جنگجو گرفتار کر لئے گئے ہیں جو عراقی اور شامی سرحد پر تھے تو حزب اللہ نے فوراً ہی تردید کر دی کہ یہ افراد ان کی تنظیم کے نہیں تھے۔ (دیکھئے: کتاب "لاقواعد جديد للعبة: اسرائيل و حزب الله بعد الانسحاب من لبنان" کتاب کا آخری صفحہ دیکھیں)

اسی طرح شیعہ کے رہنماؤں نے آیۃ اللہ العظمٰی علی السیستانی کی رہائش گاہ پر منعقد ایک اجتماع میں اعلان کیا کہ وہ عراق میں امریکی فوجوں کے خلاف جنگ نہیں کریں گے بلکہ کویت کے الوطن اخبار نے لکھا ہے (کویت کے "الوطن" اخبار کا 2004/8/29 کا شمارہ دیکھیں) کہ حزب اللہ نے عراق میں اپنے اڈے قائم کر لئے ہیں اور ان اڈوں پر نوے جنگجو بھیج دیئے ہیں جو شامی سرحدوں سے عراق داخل ہوئے ہیں۔ (دیکھئے: "الوطن" اخبار کا 2003/11/29 کا شمارہ بحوالہ اخبار سٹینڈرڈ) ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنی شیعہ تنظیموں جیسے بدر، اور جیش المہدی ہے، انہیں لاجسٹک سپورٹ اور انٹیلی جینس معلومات فراہم کی جاسکیں تاکہ مختلف عراقی علاقوں میں شیعی اثر و نفوذ قائم کر کے سنی مسلمانوں کا صفایا کیا جاسکے۔ (ہم دیکھتے ہیں کہ لبنانی شیعہ امریکہ اور اسرائیل کو گالیاں دیتے نہیں تھکتے جبکہ عراقی شیعہ علماء اور امریکی افواج کے درمیان نہایت مضبوط تعلقات قائم ہیں۔ اور عراقی شیعہ عوام کس بے شرمی کے ساتھ قابض فوج کے خادم بنے ہوئے ہیں۔ اس کی کچھ جھلک ضمیمہ جات میں دیکھی جاسکتی ہے۔ کتاب کے آخر میں دی گئی تصاویر امریکی شیعی تعاون کا منہ بولتا ثبوت ہیں)۔

2006ء میں اکتوبر کے مہینے میں عراقی شیعہ تنظیم الجیش المہدی کے 35 جنگجو اور لیڈر لبنانی حزب اللہ کی باقاعدہ دعوت پر لبنان گئے۔ ان کا مقصد عسکری تعاون اور عسکری تربیت کا حصول تھا تاکہ یہ سنی مسلمانوں کی جماعتوں سے بھرپور لڑائی لڑسکیں کیونکہ سنی مسلمان شیعی ہلال احمر کی مکمل مخالفت کر رہے ہیں۔

(دیکھئے: انٹرنیٹ پر "مفكرة الاسلام الاخباري" بدھ 3 شوال 1427ھ بموافق 25 اکتوبر 2006ء)

میں کہتا ہوں: مسلمان بھائی! ذرا غور کریں کہ کس طرح شیعہ لیڈروں نے امریکی فوجوں کے خلاف جنگ لڑنے کی مخالفت کا اعلان کیا حالانکہ یہ ایک مسلمان ملک پر کفار کی قابض فوجیں ہیں۔

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا لبنان میں لڑائی جنت میں داخلے کا سبب ہے اور عراق میں امریکہ کے خلاف لڑائی لڑنا جہنم میں داخلے کا سبب ہے جو تم اس سے انکار کر رہے ہو؟ (حالانکہ لبنان میں قابض فوج کے

خلاف تم بڑی نعرے بازی کرتے ہو)۔

کیا عراق اور لبنان دونوں ہی اسلامی ممالک نہیں ہیں؟ یا وجہ یہ ہے کہ ایرانی، شامی اور شیعہ مفادات تمہیں صرف لبنان ہی میں جنگ لڑنے کی اجازت دیتے ہیں؟

کیا آپ کو معلوم ہے کہ دو اسرائیلی فوجی اغوا کر کے کون سے اہداف حاصل کیے گئے؟

1- اسرائیل کے دو فوجی اغوا کرنے کا پہلا فائدہ یہ حاصل کیا گیا کہ ایران کے ایٹمی پروگرام پر امریکی اور عالمی دباؤ کم ہوگیا کیونکہ پوری دنیا کی توجہ لبنان اور لبنانی قوم پر ٹوٹنے والی قیامت پر مرکوز ہوگئی تھی۔

2- شیعہ رافضیوں کی دو تنظیموں جیش المہدی اور بدر کو عراق میں کھلا موقع مل گیا کہ وہ عراق میں جیسے چاہیں سنی مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلیں، انہیں اپنے علاقوں سے زبردستی ہجرت پر مجبور کر دیں، بے گناہوں کو اذیتیں دے دے کر قتل کریں اور ان کے اموال لوٹ لیں اور ان کی مساجد پر قبضہ جمالیں۔ یہ سارے جرائم امریکی حمایت اور ایرانی لیڈر علی السیستانی کی رہنمائی میں سرزد ہوئے۔

3- اس اغوا سے امریکہ کو یہ پیغام دیا گیا کہ وہ ایرانی ایٹمی پروگرام کی مخالفت چھوڑ دے ورنہ ایران اپنی جنگ کو ایران اور خلیج سے بڑھا کر اسرائیل اور لبنان تک پھیلا سکتا ہے۔

4- جب شامی فوجیں لبنان سے نکل گئیں اور شامی حکومت کا اثر ورسوخ کم ہوگیا تو لبنانی قوم میں اپنے قومی وطنی وحدت کا شعور پروان چڑھنا شروع ہوگیا۔ ان حالات میں ایران اور شام نے مشترکہ کوششیں شروع کر دیں کہ کسی طریقے سے لبنان میں اپنی حکمرانی اور سیادت کو دوبارہ مستحکم کیا جاسکے۔ لہٰذا انہوں نے جعلی کارڈ کھیلنے شروع کر دیئے اور حزب اللہ کو ایک مزاحمتی تحریک کے روپ میں پیش کر دیا اور اسے بھرپور اسلحہ فراہم کر دیا جبکہ اندرخانے مقصود یہ تھا کہ ایرانی صفوی اور شامی نصیری اثر و نفوذ کو بہتر بنایا جاسکے۔ خصوصاً اس وقت جب عالمی برادری اور خود لبنانی حکومت حزب اللہ کو ہتھیار پھینک کر لبنانی فوج میں شامل ہونے کا مطالبہ کر چکی تھی۔ لیکن ایسا کرنے سے ایرانی مفادات کو سخت نقصان پہنچتا لہٰذا انہوں نے یہ گھناؤنا کھیل کھیلا تاکہ مزاحمت کے نام پر حزب اللہ کے پاس ہتھیار باقی رہیں۔

مصر کے وزیر خارجہ احمد ابوالغیط نے 2006/10/22 کو وضاحت کی تھی کہ (دیکھئے اس دن کے اخبارات اور الجزیرہ چینل کی نیوز) دو اسرائیلی فوجیوں کو اغوا کرنے کا مقصد الطائف معاہدے کو توڑنا تھا جس میں واضح کہا گیا تھا کہ حزب اللہ ہتھیار پھینک دے گی۔ یہ سارا ڈھونگ مزاحمت کے نام پر رچایا گیا ہے حالانکہ اس کا مقصد صرف ایرانی مفادات کا تحفظ ہے۔

ابوالغیط کہتا ہے: شبعا کے کھیت اور دیگر لبنانی علاقے جن کی آزادی کا اعلان حزب اللہ کرتی رہتی ہے وہ ابھی تک اسرائیلی قبضے میں ہیں۔ اس اغوا اور اس جنگ سے لبنان اور حزب اللہ کو سوائے لبنانی سٹرکچر کی تباہی اور زبردست مالی خسارے کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

5- اس اغوا سے فلسطینی تحریک مزاحمت پس پردہ چلی گئی کیونکہ شیعہ اور اسرائیل کے درمیان اسلحے کی خریداری کے معاہدوں پر عالمی برادری نے ایران کو لعن طعن کی۔ ان کی اس خریداری کو رسوا کن نام ''ایران گیٹ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ جب ایران ''شیطان اکبر'' کے ساتھ تعاون اور معاہدوں کے جال میں پھنس گیا اور اس نے طالبان حکومت کے خاتمے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اور عراقی حکومت کے خاتمے میں بھی اپنا کردار ادا کیا تاکہ شیعی نسلی گروہ کو سنی مسلمانوں پر غلبہ اور تسلط مل جائے۔ ایران نے شیعی ملیشیا کو مالی امداد فراہم کی تاکہ سنی مسلمانوں کی نسل کشی کی جاسکے اور انہیں ظالمانہ ہجرت پر مجبور کیا جاسکے تو حزب اللہ نے یہ جنگ چھیڑ دی تاکہ مزاحمت کے نام پر شہرت اور عوامی حمایت حاصل کر سکے۔ اور آئندہ جنگوں میں جمہور سنی مسلمانوں کی حمایت حاصل کر سکے تاکہ شیعی اثر و رسوخ کو مزید پھیلایا جاسکے۔

فلسطینی مؤلف غازی التوبہ لکھتا ہے: ''لبنان میں یہودیوں کے ساتھ حزب اللہ کی جنگ کا مقصد یہ ہے کہ ایک طرف لبنان، عالم عرب اور عالم اسلام میں ایران اور شیعہ کے پروپیگنڈے کو خوب پھیلایا جاسکے اور دوسری طرف عراق میں ایرانی جرائم پر پردہ ڈالا جاسکے۔'' (دیکھئے: ''الحیاۃ'' میگزین میں غازی التوبہ کا مضمون، شمارہ نمبر 15848، مورخہ 2006/8/25، صفحہ 19)

کیا ہم غاصب یہودیوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ سے محروم کر دیئے جائیں گے؟

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہاد عام حالات میں فرض کفایہ ہے، جب ایک جماعت جہاد کر رہی ہو تو باقی لوگوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (التوبہ، آیت نمبر 122)

''اور مومنوں کے لئے مناسب نہیں کہ وہ سب ہی نکل کھڑے ہوں، پھر ہر فرقے میں سے ایک گروہ دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے کیوں نہ نکلا، تاکہ جب وہ اپنے قبیلے میں واپس جائیں تو انہیں خبردار کریں تاکہ وہ (پیچھے والے بھی اللہ سے) ڈریں۔''

جبکہ تین مواقع پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے:

1- جب مسلمان اور کافر صف آراء ہو جائیں اور دونوں جماعتیں باہم گتھم گتھا ہو جائیں تو اس وقت میدانِ جنگ میں موجود افراد کا وہاں سے فرار ہونا حرام ہے بلکہ ان کے لئے جنگ لڑنا واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا. (الانفال، 45)

''اے ایمان والو! جب تمہارا کسی گروہ سے آمنا سامنا ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

2- جب امام، حکمران لوگوں سے جہاد کے لئے کہے تو ان کے لئے جہاد کے لئے نکلنا واجب ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ. (التوبہ، 38)

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے، جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو''

پھر ابن قدامہ رحمہ اللہ نے جہاد کی فرضیت کی سات شروط بیان کی ہیں جو یہ ہیں:

1- مسلمان ہونا۔	2- بالغ ہونا۔
3- عقل	4- مرد ہونا۔
5- آزاد مرد ہونا۔	6- جسمانی طور پر معذور نہ ہونا۔

7- جنگی اخراجات کا موجود ہونا۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ سوال کرے کہ آخر تم سنی مسلمان یہودیوں کے ساتھ جنگ کے لئے شیعہ امامیہ کے ساتھ اتحاد کیوں نہیں کرتے؟

تو ہم اسے جواب دیں گے: شیعہ امامیہ، اہل سنت کے ساتھ متحد کب ہوئے تھے؟

ایک مسلمان قائد صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی سیرت کا مطالعہ کریں، جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سر بلند کرنے اور کفر و شرک کو ملیامیٹ کرنے کے لئے جہاد سے بھرپور زندگی گزاری۔

اس عظیم صاحب بصیرت و دانش مجاہد اور شجاع قائد نے شیعہ اسماعیلیہ کی حکومت الدولۃ العبیدیہ کو ختم کر دیا تھا اور انہیں حکومت سے محروم کر دیا تھا، ان شیعہ کے غلبے اور تسلط کے خاتمے کے بعد اس نے بیت المقدس میں یہودیوں اور عیسائیوں سے جنگ کی تھی۔

بلاشبہ ہم یہودیوں کے قتل اور انہیں پہنچنے والی ہر مصیبت پر خوش ہوتے ہیں، خواہ اس کا سبب کوئی بھی ہو۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم حزب اللہ کے پُرفریب ڈرامہ بازی، جھوٹ اور بے بنیاد نعروں سے دھوکہ کھا جائیں جنہیں وہ سادہ لوح مسلمانوں اور عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ہر وقت لگاتے رہتے ہیں کیونکہ ہمیں یقینی علم ہے کہ حزب اللہ صرف اور صرف ایران اور شام کے مفادات کی محافظ ہے۔ یہ اسلامی مقدس مقامات کی آزادی کے لئے ہرگز جدوجہد نہیں کر رہی اور نہ کبھی بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے جنگ کرے گی۔

یہاں کچھ سوالات ہیں جو خود بخود اُبھرتے ہیں (حالانکہ وہ تلخ حقائق ہیں)

1- ایران، لبنان میں جاری جنگ میں اپنے شیعہ کے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوا حالانکہ وہ اسرائیل کو دھمکیاں دیتا رہا ہے کہ اگر اسرائیل نے شام پر حملہ کیا تو وہ بھی اس جنگ میں پوری فوجی طاقت کے ساتھ شریک ہو جائے گا؟

2- حزب اللہ اسرائیلی جیلوں میں قید لبنانی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ تو کرتی ہے۔ (جیسا کہ 1992ء

میں حزب اللہ کے انتخابی پروگرام میں بھی یہ مطالبہ شامل ہے۔ دیکھیں: نعیم قاسم کی کتاب: حزب اللہ، صفحہ 394) لیکن شامی جیلوں میں اسیر سنی مسلمانوں کی رہائی کا مطالبہ بالکل نہیں کرتی، بلکہ کبھی ان کا تذکرہ تک نہیں کرتی، آخر کیوں؟

3- ایرانی وزیر اعظم محمود احمدی نژاد نے ایرانیوں کو حزب اللہ کے ساتھ لبنان میں اسرائیلی جنگ میں شریک ہونے سے منع کیوں کیا؟

یہ بات یاد رہے کہ محمود احمدی نژاد یہ نعرے لگاتا رہا ہے: "اسرائیل کو عالمی نقشے سے مٹانا واجب ہے۔" (جیسا کہ "الریاض" اخبار کے شمارہ نمبر 13916، مورخہ 6 رجب 1427ھ بمطابق 31 جولائی 2006ء میں لکھا ہے)

4- جب حماس کے لیڈر جناب احمد یاسین اور عبدالعزیز الرنتیسی اسرائیل کی وحشیانہ دہشت گردی میں شہید ہو گئے تو حزب اللہ نے ایک بھی میزائل اسرائیل پر نہیں داغا۔ آخر کیوں؟

حالانکہ تحریک حماس عین میدان جنگ میں مصروف عمل ہے اور اسے ہر قسم کی امداد، قوت اور تعاون کی شدید ضرورت ہے جبکہ حزب اللہ کے لیڈر ٹیلی ویژن پر اپنے خطابات میں بیت المقدس کو آزاد کرانے کے دعوے اور فلسطین کے دفاع کے نعرے تو لگاتے رہتے ہیں، پھر سوال یہ ہے کہ فلسطین کی تحریکِ آزادی کے دو ممتاز رہنماؤں کے قتل پر حزب اللہ کی مجرمانہ خاموشی کی آخر وجہ کیا ہے؟

5- حزب اللہ نے دو اسرائیلی فوجی دو بنیادی مقاصد کے حصول کے لئے اغوا کئے تھے۔ (1) اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے۔ (2) حسن نصر اللہ کے دعوے کے مطابق مقبوضہ علاقوں کی آزادی کے لئے۔ لیکن اس کارروائی کے نتیجے میں اسرائیل نے مزید علاقوں پر قبضہ جما لیا، اور کچھ علاقے اقوام متحدہ کی نگرانی میں چلے گئے، اسرائیل کی جیلیں مزید لبنانی اور فلسطینی قیدیوں سے بھر گئیں۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ حسن نصر اللہ نے ذرائع ابلاغ پر اپنی دھواں دھار تقاریر کے سوا کچھ حاصل بھی کیا ہے؟ صرف "المنار" جیسے ٹی وی چینل حسن نصر اللہ کی فتح کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں جبکہ حسن نصر اللہ اپنے کسی بھی مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ (سوائے سنی مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن کرنے کے)

6- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حسن نصر اللہ اور اس کی تنظیم حزب اللہ اسرائیل کے لئے بہت بڑا خطرہ اور چیلنج بن گئی ہے اگر بات ایسے ہی ہے تو پھر حسن نصر اللہ کا نام اسرائیل کو مطلوب افراد کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا جاتا؟

7- آخر حسن نصر اللہ کی گرفتاری پر نقد انعام کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا؟ (جیسا کہ دیگر مجاہدین کی گرفتاری پر کروڑوں ڈالر کا اعلان کیا گیا ہے)۔

8- دیگر اسلامی جماعتوں اور فلاحی اداروں کی طرح حزب اللہ کے اثاثے منجمد کیوں نہیں کئے جاتے؟

9- ہم نے حزب اللہ کے یہ اعلان بڑے تسلسل کے ساتھ سنے ہیں کہ حزب اللہ یہودیوں سے مزارع شبعا کا علاقہ آزاد کرانے تک اسرائیل کے ساتھ جنگ جاری رکھے گی۔ لیکن اب حزب اللہ نے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کا اعلان کر دیا ہے حالانکہ اسرائیل لبنانی علاقوں سے ابھی نہیں نکلا۔

10- کیا وجہ ہے کہ حسن نصر اللہ معزز قائدین کی طرح میدانِ جنگ میں براہ راست شریک ہو کر اپنی افواج کی صف بندی نہیں کرتا؟

11- حزب اللہ کا دعوئ ہے کہ اسرائیل، فلسطین میں شکست کھا گیا ہے، اگر حقیقت ایسے ہی ہے تو پھر یہودی فوج پر تابڑ توڑ حملے کیوں نہیں کئے جاتے اور اسرائیلی مظالم ختم کیوں نہیں ہو جاتے؟

12- کیا وجہ ہے کہ حزب اللہ عراق میں ایرانی مدد کے لئے دخل اندازی کرتی ہے اور احواز کے سنی مسلمانوں کی خونریزی میں بھی شرکت کرتی ہے لیکن غاصب امریکیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی؟ حزب اللہ کے لیڈر اور ان کے سردار کی طرف سے امریکیوں کے قتل کا کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوتا حالانکہ انہوں نے عراق پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے جس میں شیعہ کے آئمہ ''معصومین'' کی قبریں اور مزارات ہیں؟

ضمیمہ جات

1- حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری کی وضاحت جو انہوں نے ''الشرق الاوسط'' اخبار میں بروز جمعرات، 29 رجب 1424 ہجری بمطابق 25 ستمبر 2003ء کو شمارہ نمبر 9067 میں کی۔

جناب صبحی الطفیلی سابق جنرل سیکرٹری حزب اللہ نے ''الشرق الاوسط'' کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا: ''ایران دنیا بھر کے شیعوں کے لئے خطرہ بن چکا ہے، ایران امریکی منصوبوں کا مرکزی کردار اور لبنانی مزاحمت کا مین کردار ہے۔ ایران نے ہماری تحریک مزاحمت کو اغوا کر لیا ہے اور اب اسرائیلی حدود کا چوکیدار بن گیا ہے۔

بیروت سے شائر عباس کی رپورٹ:

یہ انٹرویو حسین درویش نے بعلبک کے جنوب میں بر تال شہر کی قدیم عمارت حسینیہ میں لیا۔ حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری سے یہ انٹرویو لیا گیا جبکہ وہ اس سے پہلے 1997ء سے روپوش تھے۔ انہوں نے حزب اللہ اور لبنانی حکومت کے ساتھ اختلافات اور تنازع کی وجہ سے خود کو منظرِ عام سے ہٹا لیا تھا۔ جب ایران کے ساتھ ان کا فکری اور نظریاتی اختلاف بڑھ گیا تو انہوں نے حزب اللہ سے علیحدگی اختیار کر لی حالانکہ وہ حزب اللہ کے بانی اور پہلے جنرل سیکرٹری تھے۔ ان کے یہ اختلافات قتل و غارت تک پہنچ گئے جس سے ایک فوجی افسر اور سابق نائب سیکرٹری شیخ خضر طلیس مارے گئے۔ طفیلی کے کچھ مددگار حزب اللہ کے زیر تحت حوزہ دینیہ میں قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد طفیلی لبنانی محکمہ عدالت کو مطلوب ہو گیا اور پھر گزشتہ چھ سالوں میں عدالت نے اسے کبھی حاضر اور کبھی غائب مان کر فیصلے دیئے۔ اس تمام عرصے میں وہ کہاں رہے۔ ان کے دوستوں اور دشمنوں کو خوب معلوم تھا۔ باوجودیکہ انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس عرصے میں انہیں گرفتار کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

اپنی روپوشی کے دوران شیخ الطفیلی وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر بھی آتے رہے۔ ایک مرتبہ 2000ء کے انتخابات میں بھی بھرپور قوت کے ساتھ شرکت کی۔ اس طرح 2002ء میں ام ٹی وی پر بھی نمودار ہوئے لیکن بعد میں یہ ٹی وی چینل بند کر دیا گیا۔ شیخ کے بقول اس انٹرویو کی وجہ سے ان پر یہ الزام لگا کہ انہوں نے اپنے اس انٹرویو کے ذریعے غمر یال المر کے ساحلی علاقے کے ضمنی انتخابات میں اپنے نامزد امیدوار کو کامیاب کرایا ہے۔ بعد ازیں اس کی نیابت بھی ختم کر دی گئی تھی۔ شیخ الطفیلی کو اپنی روپوشی سے نمودار ہونے کے ان واقعات کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی جب ان کی جبری روپوشی کی حالت بد سے بدترین ہو گئی اور بالآخر وہ حسینیہ بلڈنگ میں مقید ہو کر رہ گئے۔

شیخ الطفیلی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کا الشارع البقاعی میں گہرا اثر و رسوخ ہے اور شیخ اپنے مؤقف پر ڈٹ جانے والے جواں مرد کے طور پر معروف ہیں۔ انہوں نے ''الشرق الاوسط'' کے ذریعے اپنے مؤقف کی وضاحت کی ہے جبکہ علاقے میں حالات نہایت ناساز گار ہو چکے تھے۔

لیکن ہم صرف ایک صحافی کی حیثیت سے ان کی شخصیت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیں گے کیونکہ ان کے دور کے بے شمار کٹھن مسائل کے بارے میں ان کی معلومات کافی وسیع ہیں۔ جس دور میں آپ حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری تھے، اس دور میں حزب اللہ نے آپ کی قیادت میں اسرائیل کو لبنانی سرزمین سے باہر نکال دیا تھا۔

شیخ کے ساتھ اختلاف رائے ہونے کے باوجود "الشرق الاوسط" کے نمائندے حسین درویش نے یہ انٹرویو لیا اور اس میں ملکی اور عالمی موضوعات پر شیخ سے گفتگو کی۔ شیخ نے اس انٹرویو میں ایرانی حکومت کے کردار پر بڑی سخت تنقید کی ہے۔ اور اسے لبنان اور علاقے کے شیعوں کے لئے خطرناک قرار دیا ہے۔

سوال 1: کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ اب مزاحمت اور جنگ ختم ہوگئی ہے؟

جواب: کیا اس میں کوئی شک باقی ہے؟ یہ مزاحمتی تحریک تو اسی وقت ختم ہوگئی تھی جب تحریک کے قائدین نے 1994ء میں تموز 1996ء میں نیسان میں معاہدات میں شرکت کی تھی۔ ان معاہدات کی روشنی میں اسرائیلی ایٹمی تنصیبات کو مکمل تحفظ دے دیا گیا تھا اور یہ معاہدہ ایرانی وزیر خارجہ کی تائید وحمایت کے ساتھ ہوا تھا۔

لیکن یہ معاہدات لبنان کی فتح تصور کیے گئے ہیں کیونکہ اس نے لبنانی شہریوں کو اس جنگ سے بچا لیا تھا اور مزاحمت کے قانونی ہونے کا اعتراف بھی کیا۔ حالانکہ مزاحمتی کاروائیاں مزارع شعبا میں وقتاً فوقتاً جاری رہیں۔ ان معاہدات کا اساسی اور اصلی مقصد تحریک مزاحمت کو ختم کر کے اسرائیل کے ساتھ معاہدات میں باندھنا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شعبا میں موجود اسرائیلیوں اور فلسطینی مقبوضہ علاقوں میں دندنانے والے اسرائیلیوں میں کوئی فرق ہے؟

یہ تو اسرائیلی قبضے کا اعتراف ہے۔ میرے نزدیک لبنانی سرحدی گاؤں الخیام فلسطینی شہروں عکا اور حیفا جیسا ہی ہے۔ ان کی حیثیت برابر ہے۔ میرے لئے یہ چیز سخت اذیت ناک ہے کہ جن نوجوانوں نے میرے ساتھ موت سے کھیل کر عربی مقبوضہ علاقے آزاد کرنے کا حکم دیا تھا، اب وہ اسرائیلی سرحدوں پر اسرائیل کی تنصیبات کے محافظ بن کر کھڑے ہیں۔ اور جو شخص بھی اسرائیلیوں کے خلاف کوئی کاروائی کرنا چاہتا ہے وہ اسے گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیتے ہیں۔

سوال 2۔ کون سی جیلوں میں انہیں سزائیں دی جاتی ہیں؟

اس کی کئی صورتیں ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی کاروائیوں کی کوششیں کیں انھیں لبنانی حکومت کے حوالے کر دیا گیا اور انھوں نے ان سے سخت تفتیش کی ہے۔

سوال 3۔ کیا آپ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ تحریک مزاحمت نے یہ معاہدے اس لئے کئے ہیں تا کہ لبنان اور شام پر عالمی اور ملکی دباؤ ختم کیا جا سکے؟

میں مواقع کے انتظار کرنے کا مخالف نہیں ہوں، کیونکہ حکمت یہی ہے کہ مناسب موقع پر کاروائی کی جائے۔ لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے، آپ موقع کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملکی سطح پر مناسب موقع کا آنا ناممکن ہے اور نہ یہ حکمت ہے کیونکہ یہ عالمی دباؤ تو کبھی بھی ختم نہیں ہوگا اور ہمارے لئے مناسب موقع کبھی نہیں آئے گا۔ میں تحریک مزاحمت میں شریک اپنے بیٹوں سے کہوں گا کہ تم جو کام اب کر رہے ہو وہ حرام ہے اور دشمن کی خدمت ہے اور اپنے مقصد سے خیانت ہے یا ہتھیار پھینک کر گھروں کو سدھار جاؤ یا ان معاہدوں کو توڑ کر دشمن پر آگ برسا دو۔ تمہیں کوئی شخص فتوے کے ذریعہ، یا ولایت فقیہ کے نام سے دھوکہ نہ دے کیونکہ دنیا کا کوئی فقیہ مجھے دشمن کافر کی خدمت کا حکم نہیں دے سکتا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ جس تحریک مزاحمت کو ہم نے اپنے شہداء کے خون سے سینچا اسے اغواء کر کے ہمارے دشمنوں کی خدمت پر لگا دیا گیا۔

سوال 4۔ آپ کے متعلق ایرانی موقف میں کب تبدیلی آئی؟ کیا آپ کو حزب اللہ کے فیصلوں سے الگ کرنے میں ایرانی حکومت کا بھی کچھ کردار ہے؟

مجھے پہنچنے والی تمام تکالیف کے باوجود میری یہ انتہائی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے ذاتی مسائل کو جماعتی مسائل سے دور ہی رکھوں۔ جیسا کہ میں نے اپنے ساتھ ہونے والے تمام ماضی کے مظالم اور حالیہ تکالیف کے باوجود ایرانی قیادت کو کوئی الزام نہیں دیا۔ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنے ذاتی مسائل کو کسی بھی جماعتی مسئلے میں داخل نہ کروں۔ لیکن جب تحریک مزاحمت کا موقف تبدیل ہو گیا اور ایران بھی امریکہ کے علاقائی مفادات کے ساتھ متفق ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اب میں اپنی خامشی کو توڑ دوں اور حق بات کو کھل کر بیان کر دوں۔

سوال 5۔ ہم واپس آتے ہیں اس تبدیلی کی طرف جو حزب اللہ کے موقف میں آئی ہے۔ آپ کی قیادت میں حزب اللہ نے بڑا مضبوط موقف اختیار کر رکھا تھا کہ دشمن کے ساتھ صلح نہیں ہوگی اور ان کیساتھ سخت گیر

رویہ اپنایا جائے گا۔ نیز اس دور میں حزب اللہ مغربی لوگوں کو یرغمال بنانے کا خطرناک کھیل بھی کھیلتی تھی۔

مغربی لوگوں کو یرغمال بنانے کے موضوع پر کسی مناسب وقت پر بات ہوگی، لیکن ہم تاکید کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کاروائی کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

لیکن حزب اللہ کے مؤقف میں تبدیلی کو دو نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(i) امام خمینی کی رحلت کے بعد ایرانی سیاست میں تبدیلی نمایاں تھی۔ اور اس سیاسی تبدیلی سے واضح تھا کہ یہ عنقریب ہمارے اسلامی مؤقف سے ٹکرائے گی۔

(ii) ایران میں کچھ ایسے لیڈر بھی ہیں جو ہماری نزدیکی اور قربت کو بالکل پسند نہیں کرتے۔

6۔ آپ کا مقصد کیا ہے؟

میں نے ایرانیوں کو بارہا کہا تھا کہ جب تمھاری مصلحت ہماری مرضی اور پسند سے ٹکرائے گی تو میں اپنی پسند کو ترجیح دوں گا۔ میں ایران اور اس کی سیاست کا ایجنٹ نہیں بنوں گا۔ میں تمہارا بھائی اور شریک کار ہوں، اس سے زیادہ یا کم مرتبے پر میں کبھی راضی نہ ہوں گا۔

لیکن پوری دنیا میں طاقتور لوگ کمزور کو اپنا شریک بنانا پسند نہیں کرتے بلکہ وہ ایسے کمزور لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں جو اندھا دھند ان کی پیروی کو ہی اپنا مقصد بنالیں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ میری آزادی چھین لی جائے اور میں اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کرسکوں۔ کیا مسلمان فقہاء میں کوئی ایسا فقیہ بھی ہے جو فقراء اور کمزور مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم ڈھالنے والے کافروں کا ساتھ دینے اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کا فتویٰ دیتا ہو؟ اس لئے جب آپ ایسے ظالمانہ نظام کے ساتھ چلنے سے معذوری کا اظہار کریں گے تو وہ پوری قوت اور وسائل کے استعمال سے آپ کو دور پھینک دیں گے۔

سوال 7۔ لیکن آپ کے بعد حزب اللہ صرف لبنان ہی کے گیت گاتی نظر آتی ہے؟

جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایران لبنان میں دخل اندازی نہیں کرتا وہ جھوٹ بولتا ہے۔ لبنان کے متعلق فیصلے بیروت میں نہیں ہوتے بلکہ تہران میں ہوتے ہیں۔

8۔ کیا آپ کے دور میں بھی حزب اللہ کے فیصلے تہران میں ہوتے تھے؟

جی ہاں میرے دور میں بھی ایران کی مذہبی قیادت ہی فیصلے کرتی تھی۔ لیکن اس وقت فیصلوں میں

باہمی اتفاق ہوتا تھا۔ ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ہم پر فیصلے مسلط کیے جارہے ہیں بلکہ وہ ہماری رضامندی پر منحصر ہوتے تھے جب امام خمینی کی طرف سے حکم آتا یا ان کے کسی ساتھی کی طرف سے حکم آتا کہ اسرائیل کے ساتھ جنگ کرو تو ہم اس کو جوبی حکم نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا ہماری رضامندی پر منحصر ہوتا تھا۔

سوال 9۔ کیا خمینی کی وفات سے آپ کی ایران سے جدائی کا سفر شروع ہوا؟

ہمیں کہنا چاہیے کہ خمینی کی وفات سے ہمارے درمیان دوری پیدا ہونا شروع ہوگئی۔

سوال 10۔ اس وقت شامی حکومت کا مؤقف کیا تھا؟

جب شامی حکومت نے دیکھا کہ اسرائیل لبنانی تالاب میں ڈوبنے والا ہے تو اس نے بھی پروگرام بنایا کہ اسرائیل کو گھیر کر لبنان میں اکٹھا کرلیا جائے لیکن لبنانی حکومت نے جزین کے علاقے میں فوج بھیجنے سے منع کردیا، یہ علاقہ لبنان سے چھین لیا گیا تھا۔ لیکن جب الجنوب کے علاقے سے مزارع شعبا پر قبضہ ہوا تو اس پر دباؤ بڑھ گیا گویا کہ شامی حکومت چاہتی تھی کہ اپریل نسیان معاہدے پر لوگوں کو جمع کردیا جائے اگرچہ اس میں پسپائی اختیار کرنی پڑے، لیکن ایرانی حکومت کے اپنے حسابات اور مفادات تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت کے ایرانی وزیر خارجہ نے امریکی خواہش پر اتفاق کرلیا تھا اور حزب اللہ کو خاموش کردیا گیا اور بالآخر اسے میدان کارزار سے باہر نکال دیا گیا۔

سوال 11۔ آپ عراقی شیعہ کے مؤقف سے راضی نہیں ہیں۔ تو یہ شیعی مؤقف کیا رخ اختیار کرے گا؟

عراق میں شیعی منصوبہ دیگر منصوبوں کی طرح ہی ہے۔ وہاں وہ لوگ اپنی عقل کم استعمال کرتے ہیں اور دیگر بہت سارے عوامل ان پر اثر انداز ہورہے ہیں۔ جنوبی لبنان کی شیعی بستیوں اور شہروں نے اسرائیلی فوج کا استقبال پھولوں اور گلدستوں سے کیا تھا۔ اور یہ بعض فلسطینی جماعتوں کے عمل پر ردعمل کے طور پر ہوا تھا۔ لیکن دو سال کے قلیل عرصے میں یہی لوگ تحریک مزاحمت کے ہراول دستے بن گئے تھے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ عراق میں شیعی مؤقف بہت جلد تبدیل ہوجائے گا۔ اصل مشکل سیاسی لوگوں کی ہے کیونکہ اکثر دینی سیاسی لوگ ایرانی حکومت کے زیر سایہ ہیں جو امریکہ کے ساتھ اتفاق کرچکی ہے۔ ایران ہی نے شیعہ سیاستدانوں کو امریکی افواج کی بنائی ہوئی پارلیمنٹ کو قبول کرنے اور اس میں شامل ہونے کا حکم دیا ہے۔

سوال 12- کیا آپ ایرانی حکومت کے امریکہ کے ساتھ عراقی معاملات میں اتفاق رائے اور امریکہ کے

ایران پر ایٹمی معاملات میں سخت دباؤ میں تضاد نہیں پاتے؟

ہمیں خود فریبی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ عراق جنگ سے پہلے امریکہ اور ایران کے مذاکرات ہوئے تھے۔ اس مقصد کے لئے ایرانی انقلابی مجلس اعلیٰ کے ایک وفد نے واشنگٹن کا دورہ بھی کیا تھا۔ عراق میں ایرانی گروہ امریکی سسٹم کا ایک جزء ہیں حتیٰ کہ ایران کے ایک بڑے خطیب نے دارالحکومت کی ایک مسجد میں جمعہ کے خطبے میں کہا کہ اگر ایران نہ ہوتا تو امریکہ افغانستان کی دلدل میں غرق ہو جاتا۔ ایرانی حکومت نے امریکیوں کے لئے افغانستان میں داخل ہونا ممکن بنایا اور اب امریکیوں کے وہاں قیام کے لئے اپنی خدمات دے رہے ہیں۔ رہا ایرانی سفیر کو گرفتار کرنے کا ڈرامہ یا ایٹمی ہتھیاروں کی وجہ سے ایران پر دباؤ ڈالنے کا مسئلہ تو یہ ایران کو امریکہ کے ساتھ تعاون کے لئے آسان شرائط پر راضی کرنے کی کوششیں ہیں۔

ایرانی شیعہ افغانستان میں امریکی منصوبوں کے لئے ہر قسم کی سپورٹ مہیا کر رہے ہیں۔

اسی لئے میں کہتا ہوں اور دُنیا بھر کے شیعوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ تمہارے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایرانی حکومت کے یہ اعمال اسلام اور تشیع دونوں کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔

(انٹرویو مکمل ہوا۔ ہم نے اپنی کتاب سے غیر متعلق سوالات حذف کر دیئے اور باقی سوالات کا خلاصہ پیش کر دیا ہے)

حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے بچو

تحریر: پروفیسر عبدالعزیز بن ناصر الجلیل

مورخہ: 1427/6/29ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ وسلم و بارک علی عبدہ و رسولہ نبینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین، و بعد:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (الانعام، 153)

''اور یقیناً یہ میرا راستہ سیدھا ہے، لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو

وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے، اللہ نے تمہیں اس کی تاکید کی ہے تا کہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ ۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا. (سورہ النساء، آیت نمبر 115)

''اور جس شخص کے سامنے واضح شکل میں ہدایت آجائے اور اس کے بعد وہ رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ جانا چاہے اور ہم اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حق بات کو چھپانے اور حق کو باطل کے ساتھ ملا کر لوگوں کو گمراہ کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (البقرۃ، 42)

''اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور حق کو مت چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ''..... كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ.''

(المؤطا: كتاب القدر، باب النهي عن القول بالقدر، حديث نمبر 1708)

''میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب (قرآنِ مجید) اور دوسری اس کے رسول کی سنت۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔ سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ يُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ وَ يُكَذَّبُ فِيْهَا الصَّادِقُ وَ يُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ وَ يُخَوَّنُ فِيْهَا الْاَمِيْنُ وَ يَنْطِقُ فِيْهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيْلَ وَ مَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ يَتَكَلَّمُ فِيْ اَمْرِ الْعَامَّةِ.'' [صحيح الجامع، حديث نمبر 3650، سلسله الاحاديث الصحيحة، حديث نمبر 1888]۔

''(قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے) کہ لوگوں پر پُر فریب دھوکے والے سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے شخص کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے شخص کو جھٹلایا جائے گا، بددیانت کو امانتدار مانا جائے گا اور امانتدار کو خائن قرار دے دیا جائے گا اور رویبضہ عمومی مسائل میں رائے دے گا۔ آپ سے عرض کی گئی: رویبضہ سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ایک کم عقل، ذلیل و کمتر شخص (سردار و بادشاہ بن کر) عمومی مسائل میں اپنی

رائے اور مشورے دے گا۔"

درج بالا آیات اور احادیث نہایت واضح ہیں۔ ان کی مزید تشریح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

ایسی آیات اور احادیث مبارکہ جن میں قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے فہم کے مطابق مضبوطی سے تھامنے کا حکم آیا ہے وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور اسلوب میں کئی طریقوں سے وارد ہوئی ہیں۔ کبھی ان کو مضبوطی سے تھام کر ولاء اور براء (دوستی اور دشمنی) اپنی رائے اور فیصلہ دینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور کبھی کتاب وسنت کو چھوڑ کر لوگوں کی آراء اور خواہش پرست، شبہات کا پیچھا کرنے والوں کی اتباع کرنے سے ڈرایا جاتا ہے۔ دوستی لگانے یا دشمنی رکھنے کے اصول وضوابط کتاب وسنت کے تابع ہیں۔

آج ملک شام میں جو حادثات ہو رہے ہیں یعنی حزب اللہ یا مزاحمتی تحریک کا یہودیوں سے جنگ کرنا یا جنوبی لبنان میں تحریک آزادی وغیرہ تو یہ ایسے فتنے اور آزمائش ہیں جس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے عقائد اور کتاب وسنت کے ساتھ ان کے ربط وضبط کی مضبوطی کو پرکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آزماتا ہے کہ کیا ان کے عقائد کتاب وسنت اور مسلمانوں کے سلف صالحین صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے عقائد کے موافق ہیں یا نہیں۔

بہت سارے لوگ ان فتنوں میں گرفتار ہو گئے ہیں اور حسن نصر اللہ رافضی شیعہ کے کھوکھلے نعروں اور یہودیوں کے ساتھ اس کی پُرفریب جنگ سے دھوکہ کھا گئے ہیں۔ حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں۔ یہ لوگ یا تو حقیقت توحید، اسلام میں دوستی اور دشمنی کے اصولوں اور حسن نصر اللہ رافضی شیعہ کے عقائد سے ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر جاہل بنے ہوئے ہیں۔

چونکہ اس شیعی رافضی صفوی جماعت کا فتنہ بہت بڑا اور بہت شدید نوعیت کا ہے، اس لئے ہر صاحبِ علم کو حسب طاقت اس فتنے کا توڑ کرنا چاہئے۔ لوگوں کو اس جماعت کی حقیقت آشکارا کرنی چاہئے۔ لوگوں کو اس جماعت کے عقائد اور مقاصد سے آگاہ کرنا چاہئے تاکہ وہ اس دھوکہ باز جماعت سے نقصان نہ اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اپنی خوشنودی نچھاور فرمائے، انہوں نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے: وہ فرماتے ہیں: "نہ میں دھوکے باز ہوں اور نہ کوئی دھوکے باز مجھے فریب دے سکتا ہے۔"

امام ابن القیم رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت متقی اور ورع والے تھے اس لئے وہ کسی شخص کو دھوکہ دے ہی نہیں سکتے تھے اور نہایت صاحب بصیرت وعقل ودانش والے تھے اس لئے کوئی انہیں دھوکہ دے بھی نہیں سکتا تھا۔") [دیکھئے: امام صاحب کی کتاب "الروح" صفحہ 244]

آج ذرائع ابلاغ کو جس دھوکہ دہی، تلبیس اور گمراہی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اس سے یہ فتنہ عوام سے ہوتا ہوا بہت سے صاحب علم، دیندار اور داعیان تک جا پہنچا ہے۔ اس سے اس فتنے کی شرانگیزی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح جہاد اور مجاہدین کے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر بیان کیا جا رہا ہے۔ افغانستان، عراق اور چیچنیا میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے والے مجاہدین کو دہشت گرد اور فسادی کہا جا رہا ہے جبکہ جنوب لبنان میں رافضی حسن نصر اللہ کی قیادت میں مزاحمت کو "شرعی جہاد فی سبیل اللہ" کا نام دیا جا رہا ہے۔ سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ.

یہ بہت بڑا بہتان ہے اور گزشتہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا فرمان گزرا ہے کہ تمہارے بعد دھوکہ دہی کے کچھ سال ہوں گے۔ ان سالوں میں جھوٹے کو سچا اور سچے شخص کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ بددیانت کو امانتدار اور امانتدار کو خائن کہا جائے گا۔۔۔"

حسن نصر اللہ رافضی شیعی اور اس کی جماعت حزب اللہ کی گمراہی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کو ان کی پالیسی اور کردار کو سمجھنے کے لئے درج ذیل نکات پر غور فرمائیں۔

1- گزشتہ صفحات پر میں نے جو آیات کریمہ اور احادیث شریفہ بیان کی ہیں ان سے واضح ہے کہ مسائل کو سمجھنے، عقائد، مؤقف اختیار کرنے اور لوگوں کی افکار اور آراء کے تجزیئے کے لئے معیار اور کسوٹی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ یہی سیدھا راستہ اور درست میزان ہے۔ جو شخص ان دونوں کو مضبوطی سے تھام کر ان کی روشنی میں لوگوں سے معاملات کرتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ اور اسے گمراہ کن فتنے سیدھے راستے سے کبھی بھٹکانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے واقف ہیں اور ان کی تعلیمات سے بخوبی بہرہ مند ہیں پھر وہ کیسے ان سب کو چھوڑ کر نسلی جذبات وعواطف، لوگوں کی گمراہ کن آراء اور خواہشات کی پیروی کرنے لگتے ہیں؟

ان کا حال شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

كَالْعِيسِ فِي الْبَيْدَاءِ يَقْتُلُهَا الظَّمَأُ
وَالْمَاءُ فَوْقَ ظُهُورِهَا مَحْمُولُ

’’خوبصورت سفید اونٹوں کو پیاس چٹیل میدان میں قتل کر دیتی ہے حالانکہ پانی کے مشکیزے ان کے اوپر لدے ہوتے ہیں۔‘‘

آیئے اب اس مفتون شخص حسن نصر اللہ اور اس کی دھوکے باز جماعت حزب اللہ کو کتاب وسنت کے میزان میں تولتے ہیں۔ انہیں توحید اور شرک، ہدایت اور گمراہی کے ترازو میں تولتے ہیں تاکہ اس شخص اور اس کی جماعت کی حقیقت آشکارا ہو سکے۔ آیا یہ شخص حق پر ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرتا ہے؟ یا وہ ایسے باطل پر ہے جس کی دعوت شیطان اور اس کی جماعت دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اس کے جہاد اور یہودیوں کی دشمنی کی حقیقت کو بھی واضح کرتے ہیں۔ کیا اس کی جہاد اور یہودیوں کی دشمنی اللہ کی رضا کے لئے ہے؟ یا شیطان وطاغوت کی خوشنودی کے لئے ہے؟

لہٰذا میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں:

’’بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ مجید نور مبین دے کر بھیجا تاکہ آپ ﷺ ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور اسی عقیدے کی بنیاد پر ولاء اور براء کا اصول رکھا کہ دوستی اور دشمنی اللہ کی رضا کے لئے ہوگی۔ دوستی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور موحد مومنوں کے ساتھ ہوگی اور دشمنی وبرأت مشرک اور مشرکین سے ہوگی۔ اسی مقصد کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا بازار سجایا گیا تاکہ شرک ختم ہو جائے اور دین ایک اللہ کے لئے خالص ہو جائے اس کا کوئی شریک باقی نہ رہے۔

یا حزب اللہ اور حسن نصر اللہ کا جہاد وہی ہے جس کی دعوت قرآنِ مجید نے دی ہے اور جس کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کرتے رہے ہیں؟‘‘

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت کے عقائد، ان کی عقدی اور سیاسی وابستگی اور ان کے اہداف ومقاصد کو جاننا ضروری ہے۔

حسن نصر اللہ 21 اگست 1960ء کو لبنان میں پیدا ہوا۔

1976ء کو تحصیل علم کے لئے عراق کے شہر نجف چلا گیا۔ وہاں اس نے جعفری شیعی مذہب کی تعلیم

حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسے البقاع کے علاقہ میں شیعہ تنظیم ’’اَمل الشیعہ‘‘ کا سیاسی مسئول مقرر کر دیا گیا۔ پھر 1982ء میں اسے سیاسی دفتر میں رکن کا درجہ دے دیا گیا۔ پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد اس نے اَمل الشیعہ سے علیحدگی اختیار کر کے حزب اللہ میں شمولیت کر لی اور اسے 1985ء میں بیروت کا مسئول بنا دیا گیا۔ پھر 1987ء میں مرکزی قیادت کا رکن اور جنگی معاملات کی کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا۔ پھر حزب اللہ کے سابق رہنما عباس موسوی کے قتل کے بعد اسے جنرل سیکرٹری بنا دیا گیا۔ 1992ء میں اسے مکمل اختیارات کا حامل سیکرٹری بنایا گیا اور پھر 1993ء اور 1995ء کو دوبارہ اس کا انتخاب کیا گیا۔ (حسن نصر اللہ کا یہ تعارف ’’مجلة الشاهد السياسي‘‘ میں اس کے انٹرویو کے شروع میں دیا گیا ہے۔ دیکھئے شمارہ نمبر 147، مورخہ 3 جنوری 1999ء)

اس مختصر سے تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن نصر اللہ رافضیت میں غرق ایک متعصب شیعہ ہے اور ایران میں رائج اثنا عشری جعفری مذہب کا پیروکار ہے۔ اس مذہب کی تائید وحمایت کرتا ہے اور اسی کی نشر واشاعت کرتا ہے۔ اسی لئے ’’عرب کا خمینی‘‘ کے لقب سے مشہور ہے کیونکہ وہ عرب ممالک میں ایسی ہی رافضی شیعی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جیسی خمینی نے ایران میں کی تھی۔ جبل لبنان کے سنی مفتی فرماتے ہیں

’’حزب اللہ عربی ممالک میں ایران کے داخلے کا مین گیٹ ہے۔‘‘

حسن نصر اللہ کا تعارف اثنا عشری جعفری فرقے کے عقائد جانے بغیر ناقص رہے گا اس فرقے کی طرف حسن نصر اللہ منسوب ہے وہ اپنی نسبت اثنا عشری جعفری فرقے کی طرف ہونے پر فخر کرتا ہے، اس کی تبلیغ کے لئے جہاد کرتا ہے اور اس کی نشر واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

اثنا عشری جعفری فرقے کے کفریہ شرکیہ عقائد ہیں جو اس مذہب کی کتب کا مطالعہ کرنے والے کسی شخص پر مخفی نہیں۔ جو شخص ان کی قدیم وجدید کتب سے ادنیٰ واقفیت بھی رکھتا ہے وہ ان کے کفریہ عقائد سے بخوبی آگاہ ہے۔ اسی طرح جو شخص ان کے جلسے اور جلوسوں میں شریک ہوتا ہے یا ان کے سالانہ جشن اور تہواروں پر سنے گئے کفریہ کلمات سنتا ہے وہ اس جماعت سے پوری طرح واقف ہے۔ حسن نصر اللہ جس فرقے کا پیروکار ہے اس کے خطرناک ترین اور گندے عقائد میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1- یہ فرقہ اپنے بارہ اماموں کو ہر قسم کی غلطی اور گناہ سے معصوم مانتا ہے۔ اس کے پیروکار اپنے آئمہ کی شان میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ ان کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ ان کی قبروں کا حج اور طواف کرتے ہیں۔

ان سے فریاد رسی چاہتے ہیں۔ ان کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ غیب کی ہر خبر جانتے ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے زیرِ حکم ہے۔ جیسا کہ خمینی نے بھی اپنی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' میں اس کا اقرار کیا ہے۔

2- ان کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن مجید ناقص ہے اور اس میں صحابہ کرامؓ نے تحریف کر دی تھی (نعوذ باللہ) اور مکمل اور صحیح قرآن مجید ان کے امام مہدی منتظر کے پاس ہے۔ وہ اپنی گمشدگی سے واپس آئیں گے تو کامل قرآنِ مجید ساتھ لائیں گے۔ اس وقت شیعہ اپنے علماء اور مشائخ کے حکم پر موجودہ ناقص قرآن ہی (نعوذ باللہ) پڑھتے ہیں حتی کہ امام منتظر اصلی کامل قرآن لے کر نمودار ہو جائیں۔ ممکن ہے کوئی کہنے والا کہہ دے کہ شیعہ تحریف قرآن کا انکار کرتے ہیں اور ان کی طرف یہ قول منسوب کرنا زیادتی ہے۔ تو ہم اسے جواب دیں گے کہ یہ قول ان کی معتبر ترین حوالہ جاتی کتب میں درج ہے۔ جیسے ان کے امام کلینی کی کتاب ''الکافی'' یا الطبرسی کی کتاب ''فصل الخطاب'' ہے۔ یہ دونوں مؤلف شیعہ کے نزدیک معتبر امام کے درجے پر فائز ہیں۔ اگر وہ اس عقیدے سے انکاری ہیں تو وہ ان دو کتابوں میں موجود اس عقیدے اور اپنے ان دو اماموں سے براءت کا اعلان کیوں نہیں کرتے؟ وہ ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

یہ کام شیعہ نے نہ پہلے کبھی کیا ہے اور نہ آئندہ کبھی کر سکیں گے۔

3- شیعہ جعفری صحابہ کرامؓ کو سب وشتم کرتے اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں خصوصاً صحابہ کرامؓ کے سرخیل جناب ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو یہ لوگ سخت گالیاں دیتے ہیں اور ان کی شان میں سخت گستاخی کرتے ہیں۔ اسی طرح ازواج مطہرات اور خصوصاً اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ عائشہ صدیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ محترمہ ہیں۔ مگر یہ بدبخت امہات المؤمنین کو کافر قرار دیتے ہیں اور ان پر زنا کی تہمتیں لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جرائم کی وجہ سے قتل و برباد کرے۔ آمین

4- یہ ماضی اور حال میں یہودیوں کے دوست رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دست راست بنے رہے ہیں۔ یہ ہمیشہ سے مسلمان ممالک پر حملہ آور ہونے والے کفار کے مددگار رہے ہیں۔ ابن علقمی نے تاتاریوں کی جس طرح مدد کی وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں ان کی امریکی استعمار کی مدد بھی کوئی مخفی چیز نہیں ہے۔ انہوں نے عراق اور افغانستان کی تباہی و بربادی میں امریکیوں کا بھرپور ساتھ دیا ہے اور ابھی تک کافر فوجوں کے جاسوس اور حمایتی بنے ہوئے ہیں، سنی مسلمانوں کی قتل و غارت اور نسل کشی میں ان کے مددگار ہیں۔

ان کے درج بالا عقائد و اعمال کوئی خفیہ بات نہیں رہے جیسا کہ ماضی میں تھا بلکہ اب تو یہ اعمال و کردار پوری طرح عیاں ہے، خواہ ان کے اپنے اعتراف و اقرار سے ہوا ہے۔ یا ان کے خلاف ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کے ساتھ عیاں ہوا ہے۔ یہ ہے اثنا عشری جعفری فرقے کی اصل حقیقت، اس فرقے کی طرف حسن نصر اللہ منسوب ہونے پر فخر کرتا ہے۔ کیا اب بھی اس شخص اور اس کی جماعت کے دھوکے پر مبنی نعروں اور شعروں سے دھوکہ کھانے والوں کا کوئی عذر باقی رہ گیا ہے کہ حسن نصر اللہ امت اسلامیہ کا دفاع کر رہا ہے یا وہ ملت کی طرف سے یہودیوں سے برسرپیکار ہے۔ یا وہ یہودی ریاست کے قلب میں کارروائیاں کر رہا ہے یا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف عمل ہے؟

اگر یہ شخص اپنے ان شرکیہ کفریہ اعتقادات کے ساتھ غالب آ گیا (اللہ تعالیٰ ایسا دن اسے نصیب ہی نہ کرے)، تو یہ شخص رافضی شیعی حکومت قائم کرے گا جس کی بنیاد شرک اکبر، صحابہ کرامؓ کو سب وشتم کرنے، اہل سنت مسلمانوں کو کافر قرار دینے اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر ہوگی۔ جیسا کہ آج کل عراق میں ہو رہا ہے۔

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ. (سورۃ توبہ، آیت نمبر 8)

''کس طرح (مشرکوں سے عہد رہ سکتا ہے) جب کہ ان کا حال یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پا لیں تو وہ تمہارے معاملے میں رشتہ داری کا لحاظ کریں گے نہ کسی عہد کا وہ اپنے منہ (زبان) سے تمہیں خوش کرتے ہیں اور ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔''

اس سب کے باوجود مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جو حسن نصر اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں اور اس کی فتح کی تمنا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اے مسلمانو! ہم خوابِ غفلت سے کب بیدار ہوں گے؟ کب ہم دوستی اور دشمنی، لوگوں کی آراء اور اپنی فکر و نظر میں معیار اور کسوٹی اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بنائیں گے؟ کب ہم نسلی جذبات و عواطف، جھوٹے شعارات اور دجل و فریب کے موازین سے نجات پائیں گے؟

2- کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صرف حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت حزب اللہ ہی اسرائیلی یہودیوں کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی ہے جبکہ باقی تمام ممالک اور جماعتیں اسرائیل کے مقابلے میں عاجز آ چکی

ہیں۔ حسن نصر اللہ اسرائیل کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے اور اس بات کا اعتراف خود اسرائیلی بھی کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ اس شخص کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں حالانکہ وہ ملت اسلامیہ کے دشمن کو مار رہا ہے؟ کیا ہم یہودیوں کی پٹائی اور ان کے نقصانات پر خوش نہ ہوں؟ یقیناً یہ ایک بہت بڑا فتنہ اور عظیم شبہ ہے۔ لیکن یہ شبہ صرف اسی شخص پر کارگر ہے اور اسے ہی گمراہ کر سکتا ہے جو صرف سطحی معلومات رکھتا ہے اور سطحی نظر سے دیکھتا ہے اور جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے، اسے اس جماعت اور اس کے لیڈر کے عقائد و مقاصد کا کچھ علم نہیں ہے۔

اس شبہے کا تفصیلی جواب، اللہ کی توفیق سے، حاضر ہے۔

1- بلا شبہ یہودیوں اور ان کی تنصیبات کو پہنچنے والے ہر نقصان پر ہمیں خوشی ہوتی ہیں لیکن اس سے ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ ہمیں ثابت شدہ حقائق سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہمیں جذبات کی رو میں بہنا چاہئے کہ ہم یہ کہنا شروع کر دیں۔ ”یہودیوں کو مارنے والا ہر شخص ہمارا بھائی اور ہمارا دوست ہے۔“

بلکہ ہمیں فرق کرنا چاہئے، جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اس کا ارادہ توحید و سنت کی نشر و اشاعت ہو جس طرح کہ ہمارے فلسطینی مجاہدین بھائی ہیں تو وہ ہمارے دوست ہیں اور ہم ان کی مدد کر کے خوش ہوں گے اور ان کی فتح پر مسرور ہوں گے۔ لیکن جس شخص کا جہاد شرک و بدعت اور فکر و ضلالت کی نشر و اشاعت کے لئے ہو اور وہ اپنے خفیہ مقاصد کے لئے کوششیں کر رہا ہو تو ہم ایسے شخص کو نہ دوست بنائیں گے اور نہ اس کی مدد کریں گے۔ اگرچہ اس کے دشمن کو مارنے پر ہم خوش ہوں گے حتی کہ دشمن کمزور و لاچار ہو جائے۔ جیسا کہ ہم ایسے شخص کو دشمن سے مار پڑنے پر بھی خوش ہوں گے تاکہ یہ شخص شرک و کفر اور رافضیت کو پھیلانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور ہم زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے۔

”اَللّٰهُمَّ أَهْلِكِ الظَّالِمِيْنَ بِالظَّالِمِيْنَ وَ اَخْرِجِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ بَيْنِهِمْ سَالِمِيْنَ.“

”اے اللہ ظالموں کو ظالموں کے ہاتھوں ہلاک کر دے اور موحد مومنوں کو ان کے درمیان سے صحیح سلامت نکال لے۔“

اور جب ہم کہتے ہیں کہ ہمیں روافض کی مار پٹائی پر خوشی ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن شیعہ کے ٹھکانے اور اڈے تباہ کرتا ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم عام مسلمانوں، بچوں، عورتوں اور بے گناہوں کے قتل و غارت پر خوش ہوتے ہیں بلکہ ان کے قتل پر ہمیں دلی دکھ اور رنج پہنچتا ہے۔

2- لبنان میں ایک بہت بڑی سازش ہو رہی ہے اور مکر و فریب کے جال بنے جا رہے ہیں۔ یہ جال ایران اور شام حسن نصر اللہ کو مدد دے کر بُن رہے ہیں۔ انہی دو ملکوں نے حزب اللہ کو اسرائیل کے ساتھ جنگ میں جھونکا ہے۔ اس سازش کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں ملک بہت بڑے شیعی منصوبے کو نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور عراق پر امریکی، صہیونی اور شیعی یلغار کے فوراً بعد اس منصوبے کو تیزی سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ چند ماہ قبل دمشق میں ایران اور شام نے دفاعی معاہدہ کیا ہے جس میں حزب اللہ اور کچھ فلسطینی جماعتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس معاہدے کے ساتھ عراقی شیعی تنظیموں نے بھی اتفاق کیا ہے۔ اس طرح یہ نیا نظام خبیث قسم کے سرطان کی طرح چاروں طرف پھیل گیا ہے اور اس نے اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دیے ہیں۔ اس سازش کا خطرہ ملت اسلامیہ کے لئے یہودی خطرے سے بھی بڑھ کر ہے چونکہ اس منصوبے کو علاقے میں نہایت مناسب ڈھال حاصل ہے اور یہ مسلمانوں میں در پردہ کام کر رہا ہے اس لئے یہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور عام مسلمانوں کے جذبات سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مسئلہ فلسطین سے بڑھ کر کوئی مناسب چھتری حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا وہ فلسطینی آزادی کی آڑ میں اپنے مجرمانہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تمام وسائل استعمال کر رہے ہیں جبکہ اس منصوبے کے کفریہ شرکیہ شیعی مقاصد لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں۔ اس منصوبے کا خلاصہ یہ ہے کہ عالم عرب اور عالم اسلام میں شیعی مذہب کو غلبہ دے دیا جائے اور خصوصاً شام و عراق میں شیعی رافضی مذہب کی بھرپور ترویج کر دی جائے۔

3- رہا یہ مسئلہ کہ لبنانی رافضہ حزب اللہ اور یہودیوں کے درمیان یہ جنگ اس وقت ہی کیوں چھیڑی گئی (جبکہ عراق میں جنگ جاری ہے) تو اس کی متعدد وجوہات ہیں۔

1- عراق میں جاری شیعہ کی مجرمانہ کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کھیل کھیلا گیا تاکہ لوگوں کی توجہ عراق میں شیعہ ملیشیا کی خونی وارداتوں کی طرف مبذول نہ ہو۔ شیعہ ملیشیا فلسطینی مہاجرین کی قتل و غارت اور جنوبی عراق کے سنی مسلمانوں کو زبری ہجرت پر مجبور کر کے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ ان کے اسی ظلم و جبر کی وجہ سے بصرہ میں صرف سات فیصد سنی مسلمان رہ گئے ہیں جبکہ بصرہ میں کئی دہائیوں سے سنی مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ حتی کہ امریکی قبضے سے پہلے بھی ان کی تعداد 40 فیصد تھی۔ یہ سارا ظلم اس حکومت ایران کے دور میں ہو رہا ہے جس کا وزیر اعظم اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا نعرہ لگاتا رہتا ہے اور شیطان اکبر امریکہ سے

جہاد کے دعوے کرتا ہے۔

یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جبکہ اہلِ سنت مجاہدین نے ثابت کر دیا ہے کہ حقیقی مجاہدین وہی ہیں جو عراق، افغانستان اور چیچنیا میں شجاعت و بہادری کی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ اسی طرح فلسطینی تحریکِ آزادی بھی سنی مسلمانوں کی ہے اور اس نے دنیا کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے کہ وہ علاقے میں اکیلی ہی علم جہاد بلند کیئے ہوئے ہے۔ یہودیوں کے خلاف سنی مجاہدین کی دلیرانہ کارروائیوں نے شیعہ کو رسوا کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ حملہ آور کفار کے ایجنٹ ہیں اور اس سے ان کی اہمیت ختم ہوتی جا رہی تھی اس لئے کوئی ایسی کارروائی کرنا ناگزیر ہو گیا تھا جس سے شیعہ تنظیم کا اعتماد و اعتبار بحال ہو سکے اور ان کے مجرمانہ کردار پر پردہ ڈالا جا سکے۔

2- حزب اللہ کا اپنے حلیف ایران کے ساتھ عراقی مجاہدین کے خلاف امریکی اتحاد میں شامل ہونا منکشف ہو گیا ہے۔ لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ حزب اللہ عراقی شیعی ملیشیا کو تربیت دے رہی ہے اور یہی ملیشیا فلسطینیوں اور عراقی سنی مسلمانوں کے قتل و غارت میں پیش پیش ہیں۔ ان رسوا کن اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے لبنانی جنگ چھیڑی گئی۔

3- جنگ کو اس وقت شروع کرنے کی تیسری وجہ یہ تھی کہ شام اور لبنان میں شیعی حملے ناکام ہو رہے تھے۔ امریکی اتحاد میں شامل ایرانی صفوی شیعی ارکان کے مؤقف سے شیعی تحریک کمزور ہو رہی تھی۔ پھر عراق میں امریکی اور ایرانی منصوبوں میں باہمی اختلافات بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اس لئے ضروری ہو گیا تھا کہ کوئی ایسا کام شروع کیا جائے جو عراقی شیعوں کے جرائم پر پردہ ڈال سکے۔ عراقی شیعی ملیشیا اہل سنت مسلمانوں اور فلسطینی مہاجرین کے خلاف جو مجرمانہ کارروائیاں کر رہی تھیں انہیں چھپایا جا سکے۔ نیز فلسطینی تحریکِ آزادی کی کامیابیوں سے لوگوں کی توجہ ہٹائی جا سکے جس نے یہودیوں کو عاجز و بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ اس لئے یہ کارروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا تا کہ شیعی تبلیغی کارروائیوں پر اعتماد کو بحال کیا جا سکے۔

اس طرح ایران کے وزیر اعظم محمود احمدی نژاد کے جھوٹ پر اعتماد بحال کرانا بھی مقصود تھا کہ ایران اسرائیل کو دنیا کے نقشے سے مٹا دے گا اور یہودیوں کا مقابلہ کرے گا۔ عراق میں حزب اللہ کی تحریک آزادی کی مخالفت پر پردہ ڈالنا بھی مقصود تھا نیز لبنان میں امن و امان کی بہتر ہوتی ہوئی صورتِ حال کو بگاڑنا مقصود تھا جس

کی دھمکی شامی حکمران بشار الاسد دے چکا تھا۔

ان تمام اہداف کو حاصل کرنے کے لئے حزب اللہ نے یہودی اسرائیل کے خلاف جنگ چھیڑ دی کیونکہ حزب اللہ ایرانی شیعی منصوبے کا تیسرا رکن ہے کیا ہم یہودی دشمنوں کے خلاف جنگ کے خلاف ہیں؟

جی نہیں۔ کبھی بھی نہیں۔ ہم ہر اس کارروائی پر خوش ہوتے ہیں جو غاصب یہودیوں کو نقصان پہنچائے، انہیں کمزور کرے اور ان کی دہشت میں کمی کا باعث ہو۔

لیکن ہم کسی بھی کارروائی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہتے۔ ہم یہ بات کبھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ کارروائی ہمارے علاقے میں یہودی منصوبے سے زیادہ خطرناک ایرانی شیعی منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے مددگار بن جائے۔ ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ کارروائی کرنے والے مسئلہ فلسطین کی قیمت پر یہ کارروائی کریں۔

حالانکہ وہ عین اسی وقت بغداد میں فلسطینی لوگوں کو قتل کر رہے ہیں، ان کے اموال لوٹ رہے ہیں اور ان کی عزتوں کو تار تار کر رہے ہیں۔ ہم یہ کبھی قبول نہیں کریں گے کہ ایرانی صفوی شیعہ شام اور لبنان کا امن و ایمان اپنے گھٹیا مقاصد کے لئے برباد کر دیں۔ ہم کبھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ایرانی شیعی اشتعال انگیزی پر یہودی لبنان کو تباہ و برباد کر دیں، لبنانی عوام بچوں اور عورتوں کے خون سے ہولی کھیلیں۔

ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ ایرانی شیعہ نئے روپ میں فریب و دھوکہ دہی سے ہمیں یہ باور کرائیں کہ وہ مزاحمتی تحریک ہیں۔ حالانکہ وہ سرِ عام دن دیہاڑے سب کے سامنے امریکی اور یہودی منصوبوں کی تکمیل کی راہیں ہموار کر رہے ہیں ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ کسی بھی وقت ہمارے عراقی مسلمان بھائیوں کے قتل و غارت سے اور شیعی جرائم سے ہماری نظریں ہٹائی جا سکیں۔

ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ گھناؤنی کارروائی شیعی ایٹمی بم بنانے کے لئے وقت کے حصول کے لئے استعمال کی جائے، جو کہ بننے کے بعد عربوں اور مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال ہوگا۔ یہ خبیث شیعی بم مسلمانوں کے اموال، عزتوں اور پراپرٹی کی تباہی کے لئے ہی استعمال ہوگا۔

پوری تاریخ کی ورق گردانی کر لیجئے آپ کو کوئی ایک جنگ بھی ایسی نہیں ملے گی جس میں ایرانی شیعہ نے یہودیوں یا ''شیطان اکبر'' امریکہ کے خلاف معرکہ آرائی کی ہو۔ پوری تاریخ میں ایسا ایک لفظ بھی

نہیں مل سکے گا بلکہ تاریخی اوراق پر یہ لکھا ہوا ملے گا کہ ایران عراق جنگ کے دوران ایران امریکہ اور اسرائیل سے جنگی اسلحہ حاصل کرتا رہا ہے جسے رسوائے زمانہ ''ایران گیٹ'' کا نام دیا جاتا ہے۔

یہی وہ ایران ہے جو آج نئے شیعی صفوی توسیعی منصوبے کو چلا رہا ہے۔ یہ ایران ہی ہے جو امریکہ کو عراق کے خلاف اُبھارتا ہے اور اب امریکی قبضے کے استمرار کے لئے ہر طرح کی خدمت بجالا رہا ہے۔

یہ ایران ہی ہے جو حزب اللہ کو لبنانی تباہی اور امن وامان کو غارت کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ یہ ایران ہی ہے جس کی للچائی ہوئی نظریں مسلسل خلیج عربی پر جمی ہوئی ہیں۔ یہ ایران ہی ہے جس نے عرب امارات کے تین جزائر پر ظالمانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ ایران ہی ہے جو فلسطینی تحریکوں کو اپنے مقاصد کے لئے جب چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے استعمال کرتا ہے اگرچہ عربی اور اسلامی علاقوں کا امن وامان غارت ہی ہو جائے۔

3- اس آخری نکتے میں ہم مسلمانوں کے زخموں پر مرہم رکھنے اور نا امیدی کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اگرچہ یہ واقعات سخت اذیت ناک اور تکلیف دہ ہیں لیکن شاید کہ یہ واقعات وحادثات روشن صبح کی نوید لے کر آئیں کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز مجرموں کی رسوائی اور ذلت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور موحد مومنوں کے موقف اور سچائی اور ثابت قدمی کو پذیرائی مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے پہلے اس قسم کی آزمائشوں کا آنا لازمی بات ہے۔ جس میں سچے مومن، کافروں اور منافقوں سے ممتاز ہو جائیں اور جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے وہ الگ ہو جائیں تا کہ جو ہلاک و برباد ہونا چاہتا ہے وہ دلائل کے ساتھ برباد ہو اور جو زندہ رہے وہ دلائل کو جان کر زندہ رہے۔

موجودہ حالات اسی طرف جا رہے ہیں۔ اس تمیز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت نہیں آتی۔ ایک چیز اور ہے جو دلوں میں آس کے دیئے جلاتی ہے اور مجرموں کے خوف رُعب اور مکر وفریب کو دور کرتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ. (سورۃ الانفال، آیت نمبر 36)

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تا کہ وہ (لوگوں کو) اللہ

کے راستے سے روکیں تو وہ ابھی (اور) مال خرچ کریں گے، پھر وہ ان کے لئے حسرت کا باعث ہوگا، پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اگر جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔''

عین ممکن ہے کہ یہ حادثات کے شعلے جو رافضی شیعہ نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے بھڑکائے ہیں یہ انہی کے گلے پڑ جائیں اور ان کے مجرمانہ منصوبوں کے خاتمے کی ابتدا بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ تو یہی ہے کہ بقا حق اور اہلِ حق کے لئے ہے اور باطل اور اہلِ باطل مٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ. (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 18)

''بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا سر پھوڑ دیتا ہے۔ پھر یکایک وہ (باطل) ملیامیٹ ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے ان باتوں کی وجہ سے ہلاکت ہے جو تم بناتے ہو۔''

نیز ارشاد ربانی ہے۔

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ.

''اللہ اسی طرح حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے چنانچہ جو جھاگ ہے وہ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور جو چیز انسانوں کو فائدہ دیتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے۔ اللہ اس طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔'' (سورۃ الرعد، آیت نمبر 17)

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو اہلِ حق میں شامل فرمائے اور اہلِ حق کا مددگار بنائے۔ اُمت محمدیہ کا رشد وہدایت والا معاشرہ مضبوط و مستحکم ہو جس میں اُمت محمدیہ کا دوست عزت دار ہو اور اس کا دشمن ذلیل ورسوا ہو۔ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

والحمد للہ رب العالمین.

تحریر: پروفیسر عبدالعزیز بن ناصر الجلیل

تاریخ: 1427/6/29ھ

بیت المقدس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والا کوئی شخص بیت المقدس کو ہرگز آزاد نہیں کرا سکتا۔

تحریر: پروفیسر محمد البراک

آج اُمتِ مسلمہ اشتعال انگیز جنگوں میں گھری ہوئی ہے جن کا شر وفساد چار سو پھیلا ہوا ہے۔ ان جنگوں نے امت مسلمہ کا نظام بکھیر کر رکھ دیا ہے اور اس کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ یہ شر انگیز خونی جنگیں کافر و فاجر قوم کی قیادت میں لڑی جا رہی ہیں جو مومنوں کے ساتھ کسی رشتہ داری یا عہد کی پاسداری نہیں کرتے۔

آج فلسطین کی مبارک سرزمین زخموں سے چُور چُور ہے۔ اس کی صبح اور شام دردناک اذیتوں، غمناک تصاویر، رنج والم میں ڈوبے مناظر، معصوم بچوں کی چیخ وپکار، ہر طرف ظلم وستم کی آوازوں، دُکھی ماؤں کی چیخوں اور یتیم بچوں کی آہوں اور سسکیوں میں ہوتی ہے۔

اِس کے لیل ونہار صفوں میں رکھے دور تک پھیلے کفنوں، جنازوں، منہدم شدہ گھروں، عزتوں کی محرومی پر ہو رہے ہیں۔ ایسے ایسے ہولناک حادثات ہو رہے ہیں، جنہیں دیکھ کر سن کر دل خون کے آنسو روتا اور جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور ان کی ہولناکی اور دہشت سے دِل کانپ اُٹھتے ہیں۔

دجلہ اور فرات کی سرزمین اللہ کے سامنے اپنے دُکھوں کی داستان سجائے ہے۔ وہ چکی کے دو پاٹوں میں بُری طرح کچلی جا رہی ہے۔ ایک طرف حملہ آور ظالم یہودی ہیں تو دوسری طرف دشمنی میں غرق رافضی شیعہ ہیں۔

فلسطینیوں کے گھر برباد کر دیے گئے ہیں ان کی مساجد گرا دی گئی ہیں اور ان کی عزتوں کو تار تار کر دیا گیا ہے۔ ان کے مال وجان کو لوٹ لیا گیا ہے اور ان کے گھروں میں صلیبی جھنڈے لہرا دیئے گئے ہیں۔

یہ حادثات مسلمانوں کو پکار پکار کر مدد کے لئے بلا رہے ہیں۔ چیخ چیخ کر انہیں اپنی مدد کے لئے نکلنے

کے لئے کہہ رہے ہیں۔

کوئی ہے جو اس مظلوم پکار کا جواب دے؟

کوئی ہے جو ان خون آلود معذوروں کی فریاد رسی کرے؟

احل الكفر بالاسلام ضيما — يطول به على الدين النحيب
فحق ضائع و حمى مباح — و سيف قاطع و دم صبيب
و كم من مسلم امسى سليبا — و مسلمة لها حرم سليب
و كم من مسجد جعلوه ديراً — على محرابه نصب الصليب
امور لو تاملهن طفل — لشار فى مفارقه المشيب
اتسبى المسلمات بكل ثغر — و عيش المسلمين اذاً يطيب
اما لله والاسلام حق — يدافع عنه شبان و شيب؟
فقل لذوى البصائر حيث كانوا — اجيبوا الله و يحكموا اجيبوا

1- کفر نے اسلام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے ہیں۔ شرافت ونجابت کے دین پر حملہ آور ہو گیا ہے۔
2- حقوق ضائع ہو رہے ہیں، گھروں کو لوٹا جا رہا ہے۔ تلواریں کاٹ رہی ہیں اور خون سیل رواں کی طرف بہہ رہا ہے۔
3- کتنے ہی مسلمان مرد لٹ گئے ہیں اور کتنی ہی مسلمان عورتوں کے گھر چھین لئے گئے ہیں۔
4- کتنی ہی مساجد کو انہوں نے گرجا گھر بنا لیا ہے اور مساجد کے محرابوں میں صلیب لٹکا دی ہے۔
5- ایسے ایسے دہشت ناک واقعات ہو رہے ہیں کہ اگر بچہ بھی ان پر غور کرے تو اس کے بالوں میں بڑھاپا آ جائے۔
6- کیا اسی طرح ہر سرحد پر مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنایا جاتا رہے گا؟ کیا اس حال میں مسلمان خوشگوار زندگی گزار سکیں گے؟
7- خبردار! اللہ اور اسلام کا بھی حق ہے۔ مسلمان نوجوان اور بوڑھے اس کا دفاع کب کریں گے؟
8- ہر اہلِ بصیرت وعقل ودانش کو کہہ دو کہ وہ جہاں بھی ہوں، اللہ کے حق کے دفاع کے لئے آ جائیں۔

اے حکمرانو! تم بھی اس پکار پر لبیک کہو۔

اِن خونی حادثات کے سمندر میں، پے در پے دکھوں اور مصیبتوں اور دہشت ناک پریشانیوں میں مسلمان اس دردناک صورتِ حال سے نکلنے کی راہ تلاش کررہے ہیں۔ کسی نجات دہندہ کی راہ تک رہے ہیں جو انہیں اس ذِلت ورسوائی سے نکالے، کسی رہنما کا انتظار کررہے ہیں جو ظلم وطغیان کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھے، دشمنوں کے حملے کو روکے اور بہتے خون کی ندیاں بند کرسکے۔

اِن حالات میں جبکہ مسلمانوں کی پریشانیاں اور مشکلات چاروں طرف سے انہیں گھیرے ہوئے ہیں۔ بہت سارے لوگوں کو اصل معاملے کی خبر نہیں ہو پارہی ہے۔ وہ دوست اور دشمن میں فرق نہیں کرپا رہے۔ وہ جس شخص کو ذلیل ورسوا کرنا ہوتا ہے اسے عظمت وشرف دے دیتے ہیں اور جو بلندی کا حقدار ہوتا ہے اسے پستیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔

جب صبح روشن ہوگی اور ہر معاملہ صاف دکھائی دینے لگے گا تو وہ ندامت وشرمساری سے اپنی انگلیاں چبائیں گے مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہمیں شاعر وادیب احمد شوقی کا وہ قصیدہ نہیں بھولنا چاہئے جو اس نے مصطفیٰ کمال اتاترک کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے لکھا تھا۔ اس نے اسے انقرہ کا تاج قرار دیا تھا اور آستانے کو عزل کرنے والا قرار دیا تھا۔ یعنی کمال اتاترک کا تاج اور سلطنت وخلافت کو ختم کرنے والا قصیدہ۔

جب اتاترک نے یونان کے ساتھ اپنی ڈرامائی جنگ کا دعویٰ کیا تو احمد شوقی نے اپنے مشہور شعر کہے تھے:

اللہ اکبر کم فی الفتح من عجب	یا خالد الترک جدد خالد العرب
یوم کبدر فخیل الحق راقصة	علی الصعید و خیل اللہ فی السحب

''اللہ اکبر، فتح میں کتنے عجوبے ہیں۔ اے ترکی خالد، عربی خالد بن ولید کی یاد اور اس کے کارناموں کی یادتازہ کردے۔ جنگِ بدر کی تاریخ دہرادو، حق کے گھوڑے میدانِ جہاد میں محوِ رقص ہیں اور اللہ کے گھوڑے میدان میں موجود ہیں۔

لیکن جب احمد شوقی کو معلوم ہوا کہ ترکی خالد نے عربی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یادتازہ کرنے کی بجائے عربوں اور ترکوں کی عظمت وشان کو مٹا کر رکھ دیا ہے تو وہ سخت نادم وشرمندہ ہوا۔

اِس سے بھی بڑھ کر افسوس ناک بات یہ ہے کہ اِن مشکل حالات میں لوگ ہر چیخنے والے کی آواز پر

کان دھر لیتے ہیں اور ہر نااہل، کم عقل وبے بصیرت شخص امت مسلمہ کے بڑے بڑے مسائل میں رائے زنی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں بلکہ کتاب وسنت کی روشنی سے منور داعیان حق کو لوگ مذاق کا نشانہ بناتے ہیں۔

حالات کتنے ہی دگرگوں کیوں نہ ہوں، اور معاملات کیسے ہی بگڑے ہوں، گمراہی کے داعیان کتنے ہی مستعد اور مصروف عمل ہوں، اہلِ حق پر واجب ہے کہ وہ دین حق کی تبلیغ پُرزور طریقے سے کریں اور حق کو واضح کریں اگرچہ لوگ اہلِ باطل داعیان اور ان کے مؤیدین سے کتنے ہی متاثر کیوں نہ ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۔ (سورہ الانعام، آیت نمبر 55)

''اور ہم اسی طرح آیات کی تفصیل بیان کرتے ہیں تا کہ مُجرموں کا راستہ بالکل واضح ہوجائے۔''

یعنی ہم آپ کو توحید ورسالت کے معالم سے خبردار کریں گے اور عقیدے کی بنیادوں سے باخبر کریں گے تا کہ آپ کو حق وباطل، اور ہدایت وگمراہی میں فرق معلوم ہوجائے۔

اسی لئے ہر داعی، عالمِ دین اور طالب علم پر لازمی ہے کہ وہ لوگوں کو عقائد اور مذہب کے قواعد وضوابط کی تعلیم دے۔

بلاشبہ فلسطین اور لبنان میں یہودی بربریت ایسی ننگی جارحیت ہے جسے کوئی مذہب یا عقل تسلیم نہیں کرتی اور نہ کوئی صاحب ضمیر اس پر راضی ہوسکتا ہے۔ لیکن کلمۂ حق کہنا اور گمراہ کرنے والے داعیان سے ڈرانا اور بچانا بھی بہت ضروری ہے۔ ایسے داعیان جو خوشنما بینرز اور جھنڈے لہراتے نظر آتے ہیں جبکہ ان کے سینے کفر وعداوت سے جوش ماررہے ہوتے ہیں، وہ اہل حق کی غیر موجودگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

مسائل کو سمجھنے کی ایک غلطی یہ ہے کہ جب کسی شخص کو رافضی شیعہ سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ اسے یہودیوں کی حمایت سمجھنے لگتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ ڈرانے والا شخص یہودیوں کا دوست ہے یا یہ شخص یہودیوں کے ظلم وبربریت پر خوش ہے جو بلاتفریق معصوم بچوں، بوڑھوں اور کمزور عورتوں کو قتل کررہے ہیں۔

اور وہ سمجھتا ہے کہ اس شخص کو بوڑھوں، عورتوں اور معصوم بچوں کے کٹے پھٹے اعضاء اور بہتے خون پر

کوئی دُکھ اور صدمہ نہیں ہے۔

یہ نہایت غلط سوچ ہے کیونکہ اسلام نرم دلی، رحمت اور شفقت کا دین ہے۔ دینِ اسلام نے اپنے پیروکاروں پر حرام کیا ہے کہ وہ اپنے دشمن کے ساتھ جنگ میں غیر جنگجو افراد کو قتل کریں یا ان پر ظلم ڈھائیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کیا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر (جہاد پر) روانہ ہو جاؤ، اللہ کی توفیق اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر روانہ ہو جاؤ۔ کسی بوڑھے بزرگ آدمی کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے، شیر خوار اور عورت کو قتل نہ کرنا، مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور نہ اسے اپنے پاس جمع کرنا، اصلاح کے کام کرنا اور نیکی کرنا، بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ ہم ایک غزوے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز کے گرد جمع ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھ کر آؤ یہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں۔ اس نے آکر بتایا کہ یہ لوگ ایک مقتول عورت پر جمع ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ عورت جنگجو تو نہ تھی (پھر کس لئے قتل کر دی گئی) وہ فرماتے ہیں۔ جنگ کے ہراول دستے کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے ایک آدمی کے ذریعے انہیں پیغام بھیجا کہ خالد سے کہو کسی عورت یا غلام (نوکر) کو ہرگز قتل نہ کرے۔

یہ ہیں اسلام کی رحمدلانہ تعلیمات جو دشمنوں سے بھی نرمی کا سلوک کرنے کا حکم دیتی ہیں۔ اس لئے کافروں کا کفر ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم ان پر ہر قسم کا ظلم وستم روا رکھیں اور ان کو جس طریقے سے چاہیں قتل کریں۔ اس لئے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور اہلِ دین کو اذیتیں دیتے ہیں، لیکن وہ جنگ میں شریک نہیں ہوتے تو ایسے لوگوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

حزب اللہ اور شیعہ سے بچنا ہر اس شخص پر واجب ہے جو عقیدہ توحید کو جانتا ہے خصوصاً اس دور میں جبکہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ان کے عقائد سے جاہل ہونے کی بنا پر ان کے دھوکے میں پھنس چکی ہے۔ جب وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے محافظ ہیں، اسلام اور عقیدہ توحید کی خاطر وہ جنگ لڑ رہے ہیں اور دینِ اسلام

کی مدد کر رہے ہیں تو حق اور باطل خلط ملط ہو جاتا ہے۔ ان کے باطل شعارات سے بہت سے لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور بعض اوقات بعض جاہل ان کے کفریہ شرکیہ عقائد کو صحیح سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی تعریف کرنے لگتے ہیں۔

جن حالات میں ہم جی رہے ہیں، ان میں ایک عالم ربانی کا قصہ یاد کرنا بھی سودمند ہوگا جس نے رافضی عبیدی حکمران المعز کے سامنے کلمۂ حق نہایت جرأت مندی کے ساتھ ادا کیا تھا۔ اس نے رافضیوں کے خوشنما پُرفریب شعارات سے دھوکہ کھائے بغیر، ان کی سخت سزاؤں کی پروا کئے بغیر، ان کے نام نہاد جنگجوؤں سے خوف کھائے بغیر کلمہ حق ادا کیا تھا اور اس سلسلے میں کسی لگی لپٹی کی پرواہ نہ کی، حتیٰ کہ اس جرأت کی جزا زندگی کی قربانی کی صورت میں قبول کر لی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عبیدی شیعی حکمران المعز کے حالاتِ زندگی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ المعز جس کی دعویٰ تھا کہ فاطمی ہے۔ جب وہ اسکندریہ آیا تو شہر کے معززین سے ملا۔ اس نے انہیں بڑا بلیغ خطبہ دیا جس میں کہا کہ وہ ظالم سے مظلوم کا حق لے کر رہے گا۔ اور اپنے نسب نامے پر بڑا فخر وغرور کیا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عبیدیوں اور فاطمیوں کے ذریعے سے اُمت اسلامیہ پر بڑا رحم کیا ہے۔ حالانکہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر رافضیت میں غرق تھا۔

جیسا کہ قاضی الباقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''عبیدیوں کا مذہب خالص کفر ہے اور ان کا اعتقاد رافضیت ہے۔ اسی طرح اس کے عوام اور اس کے مددگاروں اور دوستوں کا عقیدہ اور مذہب ہے۔ اللہ ان سب کو غارت کرے۔

المعز نے اپنے سامنے اس دور کے زاہد، عابد، ورع اور متقی عالم ربانی ابوبکر النابلسی کو حاضر کیا اور کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم کہتے ہو اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو میں رومیوں کو نو تیر ماروں گا اور مصری عبیدی حکمرانوں کو دسواں تیر ماروں گا۔

امام صاحب نے جرأت سے جواب دیا کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ بادشاہ نے سمجھا کہ امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے۔ لہٰذا پھر پوچھا اچھا تو آپ نے کیسے کہا تھا؟

امام صاحب نے فرمایا میں نے کہا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نو تیر تمہیں ماریں پھر دسواں تیر بھی تمہیں

ہی ماردیں۔

بادشاہ نے پوچھا۔ وہ کیوں؟

امام صاحب نے جواب دیا۔ وہ اس لئے کہ تم نے امت اسلامیہ کے دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، صالحین کو قتل کردیا ہے، نور الٰہی کو بجھانے کی کوشش کی ہے، اور ایسے مقام و مرتبے کے دعویدار بن گئے ہو جو تمہارے لائق ہی نہیں۔

یہ جواب سن کر بادشاہ آگ بگولہ ہوگیا اور حکم دیا کہ کل امام صاحب کو تمام لوگوں کے سامنے بطورِ مُجرم پیش کیا جائے، اگلے دن شدید ترین کوڑے مارے جائیں، پھر تیسرے دن ان کی کھال اُتارنے کا حکم دیا۔

لہٰذا ایک یہودی کو کھال اُتارنے کے لئے لایا گیا جبکہ امام صاحب اس دوران قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔

وہ یہودی کہتا ہے۔ مجھے امام صاحب پر بڑا ترس آیا۔ پھر جب میں ان کے دِل تک پہنچا تو میں نے ان کے سینے میں چھری گھونپ دی جس پر وہ فوت ہوگئے۔ رحمہ اللہ

انہیں شہید کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ انہی کی طرف بنو الشہید (شہید کے بیٹے) کی نسبت ہے۔ اہل نابلس میں آج تک ان کی اولاد اپنی نسبت ان کی طرف کرتی ہے اور ان میں آج بھی خیر و برکت باقی ہے۔ (دیکھئے: البدایة والنهایة: 322/11)

فلسطین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ کیا آج یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص فلسطین کو آزادی دلا سکے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے عقیدے کی بنا پر گالیاں بکتا ہو؟

میں کہتا ہوں۔ اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔

فلسطین کو آزادی دلا کر اسلامی مملکت بنانا انہی لوگوں کا کام ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں، ان کے لئے اللہ کی خوشنودی کی دعائیں کرتے ہیں اور عمر فاروق کی سیرت و کردار کو اپناتے ہیں۔

رہے صحابہ کرامؓ کے دشمن اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والے، تو اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، یہ لوگ امت اسلامیہ کی تباہی و بربادی ہی میں اضافہ کریں گے، ان سے حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل ہونے کی توقع نہیں ہے۔ جب حالات ان کے موافق ہوں گے تو یہ اپنے خونی

نوکیلے دانت اُمت کو دکھائیں گے اور اس پر حملہ آور ہو جائیں گے۔

اس وقت یہ لوگ اپنی دشمنی کا اظہار سرِ عام کریں گے اور اپنا غیظ و غضب اہلِ سنت پر نکالیں گے، اہلِ سنت کی اراضی چھین لیں گے، ان کی عزتوں کو لوٹ کر انہیں گھروں سے نکال باہر کریں گے جیسا کہ آج عراق اور ایران میں ہو رہا ہے۔

اس وقت خوابِ غفلت کے مزے لینے والے بھی جاگ جائیں گے اور ملت اسلامیہ کے حقوق میں کوتاہی کرنے والے پشیمان ہوں گے لیکن اس وقت تک پلوں کے نیچے سے بہت سارا پانی بہہ چکا ہوگا۔

اس لئے عقیدۂ توحید اور کتاب اللہ کے ارشادات پر ایمان رکھنے والے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ مومنوں سے دوستی اور کافروں سے دشمنی کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حزب اللہ اور اس کے قائدین سے براءت کا اعلان کرے اگرچہ اہل باطل ان کے کیسے ہی گیت گائیں اور ان کے فضائل میں زمین و آسمان کے قلابے ملائیں۔

ہر توحید پرست کو امام نابلسی ابوبکر رحمہ اللہ کا وہی جواب دہرانا چاہیے جو انہوں نے المعز العبیدی شیعی کو دیا تھا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم لات کے پجاری حزب کو نو تیر ماریں پھر دسواں تیر یہودیوں کو ماریں۔

تحریر: پروفیسر محمد البراک

☆☆☆

تصویری دستاویزات



حسن نصر اللہ، اہلِ سنت مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے

امریکہ اور اسلامی بیداری کی تحریکیں: حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری

حسن نصر اللہ کے نزدیک کچھ اسلامی جماعتیں اُمت مسلمہ کے لئے عظیم خدمات سرانجام دے رہی ہیں جبکہ بعض دوسری جماعتیں امریکہ اور اسرائیل کی خدمات میں مصروف ہیں اگرچہ وہ اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں۔

حسن نصر اللہ نے اس بات کی تردید کی کہ ہم متعصب ہیں بلکہ ہم پوری دنیا میں اسلام کا نام لینے والوں کے ہمقدم ہیں، خواہ وہ کوئی بھی تحریک ہو یا شخصیت ہو۔ کچھ ایسی تحریکیں ہیں جو اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں لیکن وہ شیعہ اور مختلف سنی فرقوں کو کافر قرار دیتی ہیں۔ وہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کو قتل کر رہی ہیں۔ ان کا اولین مقصد ہی ہر اس شخص کو قتل کرنا ہے جو ان کے فکر و نظر اور منصوبوں سے متفق نہ ہو۔

اس نے مزید کہا کہ میں وہابی تحریک کی تحدید و تعیین کر کے کہتا ہوں کہ یہ تحریک بیت المقدس کی آزادی کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہی۔ بلکہ یہ دشمن کے ساتھ معاملات طے کر رہی ہے اور امریکی مفادات کی خاطر اُمت مسلمہ کو فتنوں میں ڈال رہی ہے۔۔۔۔ ہم تحقیق کرنے والوں سے کہتے ہیں ہم یہ بات ہرگز قبول نہیں کریں گے کہ تم وہابی تحریک کو اسلامی یا اسلامی بیداری کی تحریک شمار کرو۔ [الأمان میگزین، شمارہ نمبر 149، 31 مارچ 1995ء]

بحرینی حزب اللہ کا ایرانی مدد سے حکومت بحرین کا تختہ الٹنے کی کوششوں کا ثبوت



حسین المدیفع اقرار کرتا ہے کہ ہم نے حزب اللہ کے لبنانی معسکرات میں جدید اسلحہ، نشانہ بازی اور بم دھماکوں کی تربیت لی تھی۔ اور تربیت کے تمام اخراجات ایرانی حکومت نے برداشت کیے تھے۔



14 مارچ 1966ء کو حزب اللہ بحرین کی بربریت اور دہشت گردی کی جھلک۔

کویتی حزب اللہ کے ایرانی تعاون کے ساتھ
کویتی جہاز الجابریہ اغوا کرنے کی کہانی اخبارات کی زبانی



الوفد الكويتي وصل مشهد للمشاركة في اتصالات تحرير الجابرية

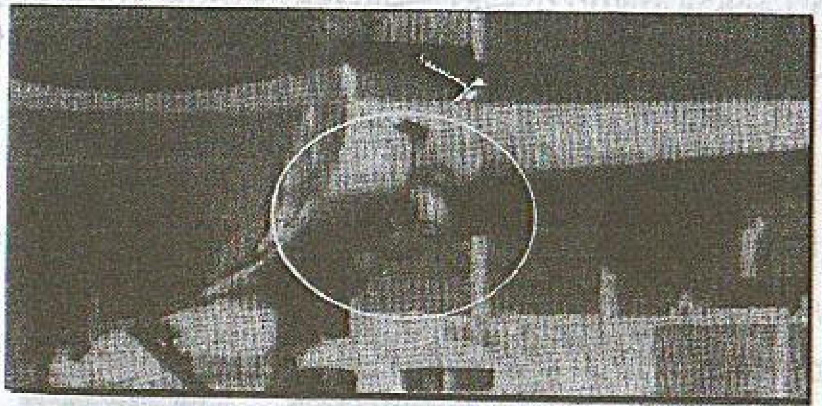
الخاطفون من جماعة حزب الله

■ الافراج عن ٢٤ راكبة ... والكويتيون ما زالوا في الطائرة

■ جولات سفر بحرينية وعراقية متوترة مع الخاطفين

عزيز اتصل هاتفيا بصباح الاحمد

جریدہ ''القبس'' 1988ء کی ہیڈ لائن: اغوا کنندگان حزب اللہ کے ارکان ہیں۔ کویتی وفد مشہد پہنچ گیا ہے تاکہ جہاز کو آزاد کرانے والے وفد میں شرکت کر سکے۔ تصویر میں اغوا ہونے والا جہاز دکھایا گیا ہے۔ حزب اللہ کے 37 افراد جہاز کے اغوا میں تعاون کے لئے بیروت سے ایران روانہ ہوئے۔



1988ء کو کویتی حزب اللہ نے کویت کا ''الجابریہ'' جہاز اغوا کر لیا اور پھر ایک مسافر کو قتل کر کے اس کی لاش جہاز سے نیچے پھینک دی، جیسا کہ تصویر میں نظر آ رہا ہے۔

کویت کے امیر شیخ جابر الاحمد الصباح رحمہ اللہ

نے اپنے اوپر قاتلانہ حملے کی ناکامی کے بعد ٹیلی وژن پر اعلان کیا تھا کہ یہ قاتلانہ خودکش حملہ کویتی حزب اللہ نے کیا ہے۔ کویتی امیر جناب جابر الاحمد الصباح اور شیخ صباح الاحمد نے بیان جاری کیا کہ کویت میں ہونے والے تمام بم دھماکوں میں کویتی حزب اللہ ملوث ہے۔



سمو الامير يتحدث من على شاشة تلفزيون الكويت

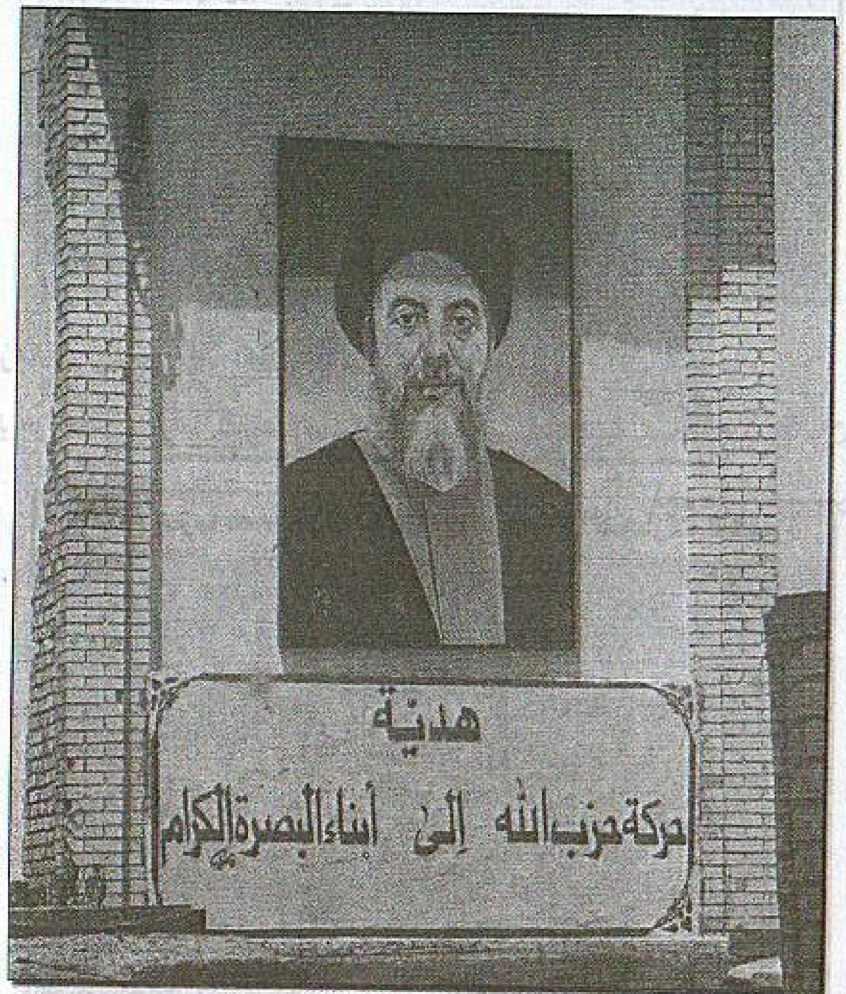


منظمة حزب الله في الكويت وراء جميع الانفجارات الأخيرة

الشيخ صباح الاحمد — الامير جابر الاحمد الصباح

تمام معلومات کا مرجع کویتی جریدہ ''القبس'' سے لیا گیا ہے۔

حزب اللہ لبنانی اور عراقی دہشت گرد تنظیم ''بدر''
کے مضبوط تعلقات کی منہ بولتی تصویر



حزب اللہ کی طرف سے بصرہ کی تنظیم بدر کو تحفے میں دی جانے والی تصویر۔

ابولؤلؤ مجوسی کی قبر پر شیعوں کا جشن



اوپر والی تصویر: ابولؤلؤ کے مزار کا مین دروازہ ہے۔





(ابولؤلؤ مجوسی وہی لعین ہے جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس لئے شیعہ اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرنے کیلئے اس روز جشن مناتے ہیں جس روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا)۔ تصویر کے ساتھ والے کتبے پر حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''الجبت'' (بت یا جادوگر)، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ''طاغوت'' (شیطان) اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو ''نعثل'' (زبجو یا بے وقوف بوڑھا) کہا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

مکہ مکرمہ میں 1989ء کو بم دھماکے کرنے اور حجاج کرام کو قتل کرنے والے مُجرموں کو شیعہ کے نزدیک شہداء اور اولیاء اللہ کا درجہ حاصل ہے



اوپر والی تصویر میں ان تمام مجرموں کی تصاویر اور نام ہیں جو حرم مکی میں فتنہ وفساد میں شریک ہوئے۔





تصویر میں سعودی عرب کے شہر الخبر کے رہائشی پلازے میں بم دھماکہ کرنے والے دو بڑے مُجرموں کی تصاویر دی گئی ہیں۔

اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کا اعترافِ حقیقت کہ شیعوں میں اسرائیل کا دشمن دور دور تک دکھائی نہیں دیتا حتیٰ کہ دروز فرقے میں بھی ایسا کوئی دشمن موجود نہیں ہے، جبکہ میرے نزدیک اصلی دشمن فلسطینی تحریک آزادی کے مجاہد (دہشت گرد) ہیں جنہیں شامی حکومت کی حمایت حاصل ہے۔

حتى انني اقترحت اعطاء قسم من الأسلحة التي منحتها اسرائيل، ولو كبادرة رمزية، الى الشيعة الذين يعانون هم أيضا مشاكل خطرة مع منظمة التحرير الفلسطينية. ومن دون الدخول في اي تفاصيل، لم أر يوما في الشيعة اعداء اسرائيل على المدى البعيد، ولا حتى في الدروز. فالطائفة الدرزية اليهودية اندمجت في كل ميادين مجتمعنا، ابتداء من عالم الأعمال حتى الجيش. وقولي هذا لا يعني أنني اعتبر الطائفة السنية اللبنانية عدوانية قسرا او عدوًا لدودا. فهم يعيشون معنا بسلام منذ عشرين عاما، ولا دافع يحول دون ديمومة هذا التعايش مستقبلا. أمّا عدوّنا الحقيقي الذي رأيته هنا، فيتمثل بالمنظمات الارهابية الفلسطينية « وأرض فتح » المستقلّة، إضافة الى السوريين الذين يؤمّنون لهم الحماية والمساعدة.

استمرّ الحديث بضع ساعات، ولكن مع حلول الظلام كان لا بدّ من إنهائه حتى أرجع الى الشاطئ لموافاة الطائرة المروحيّة المكلّفة باعادتنا الى اسرائيل.



وعلى رغم الحرب، شهدت الطرقات حركة ...
الى ازدحام السيّارات. فكنّا نراوح مكاننا على ...
فساورني قلق بالغ بشأن موعدنا الذي ...

عندما وصلت أخيرا الى منزلي في ساعة ...
في انتظاري. فبادرتني بسؤالها : « كيف وجد...
يقبّلون الأيادي ويقتلون في نفس الوقت ».

بعيد عودتي، قدّمت الى بيغن والحكومة ...
المواضيع المعالجة بأدقّ تفاصيلها، وعارضا ...
الضعف الكامنة عند المسيحيين. ولو لم أوضّ...
العلاقات القائمة بين اسرائيل والمسيحيين و...
في القدس، في ١٦ شباط (فبراير) ١٩٨٢ ...
الوزراء بشروط التدخّل الاسرائيلي المسلّح في لبنان : واصل الارهابيّون هجوماتهم

٥٨٤

المصدر، مذكرات أرييل شارون - ترجمة أنطوان عبيد - مكتبة بيسان. بيروت

خمینی لعین کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام

کہ آپ ﷺ دعوت وتبلیغ میں ناکام ہوگئے تھے (نعوذ باللہ)



٤٢

العمل الهي، اهنئ الذين يعرقلون الثورة الاسلامية بالقلم أو القد
ويشرف جميع أبناء إيران أمام إمام الزمان ــ أرواحنا فداه ــ وأن
يستطيعوا تحقيق الأهداف الاسلامية، والسلام عليكم ورحمة الله

١٧٥. خطاب سماحته في حشد من أعضاء مجلس الشورى ورئيس الجمهورية
المبيت ١٣٥٩/٤/٧ = ١٤٠٠/٨/١٥ = ١٩٨٠/٦/٢٨
بسم الله الر

إن الموضوع الذي قلته البارحة عن الشعارات والرموز
إلى أن تتضرر إيران بسبب هذه الأوراق مائة مليون تومان، ولن
شعار المؤسسة أو الجمهورية الاسلامية، وإلا فليكتبوا على أوراق
بالاسراف إلى هذا الحد. وأنا أعلن أنني إن رأيت في مكان بعد هذ
للمدعي العام في الثورة أن يجلب هذا الشخص ويحاكمه محاك
لأنهم أشد ضرراً للشعب من باعي الهيروين. فعلى المسؤولين أن
أما المسألة الاخرى التي هي أهم مما قبلها هي تصفية
والدوائر، وأن ينحى غير الصالحين من الدوائر! يجب تشكيل لجن
أبداً يجب النظر إلى الذين يعرقلون، هل هو الوزير؟ فليأخذوا بيده
أن يقوم بهذه الأعمال الآن هذا أيضاً هو نفس الطريقة الادارية بتما

١٧٦. خطاب سماحته إلى الشعب الايراني بمناسبة الخامس عشر من شهر
شعبان (خطابات من الاذاعة والتلفزيون)
المبيت ١٣٥٩/٤/٧ = ١٤٠٠/٨/١٥ = ١٩٨٠/٦/٢٨

بسم الله الرحمن الرحيم

أبارك لجميع المسلمين والشعب الايراني، هذا العيد السعيد (١٥ شعبان)، فشهر شعبان شهر عظيم وله في الثالث منه مجاهد عالم البشرية الكبير، وفي الخامس عشر منه جيء إلى الوجود الامام المهدي المنتظر أرواحنا له الفداء.

إن قضية غيبة الامام هي قضية مهمة تبين لنا أموراً من بينها أنه لم يكن لإنجاز عمل عظيم كهذا ــ وهو تطبيق العدالة بمعناها الحقيقي في العالم بأسره ــ في جميع بني الانسان أحد سوى المهدي المنتظر سلام الله عليه الذي ادخره الله تبارك وتعالى للبشر. فكل نبي من الأنبياء إنما جاء لاقامة العدل وكان هدفه هو تطبيقه في العالم لكنه لم ينجح، وحتى خاتم الأنبياء (ص) الذي كان قد جاء لاصلاح البشر وتهذيبهم وتطبيق العدالة، فإنه هو أيضاً لم يوفق. وإن من سينجح بكل معنى الكلمة ويطبق العدالة في جميع أرجاء العالم هو المهدي المنتظر. والعدالة ليست بالشكل الذي يفهمه الناس العاديون بأن تكون قضية تطبيق العدالة في الأرض من أجل رفاهية البشر فحسب، بل العدالة في جميع مستويات الجوانب الانسانية. فلو انحرف إنسان ما في الجانب العملي من شخصيته أو النفسي أو العقلي، فإن تقويم هذا الانحراف هو خلق العدالة في الانسان. إذاً فإن ذلك يعني أن هذا العيد عيد الامام المهدي المنتظر ــ أرواحنا له الفداء ــ هو أكبر الأعياد للمسلمين وللبشرية، وحين يظهر إن شاء الله، فإنه سينقذ البشرية بأسرها من التردي ويقوّم كل اعوجاج. يملأ الأرض عدلاً بعدما ملئت جوراً. فالأرض الآن ــ التي ربما ستكون بعد الآن أسوأ مما هي عليه أيضاً ــ مملوءة بالجور. فالانحراف موجود في جميع النفوس حتى في نفس الشخص الكامل وإن لم يعلم، والانحراف موجود في الأخلاق والعقائد والأعمال.

علينا أن نعد أنفسنا لظهوره في أيام كهذه هي أيام الله، إنني لا أستطيع أن أدعوه باسم زعيم إطلاقاً وبأي عبارة سوى أنه

خمینی کے خطابات کا وہ صفحہ جس پر اس نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ناکام ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور خاتم الانبیاء ﷺ کو بھی دعوت وتبلیغ میں ناکام قرار دیا ہے۔

خمینی کا اعتراف کہ شیعہ کے نزدیک

امام مہدی منتظر کے ظہور تک کوئی جہاد نہیں ہے

ختام فيه مسائل :

مسألة ١ ـ ليس لأحد تكفل الأمور السياسية كاجراء الحدود والقضائية والمالية كأخذ الخراجات والماليات الشرعية إلا إمام المسلمين عليه السلام ومن نصبه لذلك.

مسألة ٢ ـ في عصر غيبة ولي الأمر وسلطان العصر عجل الله فرجه الشريف يقوم نوابه العامة ـ وهم الفقهاء الجامعون لشرائط الفتوى والقضاء ـ مقامه في إجراء السياسات وسائر ما للإمام عليه السلام إلا البدأة بالجهاد.

مسألة ٣ ـ يجب كفاية على النواب العامة القيام بالأمور المتقدمة مع بسط يدهم وعدم الخوف من حكام الجور، ويقدر الميسور مع الامكان.

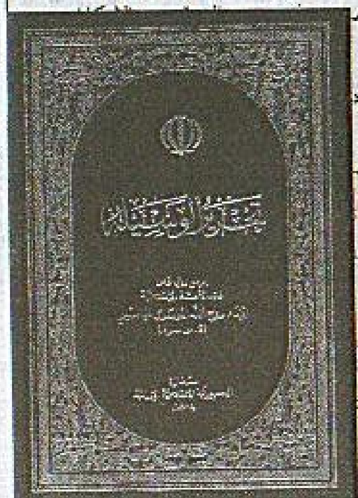
مسألة ٤ ـ يجب على الناس كفاية مساعدة الفقهاء في إجراء السياسات وغيرها من الحسبيات التي من مختص
عدمه فبمقدار الميسور الممكن.

مسألة ٥ ـ لا يجوز التولي للحدو
عن إجراء السياسات غير الشرعية،
يوجب الضمان ضمن، وكان فعله معص

مسألة ٦ ـ لو أكرهه الجائر على
الجائر ضامناً، وفي إلحاق الجرح بالقت
وقد أشرنا إليه سابقاً.

مسألة ٧ ـ لو تولى الفقيه الجامع
السياسات والقضاء ونحوها لمصلح
الشرعية، والقضاء على الموازين ال
التعدي عن حدود الله تعالى.

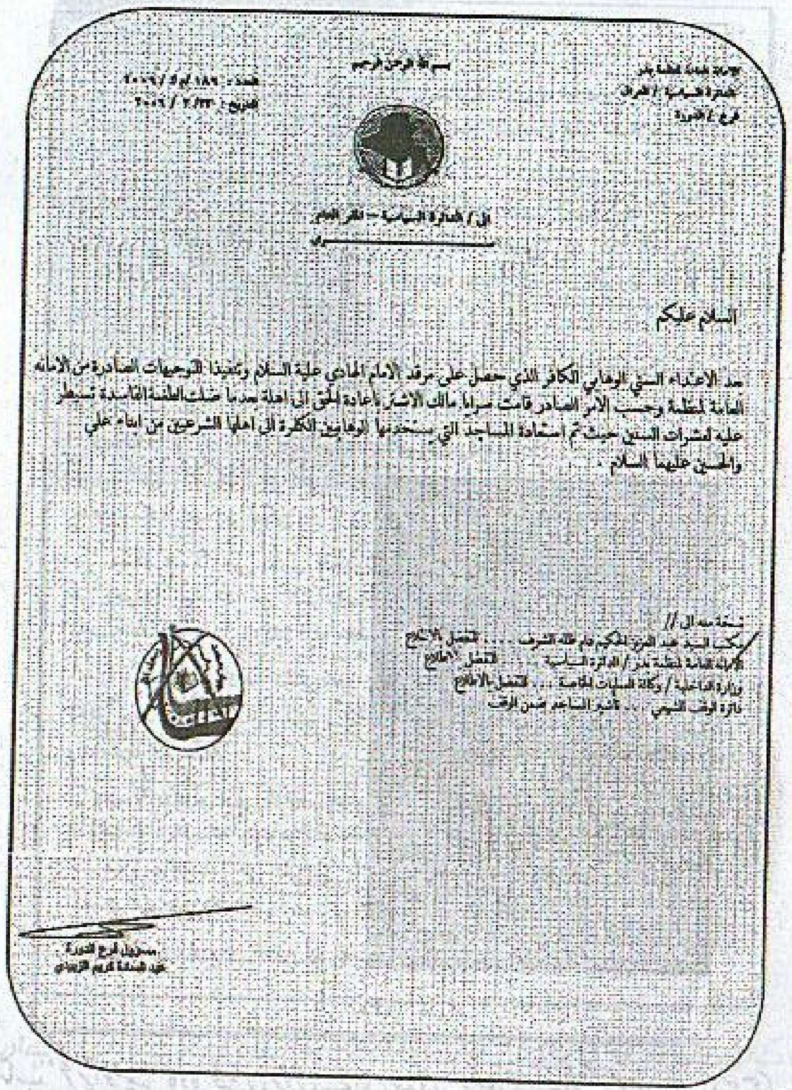
مسألة ٨ ـ لو رأى الفقيه أن تص



٤٣٥

خمینی کی کتاب "تحریر الوسیلہ" کا وہ صفحہ جس پر اس نے امام مہدی کے ظہور تک جہاد کے کالعدم ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

نجف کے شیعی علماء السیستانی اور الحکیم نے امریکی قابض فوج کے خلاف جنگ نہ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ الوطن اخبار کی رپورٹ



بسم الله الرحمن الرحيم

السلام عليكم

بعد الاعتداء السني الوهابي الكافر الذي حصل على مرقد الامام الهادي عليه السلام وتنفيذا التوجيهات الصادرة من الامانة العامة لمنظمة وحسب الامر الصادر قامت سرايا مالك الاشتر باعادة الحق الى اهله بعدما تسلطت الطغمة الفاسدة عليه لعشرات السنين حيث تم استعادة المساجد التي يستخدمها الوهابيين الكفرة الى اهلها الشرعيين من ابناء علي والحسين عليهما السلام .

نسخة منه الى //
مكتب السيد عبد العزيز الحكيم دام ظله الشريف ... للتفضل بالاطلاع
الامانة العامة لمنظمة بدر / الدائرة السياسية ... للتفضل بالاطلاع
وزارة الداخلية / وكالة العمليات الخاصة ... للتفضل بالاطلاع
دائرة الوقف الشيعي ... لاشعار المساجد ضمن الوقف

مسؤول فرع الثورة

عراق میں سنی مساجد پر قبضے کے لئے شیعی قیادت کے خفیہ حکم نامے کی نقل



کویت میں شیعی مرجع المہری، سنی تحریک
حماس کو ہر قسم کی امداد دینا حرام قرار دیتا ہے



قتل و تشريد الفلسطينيين في العراق. فهل هذه هي نصرة القضية الفلسطينية
و تحرير بيت المقدس الذي يزعم الشيعية الإمامية السعي لتحريره من الاحتلال؟



خمینی کا حسن نصر اللہ کے نام اتھارٹی لیٹر

کہ حسن نصر اللہ لبنان میں خمینی کا وکیل بن کر مالی معاملات اور شیعہ کے معاشرتی مسائل حل کرے گا۔

التفويض: تفويض الخميني في أخذ الأموال وغيره.
الزمان: ١٣٦٠ هـ س. ١٤٠١/ هـ ق.
المكان: طهران. جماران.
الموضوع: التفويض في الأمور الحسبية والشرعية.
المخاطب: سيد حسن نصر الله - لبنان.

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين. والصلاة والسلام على محمد وآله الطاهرين. ولعنة الله على أعدائهم أجمعين. وبعد.
حجة الإسلام الحاج السيد حسن نصر الله دامة إفاضاته
فانك من طرفنا مأذن في التصرف في الأمور الحسبية والشرعية ومظالم العباد والزكوات والكفارات وصرفها في مصارفها المقررة الشرعية.
وكذا في السهمين المباركين (الإمام الغائب) و صرفها لشخصكم مقتصدا في ذلك. وما زاد فلكم صرف نصفها للسادات العظام - كثر الله أمثالهم - وفي نشر الدعوة المقدسة. وإرسال النصف الثاني إلينا.
ونوصيه - أيده الله تعالى - بما أوصى به السلف الصالح من ملازمة التقوى والتجنب عن الهوى و التمسك بعروة الاحتياط في أمور الدين والدنيا، وأن لا ينساني من صالح دعواته.
والسلام عليه و على إخواننا المؤمنين ورحمة الله و بركاته.

روح الله الموسوي الخميني

''اتھارٹی لیٹر'' زکوٰۃ صدقات وغیرہ جمع کرنے کے لئے خمینی کا اتھارٹی لیٹر۔

حسن نصر اللہ کی ایران اور ایرانی
حکمرانوں کے ساتھ والہانہ محبت کے مناظر

[جو کسی تبصرے کے محتاج نہیں]





ایرانی نائب رئیس محمد علی ابطحی کا اعترافِ حقیقت

"اگر ایرانی حکومت کی خصوصی امداد شامل نہ ہوتی تو کابل اور بغداد کبھی فتح نہ ہوتے۔"



أبطحي:
لولا إيران لما سقطت كابول وبغداد !

بدور إيران في
إسقاط الحكومات
في أفغانستان
والعراق !!

شیعہ امامیہ کے مراجع علماء اور امریکی یہودی
اراکین کے محبت والفت کی گہری داستان



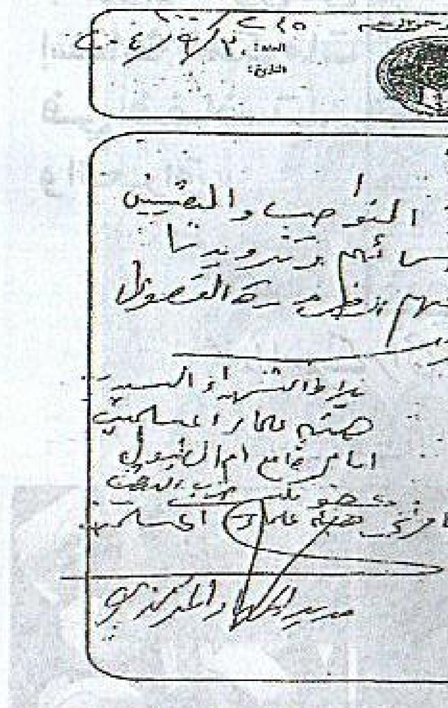








عراقی علمائے اہلِ سنت کے قتل کے لئے شیعی بدر تنظیم کا خفیہ پلان



صورة أحد علماء السنة بالعراق بعد ان مثل بجثته رحمه الله

صورة الشيخ حسن النعيمي هيئة علماء المسلمين بعد تعذيبه و اغتياله رحمه الله



عالمِ اسلام میں تشیع کی نشر واشاعت کے لئے شیعی خفیہ منصوبے کی تفصیل

عراق میں اسلامی انقلابی مجلس اعلیٰ کی طرف سے تمام مکاتب اور ذیلی برانچوں کے قائدین کے لئے رخفیہ اور فوری حکم۔

ایران کے "اسلامی انقلاب" کے مرشد اعلیٰ آیۃ اللہ العظمیٰ علی خامنہ ای کی ہدایات اور نگرانی میں نیز شیعی شعار "علی کے شیعہ ہی غالب ہوں گے" کے تحت قم شہر میں شیعی مجلس مشاورت کا اجلاس ہوا تا کہ عالمِ اسلام میں تشیع کی نشر و اشاعت کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس اجلاس میں تمام جماعتوں کے قائدین مراجع، حوزات کے لیڈر دینی اور سیاسی قائدین اور باحثین نے شرکت کی۔ مختلف امور پر تبادلہ خیال کے بعد درج ذیل سفارشات پر اتفاق کیا گیا ہے۔

1- ایک عالمی شیعی تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی ہے جس کا نام "منظمۃ مؤتمر الشیعی العالمی (عالمی شیعی مجلس مشاورت) ہوگا۔ اس کا ہیڈ آفس ایران میں ہوگا اور اس کی برانچیں پوری دنیا میں ہوں گی۔ تنظیم کی کمیٹیاں اور ان کے فرائض طے ہوں گے اور مجلس کا اجلاس ہر مہینے ہوگا۔

2- ہر ملک کی موجودہ حالت کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا اور عراق میں ہمارے کامیاب تجربے سے استفادہ کیا جائے گا۔ پھر باقی ملکوں میں اسے لاگو کیا جائے گا۔ ان میں اہم ترین سعودی عرب ہے جو وہابی کافروں کا قلعہ ہے۔ اُردن ہے جو یہودیوں کا ایجنٹ ہے۔ اسی طرح یمن، کویت، مصر، امارت، بحرین، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان میں اسے لاگو کیا جائے گا۔ خمینیہ اور عشریہ منصوبوں پر فوری عمل شروع کیا جائے۔ (یعنی پنج سالہ اور دس سالہ پلان پر فوری عمل شروع کر دیا جائے۔)

3- پوری دنیا میں تمام تنظیموں اور جماعتوں کی غیر سرکاری عسکری فوج بنائی جائے یہ کام عسکری اداروں میں اپنے افراد داخل کر کے، امن و امان کے اداروں، حساس اداروں میں داخل کر کے کیا جائے۔ ان کے لئے خصوصی بجٹ مقرر کیا جائے اور انہیں ہمارے سعودی، یمن اور اُردنی بھائیوں کے تعاون کے لئے تیار کیا جائے۔

4- ہر میدان میں عورتوں کے تمام وسائل اور ذرائع سے بھر پور استفادہ کیا جائے، تا کہ تمام جغرافیائی

اہداف میں انہیں استعمال کیا جاسکے۔تربوی اور تعلیمی نوکریوں کو حاصل کیا جائے۔

5- تمام مذاہب اور قوموں کے ساتھ عملی ہم آہنگی پیدا کرنا اور ان سے مکمل فائدہ اٹھانا تاکہ پوری دنیا میں شیعی مقاصد کے حصول میں ان سے مدد لی جاسکے اور ان کے ساتھ نسلی تعصب سے اجتناب کیا جائے تاکہ شیعی مصلحت کو نقصان نہ ہو۔

6- عام دینی شخصیات کا قتل اور ان کی صفوں میں جاسوس شامل کرنا تاکہ ان کے منصوبوں کی اطلاع ہوسکے۔

7- تمام دینی حوزات اور مراجع کے لئے ضروری ہے کہ وہ ماہانہ رپورٹ اور سالانہ منصوبہ سازی کریں اور مجلس کو آگاہ کریں کہ ان کے ممالک میں کیا کیا رکاوٹیں پیش ہیں اور کیا کیا کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں۔تشیع کے پھیلاؤ کے لئے مفید تجاویز بھی ارسال کریں۔

8- مجلس کے عسکری، اعلامی اور اداری معاملات کے لئے عالمی مالی بنک کا قیام۔یہ مجلس کے زیر تحت کھولا جائے گا جس کی ذیلی برانچیں پوری دنیا میں ہوں گی۔اس میں حکومتوں، مالدار تاجروں، زکوۃ، خمس اور تمام جمیعات اور تنظیموں سے مال جمع کر کے رکھا جائے گا۔

9- ایک مرکزی کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو پوری دنیا میں مجلس کے منصوبوں کو مربوط کرے گی اور اس کے امور کو چلائے گی۔

10- تمام ممالک، حکومتوں اور جماعتوں کا پیچھا کیا جائے گا اور ان کے خلاف ہر میدان میں جنگ چھیڑی جائے گی خصوصاً اقتصادی جنگ۔اس میں ایرانی برآمدات کو فروغ دینے اور سعودی، اُردنی، شامی اور چینی مصنوعات کے بائیکاٹ کی ترغیب دی جائے گی۔

اسلامی انقلاب کی مجلس اعلیٰ کے سیاسی دفتر سے نشر ہوا۔

اختتام

اس مختصر وقت میں جلدی کے ساتھ میں نے یہ مواد جمع کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے جو حزب اللہ کے حقیقتِ حال کو منکشف کرنے کے لئے ہے۔مجھے امید ہے کہ متلاشیان ہدایت کے لئے یہ کتاب رہنما ہوگی۔ان شاء اللہ.. اگر میں حزب اللہ کے مکروفریب اور گمراہیوں کو ان کے اپنے افراد کی زبانی تفصیل سے بیان کرتا تو میرا قلم خوب جولانی میں چلتا لیکن میرے خیال میں میں نے جو کچھ پیش کیا ہے وہی کافی ہے۔جو شخص تفصیل کا خواہش مند ہو تو وہ دیگر مصنفین کی کتب سے رجوع کرے۔جن کی اکثریت انٹرنیٹ پر ہے۔میں یہ بات اس شخص کیلئے کہہ رہا ہوں جو حق کی تلاش میں ہے اور اس کا دِل مطمئن ہے۔لیکن جس شخص نے اس جماعت کی حقیقت سے چشم پوشی کی ہوئی ہے اور وہ صرف، یہودیوں کے خلاف اس کی مکارانہ جنگ ہی کو کارنامہ سمجھ رہا ہے اور دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجا بجا کر اس جماعت کو داد دے رہا ہے اور اپنی زبان سے اس جماعت کی تعریفیں کر رہا ہے تو اسے صرف اتنا کہیں گے۔اے مسکین! تم یہودی ریاست کے خاتمے کی دعائیں کر رہے ہو اور ایک ایسی حکومت کے قیام کی دعائیں مانگ رہے ہو جو اہلِ السلام اور اہل سنت پر یہودیوں سے بھی زیادہ سخت دشمن ہیں۔

وآخر دعوای ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیہ وسلم علی محمد وآلہ وصحبہ أجمعین۔

شیعہ رافضہ کی حقیقت اور ان کی سیاہ تاریخ جاننے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں

1- حقیقة المقاومة (تحریک مزاحمت کی حقیقت) /تالیف: عبدالمنعم شفیق۔

2- خیانات الشیعہ وأثرھا فی ھزائم الأمة الاسلامیہ (شیعہ کی خیانتیں اور امت مسلمہ کی شکست میں ان کے اثرات) /عماد حسین۔

3- أثر الحرکات الباطنیہ فی عرقلة الجھاد ضد الصلیبیین، یوسف الشیخ عبد (باطنی شیعہ تحریکوں کا یہودیوں کے خلاف جہاد کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا)

4- وجاء دور المجوس (مجوسی دور واپس آ گیا) عبداللہ الغریب۔

5- (أمل) والمخیمات الفلسطینیة (شیعی تنظیم اُمل اور فلسطینی پناہ گزین کیمپ) مؤلف: عبداللہ الغریب۔

6- أحوال أھل السنة فی ایران (ایران میں اہل سنت کے حالات) /عبداللہ الغریب۔

7- الخمینی والوجہ الاخر (خمینی کا دوسرا چہرہ) /زید العیص۔

8- الاعتداء ات الباطنیہ علی المقداست الاسلامیہ (اسلامی مقدس مقامات پر شیعہ باطنیہ کے ظلم) /کامل الدقس۔

9- پروتو کولات آمات قم حول الحرمین (قم کے علماء کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق خفیہ سازشی منصوبے) /عباداللہ الغفاری۔

10- الصفویون والدولة العثمانیہ (دولت عثمانیہ کے خلاف شیعوں کا کردار) مؤلف: علوی عطرجی۔

11- الخمینیہ ورثیة الحرکات الحاقدة، ولید الأعظمی۔

12- حتی لانتخدع (تاکہ ہم دھوکہ نہ کھائیں) /عبداللہ الموصلی۔

13- علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتب ملاحظہ فرمائیں۔

1- الشیعہ والتشیع 2- الشیعہ والسنة 3- الشیعہ والقرآن.....وغیرہ

☆☆☆

۱۔''اسرائیل نے شیعہ عناصر کی نگہداشت کر لی ہے، انہوں نے فلسطینی وجود کا تمہ کرنے کے لئے ان کے ساتھ سمجھوتہ کرلیا ہے۔اور حماس اور جہادی تحریکوں کے لئے اندرونی سپورٹ سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔''

ضابط اسرائيلي من المخابرات۔ (صحيفه معاريف) اليهوديه في تاريخ ۱۹۹۷/۹/۸ء۔

۲۔''امل تحریک کا ضمنی پروگرام مسلح فلسطینیوں کے وجود کا خاتمہ ہے۔اس اعتبار سے کہ وہ ایک بنیادی دھمکی ہے جو شیعہ معاشرہ کے امن کے لئے خطرہ ہے۔''

توفيق المديني۔ كتاب: أمل و حزب الله ص ۸۱۔

۳۔''ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہم ایران کا حصہ ہیں بلکہ ہم لبنان کو ایران اور ایران کو لبنان سمجھتے ہیں۔''

ابراهيم الأمين (احد قيادي الحزب)۔ جريدة النهار ۱۹۸۷/۳/۵ء۔

۴۔''اور حتیٰ کہ خاتم الانبیاء ﷺ جو کہ اصلاح انسانیت اور تہذیبوں میں انصاف قائم کرنے آئے تھے، وہ بھی کامیاب نہیں ہوئے۔''(نعوذ باللہ)

الخميني۔ (مختارات من احاديث و خطابات الأمام الاخميني) ۴۲/۲۔

۵۔''حزب اللہ کسی بھی ایسی فوجی کاروائی میں شریک نہیں ہوگی جس کا مقصد قدس شریف کو آزاد کرانا ہو۔''

حسن نصر الله۔ جريدة الأنباء، عدد ۸۶۳۰، ۲۰۰۰/۵/۲۷ء۔

۶۔''ایران خارجی حکومتوں کیلئے دھمکی کی نمائندگی نہیں کرسکتا، اور نہ ہی صیہونی نظام کے لئے کوئی خطرہ ہے۔''

رئيس ايران: محمود احمدي نجاد۔ جريدة الشرق الأوسط۔ عدد۱۰۱۳۶، تاريخ ۲۰۰۶/۸/۲۹ء۔

۷۔''کسی روز بھی شیعہ کو اسرائیل کا دشمن نہیں دیکھا گیا۔''

السفاح شارون (رئيس وزراء اسرائيل)۔ مذكرات شارون ص ۵۸۳

مكتبة الامام البخاري

٤٦، شارع الجمهورية الثلاثيني

الاسماعيلية۔ مصر